خرید کرده وقف سلسله مدرسه

عـ ۳۰۰۳ عـ ۳۰۰۲

سنه ۱۳۳۱

بزمانه تولیت جناب خان بهادر مولوی سید محمد حسن خان شوق

زیدی متولی وقف سلسله مدرسه

محمد علی از حسن خان بسمل دو

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه

جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا دین اختیار کرے اوس سے وہ ہرگز مقبول نہوگا

دفع التلبیسات

حصہ اول

مولفہ امام المتکلمین رئیس المناظرین مظہر فیوضات لم یزلی جناب مولانا

محمد علی صاحب کانپوری مدظلہ جسمین پادری **عماد الدین**

کے رسالہ تقلیعات کا جواب شافی دیکر نبوت سرور انبیا

محمد مصطفے علیہ الصلوۃ والثنا کو قوی دلائل سے ثابت

کیا ہی اور اناجیل مروجہ کا غیر الہامی

اور بے سند ہونا اظہر من الشمس

کردیا ہی سنہ ۱۳۰۲

ہجری

مین

بفرمایش تاجر ذیشان میان علی بھائی واحمد بھائی راندیری نفعه الله فی تجارته

نامی پریس شہر کانپور مین بحسن وخوبی چھپا

فہرست کتاب دفع التلبیسات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۱۶	مجبوری	بمجبوری
۵۰	۱۳	اِلٰہٌ	اِلٰہہٌ
۵۵	۱۹	سیلہ	سئلہ
۶۰	۱	نہین	تھین
۶۱	۹	دلیل ثبوت	دلیل نبوت
۸۰	۱	اورحب	اورجب
۸۲	۱۳	پالس نے	پالس کے
۸۵	۳	تفصیا	تفصیل
۸۶	۱۳	استاد	اسناد
״	۱۸	اوراحتمال	اوراحتمال
۹۰	۱۰	انجخ	انجج
״	۱۳	جخ	جج
۹۱	۴	بَین یَدَیہٗ	بَین یَدَیَّ
۹۴	۱	ہوتی	ہوئی
۹۶	۱۳	جمع من الرعقة من الصحابة	جمع من الصحابة
۹۹	۱۹	گیکا	کہیگا
۱۰۱	۱۷	قریش کے ساتھ	قریش کے سامنے
״	۱۹	قریب	فریب
۱۰۶	۱۸	الصامی	الصاری
۱۱۹	۱	زانویر	زانوپر
۱۲۵	۱۹	انجیلون	انجیلون مین
۱۲۹	۱	تاریخون ہین	تاریخون مین
۱۳۰	۳	کتالون	کتابون
۱۳۸	۷	لکتاہے	کہتاہے
۱۴۶	۶	پادریصاحب	پادریصاحب
۱۵۶	۳	توکیونکر	کیونکر
۱۵۷	۲۸	پورقری	پورفری
۱۵۸	۲۰	بنانے ہے	بنانے سے

صحت نامہ دفع التلبیسات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۹	بادشاہت	بادشاہت کرون
۷	۴	پروہی	پھروہی
۴۳	۱	تخلیہ مین اکر	تخلیہ مین آکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له
ولي من الذل وكبره تكبيرا * والصلوة على رسوله محمد الذي ارسل الى
الناس كافة بالبينات بشيرا ونذيرا * وعلى اله واصحابه الذين هم نجوم سماء
الهداية وسلم عليه تسليما كثيرا * بے نہایت تعریف اوسی وحدہ لاشریک کو
زیبا ہی جسنے خلقت کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام کو بھیجا اور سلسلۂ نبوت کو اشرف الانبیا
احمد مجتبے محمد مصطفے علیہ الصلوۃ والثنا پر ختم کیا اور بھلائی اور برائی سمجھنے کے لیے عقل و شعور
دیا اور انصاف و تمیز کا مادہ ہر ایک انسان کو عنایت کیا مبارک وہ جو ہر ایک کام
مین عقل و شعور کے ساتھ انصاف کو کام مین لاتے ہین اور حق و باطل مین تمیز فرماتی ہین
اور واویلا اونپر جو بے انصافی کے ساتھ عقل کا برتاو کرتے ہین اور اس نعمت خدا داد
کو اپنے محل پر صرف نہین کرتے - طالبان حق پر پوشیدہ نرہے کہ مین ۱۲۹۷ھ ہجری مین
نیاز نامہ کا جواب لکھرہا تھا کہ میرے ایک معزز دوست نے پادری عماد الدین پانی پتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٤٤	١٦	مجبوری	بجبوری
٥٠	١٣	اِلٰہٗ	اِلٰہَہٗ
٥٥	١٩	سیلہ	سئلہ
٦٠	١	نہین	تھین
٧١	٩	دلیل ثبوت	دلیل نبوت
٨٠	١	اورجب	اورجب
٨٢	١٢	پالس نے	پالس کے
٨٥	٣	تفصیا	تفصیل
٨٦	١٢	استاد	اسناد
״	١٨	اوراا حتمال	اوراحتمال
٩٠	١٠	انجخ	انجج
״	١٢	نجخ	نجج
٩١	٤	بَیْنَ یَدَیْہِ	بَیْنَ یَدَیَّ
٩٤	١	ہوتی	ہوئی
٩٦	١٢	جمع من الرعقة من الصحابة	جمع من الصحابة
٩٩	١٩	گیگا	کہیگا
١٠١	١٧	قریش کے ساتھ	قریش کے سامنے
״	١٩	قریب	فریب
١٠٦	١٨	النصاى	النصاری
١١٩	١	زانویر	زانوپر
١٢٥	١٩	انجیلون	انجیلون مین
١٢٩	١	تاریخون ہین	تاریخون مین
١٣٠	٣	کتالون	کتابون
١٣٨	٧	لکتا ہے	کہتا ہے
١٤٦	٦	پادریصاحب	پادریصاحب
١٥٦	٣	توکیونکر	کیونکر
١٥٧	٢٨	پورقری	پورفری
١٥٨	٢٠	بنانے ہے	بنانے سے

صحت نامۂ دفع التلبیسات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٥	١٩	بادشاہت	بادشاہت کرون
٧	٤	پروہی	پھروہی
٤٣	١	نخلیہ مین اکر	تخلیہ مین آکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا * وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی النَّاسِ کَآفَّۃً بِالْبَیِّنَاتِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا * وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ نُجُوْمُ سَمَآءِ الْھِدَایَۃِ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا * بے نہایت تعریف اوسی وحدہ لاشریک کو زیبا ہی جسنے خلقت کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام کو بھیجا اور سلسلۂ نبوت کو اشرف الانبیا احمد مجتبے محمد مصطفے علیہ الصلوٰۃ والثنا پر ختم کیا اور بھلائی اور برائی سمجھنے کے لیے عقل و شعور دیا اور انصاف و تمیز کا مادہ ہر ایک انسان کو عنایت کیا مبارک وہ جو ہر ایک کام مین عقل و شعور کے ساتھہ انصاف کو کام مین لاتے ہین اور حق و باطل مین تمیز فرماتے ہین اور وا ویلا اونپر جو بے انصافی کے ساتھہ عقل کا برتاوا کرتے ہین اور اس نعمت خداداد کو اپنے محل پر صرف نہین کرتے۔ طالبان حق پر پوشیدہ نرہے کہ مین ۱۲۹۷ھ ہجری مین نیازنامہ کا جواب لکھہ رہا تھا کہ میرے ایک معزز دوست نے پادری عمادالدین بانی پتی

کا رسالہ تقلیعات التعلیقات اس غرض سے دیا کہ اسکا جواب لکھا جاوے دیکھنے سے معلوم
ہوا کہ وہ ہرگز اس قابل نہین کہ اوسکے جواب کی طرف توجہ کیجاوے کیونکہ تعلیقات کی حسن
اور خوبی ایسی نہین کہ کسی عاقل منصف مزاج پر پوشیدہ رہ سکے اوسکے مصنف کے عالی
خیالات فلسفی دلائل حکیمانہ رائین ایسی منور اور روشن نہین ہین کہ پادری عماد الدین کے پست
خیالیون اور سوفسطائی باتون اور متعصبانہ رایون کی تاریکیون سے اوسکی روشنی
چھپ جاوے بلکہ وہ اہل بصیرت کی نظرون مین ویساہی روشن ہی جیسا کہ تھا مگر بعض
احباب نے اصرار کیا کہ اس تقلیعات کی قلعی کھول دینا اور ہر خاص و عام کو اوسکے مصنّف
کی ابلہ فریبی پر مطلع کرنا ضرور ہے اس لیے مین اوسکے جواب کی طرف متوجہ ہوا —
واضح ہو کہ مولف تعلیقات نے تاریخ محمدی کے ہفوات کیطرف توجہ نہین کی اور اوسکا
تفصیلی جواب نہین لکھا بلکہ صرف اوسکے ماخذ اور منشا پر بحث کی ہے اور تین طریقوں سے
نبوت حضرت محمد مصطفے علیہ الصلوۃ والثنا کو ثابت کیا ہے اوّل حالات سے
یعنی آن حضرت کے حالات ایسے ہین کہ جو کوئی منصف مزاج بنظر غور او نھین ملاحظہ کریگا
وہ بالیقین جان لیگا کہ آپ نبی بلکہ افضل الانبیا ہین دوسرے تعلیمات سے یعنی باوجود
اس بات کے کہ آن حضرت نے کسی انسان سے تعلیم نہین پائی مگر علم الہی کے وہ حقائق
اور معارف بیان کیے کہ پیشتر کسی نے نہین بیان کیے تھے اور ایسے احکامات نافعہ تعلیم
فرمائے جنسے پہلی شریعتون کی پوری تکمیل ہوگئی تیسرے معجزات سے مین اس کتاب مین
ان تینون طریقون کی کسیقدر تفصیل کرنے کے بعد پادری صاحب کے توہمات کو دفع کرونگا
اور پھر تاریخ محمدی کی بھی قلعی کھولونگا تاکہ طالبین حق پر ظاہر ہو جاوے کہ پادری صاحب نے
اوسمین کس قدر اپنی دیانت کو صرف کیا ہی اور کیسی کیسی تلبیسین اور افترا پردازیان

کی ہین کہ اگر کوئی حق شناس اونھین دیکھے تو خوف خدا سے تھرا جاے اور تمام بدن پر
اوسکے رعشہ آجاے اور وہ بدتہذیبیان کی ہین کہ کوئی مہذب شخص اونکو دیکھہ نہین سکتا
مگر مجبوری کی حالت مین اسیوجہ سے مین نے اس کتاب کے دو حصے کیے پہلے حصے مین تقلیعات کا
جواب ہی اور دوسرے حصے مین تاریخ محمدی کا اور نام اسکا دفع التلبیسات رکھا
اس کتاب مین تقلیعات کی ترتیب کا لحاظ نہین رکھا گیا ہے بلکہ نبوت کی بحث جو کہ
نہایت ضروری اور اہم تھی اسلیے اوسے مقدم رکھا اور اثبات نبوت مین بھی ادن طریقو
پہلے بیان کیا ہی جنکو اہل مذہب کے سوا فلاسفہ اور حکما بھی تسلیم کرتے ہین اور آخر مین وہ
طریقہ لکھا ہی جو خاص یہود اور عیسائیون پر حجت ہی۔ اس کتاب مین جہان تعلیقات
کی عبارت نقل کی ہی وہان لفظ تعلیق اور جہان تقلیعات کی عبارت منقول ہے
وہان تقلیع لکھہ دیا ہی اور بعض مقام پر قولہ کرکے اوسکی عبارت لکھی ہے۔ اب مین خدا
سے مدد مانگ کر اصلی مدعا کی طرف رجوع کرتا ہون واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین

پہلا طریقہ اثبات نبوت آنحضرت ؐ کا حالات اور واقعات کے ذریعے سے

صفحہ ۳ تعلیق ۱۲ – پادری عماد الدین صاحب نے اس کتاب مین کہین اس امر
پر بحث نہین کی کہ آن حضرت کی سیرت عام اور مجاری احوال پر نظر کرنے سے اور زمان
نبوت کے قبل اور بعد بعثت کے تقلبات احوال و صفات اور عادات پر غور کرنے سے آنحضرت
کے طریق عمل اور کردار عام سے کیا بات پائی جاتی ہی اور انکو ایسے بہت بڑے جھوٹے
اور ایسی سخت تزویر سے (جیسا کہ مخالفین سمجھتے ہین) کیا غرض تھی کیونکہ جس شخص
کی زندگی کے حالات لکھے جاتے ہین تو تاریخ نویس اور کردار گزار کو ضروری ہے کہ
ایسے ایسے معظم امور مین جو ایسے شخص کی نیت دلی اور کردار ظاہری اور شب و روز کے

احوال اور تمام عمر کے کردار سے پایا جاتا ہو اوسمین فکر اور تفتیش کرے - یہ بحث تو بڑی عظمت اور ضرورت کی اس وجہ سے تھی کہ جو کوئی ذی عقل اور صاحب بصیرت آنحضرت صلعم کے معاملات مین نظر کرے وہ اونکو دیوانہ اور سفیہ تو نہ سمجھیگا تو پھر انکو اس تمام جھوٹ کے کارخانے اور فریب کے سلسلے اور دغابازی کے نظام سے کیا مقصود اور مطلب تھا - پادری صاحب نے ایسی بڑی عمدہ اور عالی قدر بحث سے کنارہ کرکے عامیانہ مزخرفات اور معاندانہ اعتراضات اور بے سروپا تقریرین جو اسکے عجز اور کمال ضعف پر دلالت کرتی ہین لکھے ہین - لہذا ہم ان باتون پر بالاختصار نظر کیا چاہتے ہین انتہے - اسکے جواب مین پادری صاحب لکھتے ہین

تقلیع صفحہ ۶۷ تواریخ محمدی کے صفحہ ۳۰۹ مین رائے مؤلف لکھی ہی - (الے قولہ) بادشاہ بننے کا حضرت کو شوق تھا اور کوئی صورت بادشاہ ہونے کی نتھی تب نبوت کا دعوی کرکے امت پیدا کی اور امت کو فوج بنایا اور بادشاہت حاصل کی -

جواب اہل انصاف پر روشن ہی کہ تعلیقات سے اس دعوی کا بطلان بخوبی ہو گیا ہے مگر تعصب کی وجہ سے پادری صاحب ہرگز توجہ نہین کرتے اس لیے مین اوسکی کچھہ اور تفصیل کیا چاہتا ہون گرچہ مجھے اونکے عناد سے ہرگز امید نہین ہی کہ اسپر بھی وہ توجہ کرینگے مگر دنیا مین بہت منصف مزاج بھی ہین وہ تو ملاحظہ کرکے انصاف فرماوینگے اور اگر ہوسکے تو پادری صاحب بھی ذرا تعصب کا پردہ آنکھون سے اوٹھا کر کتب تواریخ کو دیکھین کہ جب قریش نے ہر طرح پر آنحضرت صلعم کو تکلیف دی اور کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا اوٹھا نہ رکھا اور کئی مرتبہ ابو طالب سے یہ کہا کہ تمھارا بھتیجا ہمارے باپ دادون اور بتون کو برا کہتا ہے اسے منع کرو اور ابو طالب نے بھی حضرت سے کہا مگر حضرت نے فرمایا کہ کچھہ ہو جاے مین اس سے باز نہین آنیکا کیونکہ مین حکم خدا سے مجبور ہون غرضکہ حضرت بدستور اسلام کا وعظ کرتے رہے اور دن پر دن اسلام

کا شیوع ہونے لگا تو قریش نے ایک روز پنچایت کرکے آنحضرت صلعم کو بلوایا اور کہا کہ جیسا تمنے
اپنی قوم کے ساتھ کیا ہم نہین جانتے کہ کسی نے ایسا کیا ہو تمنے ہمارے باپ دادون کو
برا کہا ہمارے دین کو معیوب بتایا ہمارے معبودون کو سخت کہا ہمارے عقلمندون کو بیوقوف
بنایا ہماری جماعت کو توڑ دیا فان کنت انما جئت بهذا الحديث تطلب به مالا
جمعنا لك من اموالنا حتى تكون اكثرنا مالا وان كنت انما تطلب به الشرف فينا فنحن
نسودك علينا وان كنت تريد به ملكا ملكناك علينا وان كان هذا الذي ياتيك
رئيا تراه قد غلب عليك وكانوا يسمون التابع من الجن رئيا فربما كان ذلك بذلنا
اموالنا في طلب الطب لك حتى نبرئك منه او نعذر فيك فقال لهم رسول الله صلى الله
عليه وسلم مالي ما تقولون ما جئت بما جئتكم به اطلب اموالكم ولا الشرف فيكم
ولا الملك عليكم ولكن الله بعثني اليكم رسولا وانزل علي كتابا وامرني ان اكون
لكم بشيرا ونذيرا فبلغتكم رسالات ربي ونصحت لكم فان تقبلوا مني ما جئتكم
به فهو حظكم في الدنيا والاخرة وان تردوه علي اصبر لامر الله حتى يحكم الله بيني وبينكم (ابن ہشام)
(اسکا حاصل یہ ہی کہ قریش نے بعد شکایت کے یہ کہا کہ اس دعوی سے اور ان باتون سے
تمھاری کیا غرض ہے اگر مال چاہتے ہو تو ہم سب ملکر مال جمع کردین کہ تم ہم سب سے
زیادہ مالدار ہو جاؤ اور اگر تمکو شرف اور جاہ مطلوب ہی تو ہم تمکو اپنا سردار بنالین اور اگر
تم بادشاہت چاہتے ہو تو ہم تمکو اپنا بادشاہ بنالین اور اگر تمھارے پاس یہ آنیوالا کوئی
جن ہی کہ تمپر غالب ہو گیا ہے تو ہم اوسکے علاج مین اپنا مال صرف کرین تا کہ تم اچھے ہو جاؤ
حضرت نے اونکے جواب مین فرمایا یہ کچھ نہین ہی جو تم کہتے ہو جو کچھ مین تمھارے پاس لایا ہون
وہ اسلیے نہین لایا کہ مین تمھارا مال طلب کرون یا تمپر بڑائی چاہون یا تمپر بادشاہت

بلکہ خدا نے مجھکو بھیجا ہی اور مجھپر کتاب نازل کی ہی اور مجھکو حکم کیا ہے کہ مین خوشخبری دون (جو ایمان لاوے) اور ڈراؤن (جو منکر ہووے) سو اللہ کا پیغام مین نے پہونچایا اگر تم قبول کروگے تو تمھارے لیے دنیا و دین مین بہتر ہی اور اگر قبول نکروگے تو صبر کرونگا بسبب حکم خدا کے یہان تک کہ خدا فیصلہ کرے ہمارے تمھارے درمیان انتہے —

کہیے پانی پتی صاحب یہ تو ایشیا والون کی روایت ہی یہ تو آپکے نزدیک معتبر ہی اب کہیے کہ حضرت کو بادشاہت مطلوب تھی یا ترک بادشاہت جسکے دماغ مین ذرا بھی انصاف کی بو ہوگی وہ یہ کہدیگا کہ اگر حضرت کو جاہ و مال کی خواہش ہوتی تو اسکے مثل اور کون طریقہ اسکے حصول کا تھا کہ قریش سے صلح کرلیتے ورنہ کچھ تو اپنے دعوی سے ڈھیلے ہوتے مگر وہان تو کچھ اور ہی جوش تھا ایک نہ سنی اور اوسی طرح امر حق پر جمے رہے - کچھ تو غور کرو جس غرض کا حصول پانی پتی بیان کرتے ہین وہ کن کے اتباع سے ہوا اونھین بعض قریش کے اور وہ بھی کس دشواری سے کہ تیرہ برس تک ان مصیبتون مین رہے کہ عافیت تنگ تھی آخرکار خانمان چھوڑنا پڑا نہایت مصیبت کے ساتھ جلاوطنی اختیار کرنا پڑی اور اسپر بھی چین نملی آخر کو اونھین قریش سے لڑنا پڑا اور یہان تک کہ حضرتؐ کی عمر آخر ہونے کو آئی -

اگر آپ اون قریش کا کہا مان لیتے تو تمام قریش آپکے ساتھ ہوتے اور اس خانہ جنگی اور اس مصیبت کی نوبت ہی نہ آتی جو حضرتؐ پر اور اونکے ہمراہیون پر آئی اگر اونھین کی بادشاہت پر قناعت کرتے تو بھی ممکن تھا اور اگر زیادہ خواہش ہوتی تو سب کے اتفاق سے اور ملک پر بھی فتحیابی نہایت آسان تھی اس صورت مین تو حضرت کی حالت حیات ہی مین ایسی ترقی ہوتی اور بادشاہت چمکتی کہ باید و شاید مگر وہان تو یہ منظور ہی نہ تھا لہذا اظہر من الشمس ہوگیا کہ آپ کو لوث دنیا ہرگز ہرگز نہ تھا - علاوہ اسکے اور امور بھی ایسے پیش آئے

کہ اگر سرورِ انبیا کو بادشاہت منظور ہوتی تو آپ اونھین قبول کرتے چنانچہ قبیلہ بنی عامر مین آنحضرت وعظ کرنے تشریف لیگئے اور وہان جاکر راہ حق کیطرف لوگون کو بلایا اتنے مین ایک شخص بحیرہ نام کہنے لگا کہ قسم خدا کی اگر قریش مین سے مین اس جوان کو لیلون تو تمام عرب کو کھا جاؤن پر وہی شخص حضرتؐ کی طرف خطاب کر کے کہنے لگا کہ یہ تو کہیے کہ اگر ہم تمھاری بات پر بیعت کرین پھر خدا تمھین دشمنون پر غالب کردے تو تمھارے بعد ہمارے لیے سرداری اور حکومت ہوگی حضرت نے جواب دیا کہ سرداری اللہ کے قبضے مین ہی جسکو چاہتا ہی اوسے دیتا ہی یہ سنکر اونھون نے بیعت سے انکار کیا -- یہ قصہ ابن اسحق نے زہری سے روایت کیا ہے چنانچہ تاریخ ابن ہشام کے صفحہ ۲۸۳ مین مذکور ہے —

اب مقام غور ہے کہ اگر بادشاہت دنیاوی منظور ہوتی تو ایسے لوگون کو کیون نہ ملاتے بلکہ جب یہ جانا کہ انکی بیعت اللہ کے واسطے نہین ہی بلکہ دنیا کے واسطے ہی تو بالکل بے توجہی کی اور کہدیا کہ حکومت اور سرداری اللہ کے اختیار مین ہی بھلا کہین مکار اور طالب جاہ کی ایسی باتین ہوا کرتی ہین ذرا خدا کے لیے کہین تو انصاف کرو —

اسی دعوی کا ثبوت مصنف تعلیقات نے ایک معتبر مسیحی کے قول سے دیا تھا مگر پادری صاحب کو کچھ جواب تو نہ آیا صرف یہ کہکر ٹالا کہ اہل یورپ کا اس باب مین اعتبار نہین بلکہ ایشیا کے لوگون کے قول اسمین زیادہ معتبر ہین مگر کوئی وجہ اعتبار اور عدم اعتبار کی بیان نہین کی کیا اتنا بھی وہ نہین سمجھتے کہ اہل یورپ نے جو کچھ رائے لکھی ہے وہ ایشیا ہی کے لوگون کے اقوال و روایات پر مبنی ہے مگر بات یہ ہی کہ وہ انصاف پسند اور نیک نہاد تھے تعصب و عناد اونمین نہ تھا اگرچہ پادری صاحب محققین یورپ کی رائے کو بسبب کمال تعصب کے قبول نکرین مگر کوئی شک نہین ہی کہ جو وقعت اس امر خاص مین مخالف کے رد و جرح

اِن محققین کی رے اگوہی وہ کسیکو نہین ہے کیونکہ ایک غیر قوم کا شخص جو نہ حضرت پر ایمان
لایا ہی نہ کچھ اون سے واسطہ رکھتا ہے نہ کوئی دنیاوی طمع ہی محض آزادانہ طور پر کتب معتبرہ
دیکھکر اپنی راے بیان کرتا ہی جسسے کمال مدح حضرت کی ثابت ہوتی ہی بلاشک یہ مدح
ہر مخالف مذہب کے روبرو کمال حجت ہی خصوصًا عیسائیون کے روبرو اسسے زیادہ
کیا شہادت ہوگی کہ مخالفین جو اس بات کے درپے ہین کہ حضرت کی نبوت ثابت
نہو گواہی دے رہے ہین کسی مخالف کا زہرہ ہی کہ اپنے پیغمبر کی مدح اوسکے مخالفین کے
اقوال سے ثابت کرے ہرگز نہین پھر کیا مسلمان مورخون کی مدح آنحضرتؐ کے بارے مین
مخالف کے روبرو وہ وقعت رکھہ سکتی ہے جو علماء عیسائیہ کی مدح رکھتی ہی ہرگز نہین۔
پھر ایسے اقوال کیطرف توجہ نکرنا اور لاشی محض سمجھنا تعصب نہین تو کیا ہے۔ مگر ہم
اونکی اس تعصبانہ اور معاندانہ گفتگو سے اون محققین کی رے نقل کرنے سے باز نہ آئینگے
اور پادری صاحب کے دعوی کے رد مین مسیحیون کے اقوال اہل حق کو سنائینگے تاکہ ظاہر
ہوجاے کہ پادری صاحب کا دعوی ایسا ظاہر البطلان ہی کہ اونکے ہم مشرب بھی اوسکے
بطلان کی گواہی دیتے ہین اب چند اقوال علماء مسیحیہ کے نقل کیے جاتے ہین۔

قول اوّل۔ واشنگٹن ارونگ اپنی انگریزی کتاب موسومہ لائف آف محمدؐ کے صفحہ ۱۹۴
مین لکھتے ہین کہ انکے اوائل زمانہ سے وسط حیات تک کے حالات سے تو ہمین کچھہ نہین معلوم
ہوتا کہ انکو ایسے نا راست اور عجیب افترا سے جسکا انپر الزام لگایا گیا ہی کس مقصد کا حاصل کرنا
مراد تھا۔ کیا حصول مال مقصود تھا خدیجہ کے ازدواج سے تو فی الحال وہ صاحب ثروت
ہوچکے تھے اور اپنے وحی ادعائی کے اظہار سے تو سالہا سال پیشتر انھون نے صاف
کہدیا تھا کہ مجھے اپنے سرمایہ کے اضافہ کی خواہش نہین۔ تو کیا حصول جاہ مراد تھی حالانکہ

وہ پہلے ہی اپنے وطن مین عقل اور امانت مین رفیع المرتبہ اور قریش کے عالیشان قبیلہ
اور اسکے معزز و ممتاز شعبہ مین سے تھے تو کیا حصول منصب مطلوب تھا مگر کئی پشتون سے
تو تولیت کعبہ اور امارت حرم خاص انھین کے قبیلہ مین تھی اور انکو اپنی وقعت اور حالات سے
اور بھی عالی مرتبہ ہونیکا یقین تھا۔ لیکن جس دین مین انھون نے نشو و نما کی تھی اسیکے
استیصال کرنے مین تو اونھون نے ان سب منافع کی بیخ کنی کردی حالانکہ اسی مذہب پر
تو انکے قبیلے کی جاہ و عزت کا دار و مدار تھا۔ اسکی بیخ کنی کرنے سے ضرور ہوا کہ انکے اقربا
کی عداوت اور اہل شہر کے غیظ و غضب اور تمامی اہل ممالک عابدین کعبہ کی دشمنی و عناد
پیدا ہو گیا انکی تمشیت خدمات نبوت مین کوئی شئی ایسی روشن اور صریح تھی جو انکے
ان مصائب کے اجر جزیل ہوتی اور جسکی طمع کے دھوکے مین پڑتے بلکہ برخلاف اسکے
اسکی ابتدا تو اشتباہ و اختفا مین ہوئی۔ برسون تک تو اسمین کوئی معتدبہ کامیابی
نہوئی جیسے جیسے اونھون نے اپنی تعلیمات کا اظہار اور وحیون کو آشکار کیا ویسے ہی اسیقدر زیادہ
لوگون نے اونسے ہنسی اور ٹھٹھا اور برا کہنا شروع کیا اور آخر کو بری بری طرح سے اذیتین دینا
جس سے انکی اور انکے رفقا کی ریاستین برباد ہو گئین اور چند اونکے اقربا اور اصحاب غیر ملک
مین پناہ لینے پر مجبور ہوے اور اونھین خود بھی اپنے شہر مین چھپا رہنا پڑا اور بالآخر گھر ڈھونڈھنے
کے لیے ہجرت کرنی پڑی پس کس غرض سے وہ برسون تک اسی تزویر کی صورت مین اصرار
کرتے جس سے اس طرح سے انکی سب دنیوی دولتین انکی زندگی کے ایسے وقت مین کہ انکو
پھر مجدداً حاصل کرنیکا بھی زمانہ نہین رہا تھا خاک مین ملجائین انتہی۔

مقام غور ہی کہ یہ مورخ آنحضرت کو لوث دنیا سے کیسا بری ثابت کر رہا ہی افسوس ہے
اون معاندین کے حال پر کہ ایسی شہادت پر بھی توجہ نہین کرتے کہ بقول گاڈفری ہیگنس

اوس شخص کی گواہی جو گواہی دینا نہین چاہتا مگر اوسکی عقل و انصاف اوسے مجبور کر رہا ہے

قول دوم - طامس کارلیل اپنے دوسرے لکچر کے صفحہ ۵۰ مطبوعہ ۱۸۴۲ء مین لکھتے ہین یہ محمد کا تمام حوصلہ یہی تھا کہ راستبازی سے دنیا مین گذران کرین - انکا شہرہ جمیل یعنے انکے جان پہچان والون کا حسن ظن اونکے حق مین کافی تھا - ابھی وہ کہولت کے سن تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ اونکی تمام خواہشین بجھ گئین تھین اور جو کچھ اس دنیا مین اونکا حصہ تھا وہ یہی تھا کہ روز بروز اونمین صلح اور آشتی بڑھتی جاتی تھی - تو کیا اونھون نے اب طریقہ ہوسنا کی شروع کیا اور سب گذشتہ نیکنامی کو چھوڑ کے جس چیز سے متمتع نہو سکتے تھے اوسکے حاصل کرنیکو دغاباز اور مزور بنگئے - حاشا مین اسکو ہرگز باور نکرونگا -

---

قول سوم - سرآمد مورخین انگلستان اڈورڈ گبن تاریخ رومۃ الکبری کی جلد ۶ باب ۵۰ مین لکھتے ہین - ہر ایک مذہب مین بانی مذہب کی سیرت سے اوسکے تحریری مکاشفات کی تکمیل ہوتی ہی چنانچہ محمد کی حدیثین بہت سے امر حق کی نصیحتین اور اونکے افعال بہت سے نیکی کے نمونے ہین اور اونکے ازواج و اصحاب نے اونکے بہت سی خلوت اور جلوت کے مآثر جمیلہ محفوظ کر رکھے ہین -

---

قول چہارم - ریورینڈ جے ایم راڈویل دیباچہ ترجمہ قرآن شریف کے صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۸۶۱ء مین لکھتے ہین - بلکہ دلیلون سے ثابت ہی کہ محمد کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے کہ اپنے ملک کے لوگون کو جہالت اور ذلت کی بت پرستی سے چھوڑا دین اور یہ کہ نہایت مرتبہ کی خواہش اونکی یہ تھی کہ سب سے بڑے امر حق یعنی توحید الٰہی کا جو اونکی روح پر بدرجۂ غایت مستولی ہو رہی تھی اشتہار کرین چنانچہ اسی مطلب کے حصول کے لیے قرآنی سورتون کی تصنیف کا سامان اونھین

ناگزیر ہوا - اور مقتضای حوادث اور بتدریج فوز مرام اس امر کا باعث ہوا کہ اونھون نے اپنے آپ کو خدا کا رسول امین باور کر لیا - تاہم محمدؐ کی سیرت ایک عجیب نمونہ ہے اوس قوت اور حیات کا جو ایسے شخص مین ہوتی ہی جسکو خدا اور قیامت پر اعتقاد کامل ہوتا ہے اسمین سے جو کچھہ نتیجے نکالے جاوین (اور وہ بہت اور اہم ہین) انکی ذات کریم اور سیرت صداقت مشحون سے ہمیشہ اونکو اون لوگون مین تصور کیا جائے جنکو ایمان اور اخلاق اور اپنے ابنائے جنس کے تمام حیات دنیوی پر ایسا اختیار حاصل ہی جو بجز کسی حقیقت مین بڑے الوالعزم کے اور کسیکو نہین ہو سکتا - اور اون لوگون مین آپ کو سمجھا جائے جنکی کوششین باوجود خطاؤن اور تقصیرن کے کسی بڑے امر حق کی اشاعت کیلیے کامیاب ہونگی

قول پنجم - ابراہام ریس انسائیکلو پیڈیا کی جلد ۲۲ مطبوعہ ۱۸۱۹ء مین لکھتے ہین مسلمان مورخون نے نبی عربی کے صفات بدنی و عقلی کی ستایش مین بہت کچھہ لکھا ہے اور گو ہم ہر ایک صفات خارق عادات کو تسلیم نہین کرتے مگر تاہم اس امر کا اعتراف پر ضرور ہے کہ اونمین بہت سی قابلیتین جنمین سی بعض کا تذکرہ ابھی ہوا ہے - اور اکثر کمالات اور خواص ایسے جمع تھے جنسے وہ اپنے معاصرون سے رتبۂ عالی پر پہونچ گئے اور جس امر کا اونھون نے عزم کیا تھا اوسکے لائق ہو گئے -

قول ششم - ڈاکٹر اے اسپرنگر اپنی کتاب سیرت محمدی کے صفحہ ۸۹ مین لکھتے ہین محمدؐ - تیز فہم اور نہایت مرتبہ کے عالی نظر تھے - صاحب آرائے صائب اور عالی مذاق تھے - گو وہ شاعر کے نام کو ناپسند کرتے تھے مگر بہت کرکے تو شاعر تھے - اور قرآن کی عبارت باہم متشابہ اور مضامین عالی اسکے عمدہ فضائل ہین اونکے خیال مین ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا - اونکو نکلتے ہوے آفتاب - برستے ہوے پانی - اور اوگتی

ہوئی روئید گی مین خداہی کا یہ قدرت نظر آتا تھا اور بجلی کی کڑک اور آواز آب اور پرندون کے نغمہ حمد الٰہی مین خداہی کی آواز سنائی دیتی تھی - اور سنسان جنگلون اور پڑا سے شہرون کے خرابات مین خداہی کے قہر کے آثار دکھلائی دیتے تھے - ناظرین اس قول کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین کہ یہ منصف کیسی تعریف حضرت سرور انبیا کی کرتا ہے -

قول ہفتم - آنریبل سر ولیم میور لائف آف محمدؐ کی جلد ۴ باب ۳۰ مطبوعہ ۱۸۶۱ء مین لکھتے ہین - چونکہ محمدؐ کو اپنی رسالت کا نہایت قوی اور مضبوط اعتقاد تھا اسلیے اونکے طرف سے اوس دین کی نصیحتون مین بڑی قوت اور شدت ظاہر ہوتی تھی اور چونکہ فصاحت مین بھی آپ کو کمال تھا لہذا آپ کا کلام عربی زبان مین نہایت خالص اور بغایت فصاحت ناصح تھا اونکے ملکۂ زبان آوری نے روحانی حقیقتون کو عالم تصویر بنا دیا - اور اونکے زندہ خیالات نے قیامت اور روز جزا اور نعمای بہشت اور عذاب جہنم کو سامعین کے نہایت قریب تر بلکہ پیش نظر کر دکھلایا معمولی گفتگو مین تو آپ کا کلام آہستہ مفصل اور قوی تھا مگر ہنگام وعظ آپکی آنکھین سرخ اور آواز بھاری اور بلند ہو جاتی تھی اور تمام جسم آپ کا ایک ایسی حالت جوش وخروش مین ہو جاتا تھا گویا کہ آپ لوگون کو کسی غنیم کے آنے کی خبر دیتے ہین کہ وہ غنیم دوسرے روز یا اوسی شب ہی کو اوسپر آپڑیگا -

اور ہم اسکو بسعقدی تسلیم کرتے ہین کہ پہلے محمدؐ کو اعتقاد تھا یا باور کرلیا تھا کہ اون کے مکاشفات خدا کی جانب سے ہوتے ہین - آپکے مکہ مین رہنے کے زمانہ مین تو یقیناً کوئی ذاتی اغراض یا نالائق اسباب اس نتیجہ کے بطلان مین پائے نہین جاتے وہان پر تو آپ جیسا کہ خود بھی کہتے تھے محض بشیر ونذیر تھے - اور بظاہر تو بجز اون لوگون کی اصلاح کے آپ کا اور کوئی مقصد نہ تھا محمدؐ نے گو اپنے

اس ارادہ کو صحیح ذریعون سے اثر پذیر کرنے مین خطا کی ہو - مگر ہمین شبہہ کرنے کی کوئی کافی وجہ نہین کہ وہ ان ذریعون کو نیک نیتی اور دیانت داری سے عمل مین لاتے تھے

قول ہشتم - مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب اپالوجی کے صفحہ ۱۳۸ - مطبوعۂ لندن ۱۸۶۹ء مین لکھتے ہین - آنحضرت کو فقط اخلاق حمیدہ کی تعلیم اور تاکید ہی نہین کرنی پڑی بلکہ عبادت خداے یکتا بھی قائم کرنی پڑی اسواسطے کہ تقدیرات الٰہی سے جن لوگون مین آپ مبعوث ہوے تھے وہ ان دونون باتون مین یعنی عبادت خدای یکتا اور اخلاق حمیدہ مین گمراہ تھے پس آنحضرت کا یہ مقصود تھا کہ مذہب اسمٰعیل بانی قوم عرب از سر نو رواج دین اور وہ یہ تھا کہ خدای یکتا کی عبادت کرو یہی صحیح اس بات کے ثبوت کے لیے کافی ہی کہ آنحضرت اس قول مین بیشک صادق تھے کہ مین عرب کو مذہب جدید نہین تعلیم کرتا ہون بلکہ وہی دین سکھاتا ہون جو اونکے جد حضرت اسمٰعیل نے بہت مدت پیشتر رواج دیا تھا پس اب راقم کہتا ہی کہ آیا ممکن ہی کہ جس شخص نے اپنے ملک کے لوگون کے عقائد و رسوم ابد الآباد کے لیے درست اور شایستہ کیے ہون اور بعوض طریقہ باطلہ بت پرستی جسمین سالہا سال سے اوسکے ملک کے لوگ غرق تھے عبادت خدای یکتا و برحق رواج دی ہو اور جس شخص نے قتل اطفال موقوف کر دیا ہو اور استعمال مسکرات اور وہ لہو و لعب ممنوع کر دیے ہون جنمین بازی ہوتی ہی اور جو منشاء تخریب اخلاق ہین اور جس شخص نے رسم تعدد ازواج جو اوسکے زمانے مین مروج تھا اور جسکی کوئی حد نہ تھی محدود کر دیا ہو ہم پھر پوچھتے ہین کہ آیا ممکن ہی کہ ہم گمان کرین کہ ایسا مصلح اور مہذب جلیل الشان جسنے ترویج احکام حقہ مین ایسی سرگرمی اور جانفشانی کی صرف ایک جعلساز اور مکار تھا اور اوسکے تمام افعال اور اقوال مین محض کذب و ریا

تھا آیا ہم یہ وہم کرسکتے ہین کہ اوسکی رسالت منجانب اللہ نہ تھی بلکہ اوسکا ایجاد تھا اور
تمام عمر وہ شخص خود اپنے کذب پر متنبہ اور معترف رہا استغفر اللہ یہ گمان آپکی نسبت نہین
ہوسکتا یہ یقین کرنا چاہیے کہ آپ یعنی آنحضرت بخوبی آگاہ تھے کہ مین حق پر ہون اور اسیوجہ
سے اظہار حق مین ایسے مستقل اور ثابت قدم رہے کہ کبھی آپ کا قدم ثبات پیچھے نہین ہٹا
اور پای استقلال کو لغزش نہین ہوئی بلکہ جس وقت سے آپ نے اپنی رسالت کا اظہار
اپنی زوجہ خدیجہ سے کیا جب تک کہ آغوش عائشہ مین وفات پائی اون اعزا اور رفقا
کے کہنے مین بھی نہ آئے جو آپ کی حالت سے بخوبی واقف تھے۔ واقع مین ایسے شخص
صادق اور صالح کو جو اپنے خالق پر اعتماد و وثوق کامل رکھتا تھا اور جسنے عقائد و اعمال
عباد کو ایسا مہذب اور درست کیا یہ کہنا چاہیے کہ عبد اللہ الصادق اور مرسل من اللہ
تھا اور اس امر کا کون مانع ہے کہ اگر اوس شخص کو عباد کاملین مین نہ سمجھین تو عباد صالحین
مین تو تصور کرین اور یہ کیون نہ یقین کرین کہ اونھون نے اپنے زمانے مین اپنی قوم
کو صدق و راستی تعلیم کی تھی اور اونکو خدا نے اسواسطے مبعوث کیا تھا کہ اپنی امت کو اوسکی
توحید اور صداقت سکھائین اور اونھین ایسے احکام انتظام ملک اور اخلاق حمیدہ تعلیم
کرین جو اونکے مناسب حال ہون پس اس بیان سے ثابت ہوا کہ بیشک آنحضرت صلعم کو
اپنی رسالت کا ایسا یقین واثق تھا کہ ہرچند کفار نے سخریہ اور مضحکہ اور ظلم و تعدی آپ
پر بہت کی لیکن آپ کا قدم ثبات پیچھے نہ ہٹا اور ہرچند بہت تخویف کی اور تکلیف
دی لیکن آپ اونھین توحید اور حقیقت خدا تعلیم کرنے سے باز نہ آئے اور ایسے اخلاق
حمیدہ اور افعال پسندیدہ کی اونھین ترغیب دی کہ آپکے عہد تک کسی شخص نے کبھی
ایسے افعال اونھین نہ تعلیم کیے تھے اور آنحضرت نے نہ تو ریاست دنیا طلب کی اور نہ

حکومت عقبی بلکہ فقط عفو ورحم خدا سے طلب کیا اور اس امر کی توفیق مانگی کہ بندون کو
بوعظ ونصیحت سیدہ راہ پر لائین درحقیقت آپ کا یہ مقصود تھا کہ بندگان خدا انصاف کرین
اور رحم کو دوست رکھین اور بخضوع وخشوع اپنے خالق کے سامنے حاضر ہون اور یہ عقیدہ
بھی آپ نے تعلیم کیا ہی کہ ایکروز سب عادل اور ظالم پھر زندہ کیے جائینگے اور خدا اونمین انصاف کریگا

قول نہم گاڈفری ہگنس نی اپنی کتاب اپالوجی مطبوعہ ۱۸۲۹ء مین حضرت سرور انبیا
کے اوصاف مین ایک طویل تقریر کی ہی مین اوسکے منتخب فقرے نقل کرتا ہون۔

ڈین آف ناریج کے تسلیم سے ظاہر ہے کہ پیمبر نے اپنے ہم وطنون کی طعن تشنیع کو حلم اور
نہایت دلچسپ گفتگو اور اطوار سے گوارا کیا ادنے اور اعلے سے بامروت اور خوش خلق او
غریبون پر مہربان اور سخی تھے (دفعہ ۲۰) محمدؐ کے رویہ کے جانچنے مین جیسا تم یہ کہہ سکتے
ہو کہ آپ پکے شریر اور مکار اور جھوٹے تھے ویسا ہی ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ آپ سقراط زمانہ
تھے جب ہم آپ کو قبائح صدر کے ساتھہ متصف سنتے ہین تو فوراً آپکے اوس عام رویہ
کیطرف نظر کرتے ہین جو کہ فریقین کے قول کے بموجب ابتدای عمر اور ایام شباب مین
رہا ہے تو آپ کو سزا وار ملامت نہین پاتے تو کیا دفعتہً یقین کر لیا جائے کہ یہ صرف مکر تھا۔
اب ہم پوچھتے ہین کہ اس عجیب رویہ سے آپنے کیا مقصد سوچا تھا اسکا جواب یہ دیتے
ہین کہ آپ کا مقصد دو حظ نفسانی تھے اوّل عورتون سے عشرت کرنا دوم استیعاب
بلند حوصلگی جس سے یہ غرض ہی کہ ایک شہر کے تاجر بنکر اپنے آپ کو بادشاہ دنیا بنا دین
اسکی تیاری کے لیے آپنے چودہ برس خلق سے کنارہ کیا اور اپنا طور بے عیب رکھا۔
اب ہم دریافت کرتے ہین کہ دنیا کی تاریخ مین کوئی بات اسکے مثل اور بھی پائی جاتی ہے
اگر عورتون سے عشرت مقصود تھی تو یہ عجیب و غریب معاملہ ہے کہ آپنے ۲۵ برس کی عمر مین

جو وقت کہ خاص جوش جوانی کا خیال کیا جاتا ہی صرف خدیجہؓ ہی سے نکاح کیا جو آپ سے
پندرہ برس بڑی تھین اور گو بموجب قواعد اپنے ملک کے آپ بہت سے نکاح کرسکتے تھے مگر آپ
اس قاعدے سے متمتع نہوے اور تا حین حیات اوس بیوی کے اوسی کے ساتھ ۲۴ برس مع
عیال کثیر کے نباہ کیا۔ اگر محمدؐ کا مقصد صرف بلند حوصلگی ہی تھی تو بذریعہ سازش کے کوشش
کرکے اپنے آپ کو محافظ کعبہ کیون نہ کرالیا اوس عہدے پر پہلے سے آپ کے آبا و اجداد مامور
تھے اور جس شخص کے نام یہ عہدہ ہوتا تھا وہ کل ریاست بلکہ واقع مین تمام عرب کے اندر اول درجہ
کا رئیس گنا جاتا تھا۔ اگر صرف بلند حوصلگی مقصود تھی تو یہ امر کہ اپنے آپ کو یہودیون کا مسیح
بیان کرتے بہتر تھا بہ نسبت اوس طریق کے جو آپ نے اختیار کیا یعنی آپ کو مسیح کا پیرو ظاہر
کیا آہین شک نہین کہ اگر آپ اور آپ کے جانشین اس رویہ کو اختیار کرتے اور بیت المقدس
کو اپنا مسکن بناتے تو کل کمبخت یہودی آپ کے زمرہ مین داخل ہوجاتے اور عیسائیون مین سے بھی
کم سے کم اسقدر آملتے جسقدر کہ دوسری صورت کے اختیار کرنے مین شامل ہوے۔
محمدؐ کا رویہ دریافت کرنے مین جو کوششین کیجائین تو میری راے مین اس بات کا دریافت
کرنا نہایت اہم ہی کہ وہ مسائل کس قسم کے ہین جنکو بالاتفاق آپ نے سکھلایا یہ مان لیا گیا ہے
کہ آپ کا خلق نہایت عمدہ تھا عیسائی مذہب مین اخلاق کا کوئی ایسا مسئلہ نہین ہے
کہ مسلمانون کی تعلیم مین نپایا جاتا ہو بلکہ بعض صورتون مین عرب کے شاعرون کی ذہانت سے
اونکو خوب جلا ہوگئی ہی (دیکھو دفعہ ۴۲-۴۵)- اب اہل انصاف ان اقوال کو ملاحظہ
فرمائین اور پادری عماد الدین کی تعصب اور عناد کو دیکھین کہ اونھون نے کیسی مقدس ذات کی
شان مین کیا کیا بے ادبیان کی ہین اور کیسے کیسے سخت الفاظ لکھے ہین۔
ان اقوال کے نقل کرنے سے میرا یہ مقصد نہین ہی کہ اثبات نبوت محمدی اونپر موقوف ہے

جیساکہ پادری صاحب فریب کی راہ سے عوام پر ظاہر کرتے ہین استغفر اللہ بلکہ یہ مدعا
ہی کہ پادری صاحب جو تعلیق مذکور مین یہ لکھتے ہین کہ بادشاہ بننے کی غرض سے آنحضرت نے
نبوت کا دعوی کیا محض غلط اور ایسا ظاہر البطلان ہی کہ اونکے ہم مشرب عیسائی پکار
پکار کر اوسکے غلط ہونے پر شہادت دے رہے ہین - ان علماے مسیحیہ نے صرف اسی احتمال
کو باطل نہین کیا کہ دعوی نبوت سے آنحضرت کا مقصد بادشاہت تھا بلکہ جتنے بد احتمال
تھے سبکو باطل کر دیا ہی جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ بجز داعیہ الٰہی کے اور کوئی وجہ
اس دعوی کی نتھی مگر سچ ہی ع تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ÷ باوجود اس
تحقیق کے بھی انکو ایمان نصیب نہوا مقصد کے قریب تک پہونچکر رہگئے -

صفحہ ۳۹ تعلیق ۱۳ - اس امر کی بحث کہ یا تو محمدؐ اپنی قوم اور قبیلے مین اپنی
راستبازی اور امانت مین مشہور اور مقبول تھے اور یادفعتہً ایک ایسا جھوٹ بولے اور
مکاری اختیار کی (کہ انکی عزت اور آبرو مال و دولت خاک مین مل گئی اور وہ اسی تزویر
اور جھوٹ پر اصرار کرتے رہے اسمین انھین کیا حاصل تھا جس سے صریحًا ثابت ہوتا ہی کہ وہ
داعیۂ الٰہی کے بیان اور دعوی نبوت مین سچے تھے) حسب ذیل لکھی جاتی ہی اور اسمین
اپنے عندیہ اور عقیدے کے گمان اور تعصب سے قطع نظر کر کے صریحی واقعات اور عقلی شہادت سے
بحث ہی - اظہار نبوت کے وقت تک آنحضرتؐ کی عمر چالیس برس کی تھی اور اس عرصے
مین آنحضرتؐ اپنی ذاتی شرافت اور امارت مین ممتاز اور معزز اور عقل و دیانت اور صدق
و امانت مین اپنی قوم مین معزز اور مقدمات اور مہمات مین مرجع انام تھے جب انکو اسطرح
پر زندگی کرتے ہوے ایک زمانہ کثیر اور مدت مدید گذر گئی اوس وقت اونھون نے اپنے آپکو مورد وحی الٰہی اور رسول خدا
بیان کیا اور اپنی زمانیکے تمام لوگونکے دین کو محض ضلالت و بطالت و حماقت و سفاہت تبلایا اور جمیع قوم

سے مخالفت ظاہر کی اور اس حرکت سے اونکی ساری امارت اور دولت وجاہ وثروت
برباد ہوگئی سب لوگون نے انسے راہ ورسم ترک کی اور تمام اہل شہر ودہات انکے دشمن ہوگئے
اور سیکڑون طرح کی اذیتین اور تکلیفین انپر پڑین اور برسون اسی ذلت اور مصیبت مین گذری
مگر آنحضرت صلعم نے یہ سب سختیان اور مصیبتین برداشت کین اور اسی داعیۂ الٰہی اور امر حق پر قائم
اور دائم رہے اور اسی نہج اوّل پر آخر عمر تک مستمر اور مضبوط رہے اور انکے عزم اور اصرار مین کچھہ
قصور اور تغیر وتبدل نہ پایا گیا اور جب کہ اس ضابطۂ فطرت اور قاعدۂ قدرت کے مطابق
جسمین ہر ایک شخص کو اپنے دفع ضرر اور رفع ایذا کا حق اور اختیار ہے انکو اپنے دشمنون پر
غلبہ حاصل ہوا تب بھی وہ اسی منوال پر باقی اور قائم رہے اور نفسانی آرزؤن اور
دنیاوی خواہشون نے انمین اثر نکیا اور وہ اس نہج قویم اور صراط مستقیم سے منحرف نہین
ہوے تو ہم صریحًا بہ بداہت عقل یہ دیکھتے ہین کہ آنحضرت[۱] بیشک اپنے دعوی مین سچے تھے ورنہ
اگر یہ سب کچھہ تزویر ہوتی اور وحی اور تنزیل محض افترا اور فریب ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ یہ جھوٹ
کا کارخانہ اور فریب کا سلسلہ ایسی مصیبتون اور نقصانون اور خوف وتلف جان کے

[۱] اسکے ثبوت مین مولویصاحب نے وشنگٹن ارونگ کا قول صفحہ ۳۵ مین نقل کیا ہی وشنگٹن ارونگ نے اس شبہہ کی بحث مین
دکہ ہجرت کے بعد آنحضرت صلعم کے افعال مین تغیر آگیا تھا) لکھا ہے کہ۔ معارک جنگ مین فیروزمندی حاصل کرنے سے انمین
(محمد مین) غرور یا جھوٹی شان وشوکت نہین آئی جیسا کہ اگر یہ فیروزمندی ذاتی اغراض سے ہوتی تو آجاتی —
جب انکو بڑے سے بڑا تسلط حاصل ہوا جب بھی اونکی سادگی اطوار واوضاع ویسے ہی رہے جیسی کہ تکلیف کے زمانے مین
تھی۔ تکلفات بادشاہی سے تو وہ ایسے دور تھے کہ اگر کسی مکان مین آتے وقت کوئی غیرمعمولی رسم تعظیم کی ادا کیجاتی تو وہ
ناخوش ہوتے۔ اگر انھین تمام عالم پر سلطنت کی خواہش تھی تو وہی دینی سلطنت تھی اور جیسی کہ دنیاوی حکومت جو اونھین سے
نکلی تھی اوسے بغیر خودنمائی کے برتتے تھے ایسا ہی اونھون نے اوسے اپنے ہی گھر مین مستمر رکھنے کی کوئی تدبیر نہین کی جو دولت کہ
انکو خراج اور غنیمت مین ملتی تھی وہ سب فتوح دینی کی ترقی اور فقرا وصحابہ کے رفع تکلیف مین صرف ہوتی تھی یہان تک کہ ہمیشہ انکا خزانہ
خالی ہوجاتا تھا۔ عمر بن الحارث کا قول ہی کہ محمد اپنی وفات کے وقت بجز ایک دلدل اور آلات حرب اور ایک قطعہ زمین جو
اپنی ازواج واولاد وفقرا کے لیے ہبہ کرگئے تھے اور نہ کوئی درہم چھوڑ مرے نہ دینار نہ غلام نہ کنیز نہ کچھہ اور ایک مورخ کہتا ہی کہ خدا
نے تمام روے زمین کی چابین انکو دین مگر انھون نے نہین لین انتہے ۱۲

موقعون مین ایسی مدت دراز تک چل سکتا - جب انکی وہ عظمت وثروت جو پہلے تھی اس مکاری وتزویر سے جاتی رہی اور انھین جان کے لالے پڑگئے اور بے خانمان ہوکر شہر چھوڑ دینا پڑا اور اسی دعوی کی بدولت کثیر المال تاجر سے ایک مفتقر مہاجر ہو گئے تو ضرور اس جھوٹی بات اور ضرر ی کے دعوی سے باز آتے اور اس عزم پر مستمر نرہتے کیونکہ نقصانات تو ایسے صریح اور ظاہر تھے کہ جنکا روز بروز تجربہ ہوتا جاتا تھا پھر انھین اور کس بات کی امید تھی - دنیا وی عظمت اور جاہ وثروت اپنی قوم مین جو پہلے سے تھی - (اور اس مکاری سے بھی یہی ملتا) وہ تو اس بات کی بدولت کھو بیٹھے اب اور کیا ملنا تھا - یہ باتین تو تبھی برقرار بلکہ روز افزون اور متزاید رہتین جبکہ وہ اپنی قوم سے مخالفت اور معاندت نکرتے اوسی دین یعنی عبادت اصنام وپرستش اوثان مین انکے جاہ ومنصب کا مدار تھا جب اسی کے درپے بیخ کنی ہوے تو پھر انھین کس بات کے حصول کی توقع تھی اور وہ بڑھاپے کا زمانہ جسمین آیندہ کے حصول مطالب ومنافع سے قطع امید ومایوسی ہوتی ہی اور جسمین سابق کے اندوہ واندوختہ اور زمان پیشین کی عزت وتوقیر حاصل کی ہوئی پر قناعت کرنیکا زمانہ ہوتا ہی - پس ان باتون پر نظر کرنے سے ہر ایک ذی بصیرت کو معلوم اور یقین ہو جائیگا کہ آنحضرت بیشک اپنے دعوی مین سچے تھے اور نبوت کا اظہار جھوٹ نہ تھا جسمین اونھین کوئی غرض دنیوی اور مفاد نہ تھا یہ تو ایسی صریحی اور بدیہی باتین ہین کہ کسی ذی شعور اور صاحب تمیز کو اسمین شک وشبہہ کا مقام نہین اور انکی صداقت ہر ایک کے دل مین یقینی ہو جاتی ہے - خصوصًا جسنے حالات نبوی کو بغور دیکھا ہو اور اونکے مجاری احوال وطریق زندگی پر تامل اور انصاف سے نظر کی ہو چنانچہ عیسائی مورخون نے بھی جنکو ایسے مشنریون (یعنی پادری صاحبون) کیطرح امر حق سے بغض وعداوت اور

قساوت قلبی نہین گو انکار نبوت مین راسخ قدم ہین آنحضرت صلعم کی تاریخ نویسی مین امر حق
کے نہایت ظاہر ہونیکی وجہ سے واقعی امر سے صریحًا چشم پوشی اختیار نہین کر سکتے - مگر
تعصب اور عندیہ اور اپنے مذہب کی طرفداری یا نبوت سے بے اعتقادی کی وجہ سے صاف
صاف نبوت الٰہیہ کا اقرار بھی نہین کر سکتے انتہی - چنانچہ چند شواہد ابھی مذکور ہوے -
ناظرین انصاف پسند مولوی صاحب کی اس عمدہ تقریر کو ملاحظہ فرمائین پادری صاحب نے
اس تقریر کا ایک مہمل سا خلاصہ کر کے پانچ باتین اسمین قرار دی ہین اور پھر ہر ایک کا
جواب لکھا ہی مین ہر ایک بات کے جواب کو نقل کر کے اوسکی قلعی کھولتا ہون -

پہلی بات

تقلیع ص۱۹۵ منشی صاحب کہتے ہین کہ اونھون نے چالیس برس کی عمر مین دعوی نبوت کیا
یہ بات سچ ہی لیکن اس سن وسال مین دعوی کرنے سے کیا خوبی نکلتی ہی ہان اس عمر مین
آدمی ذرا تجربہ کار ہو جاتا ہے الخ -

جواب - سبحان اللہ کیا فہم عالی ہی کہ اردو عبارت کا مطلب بھی سمجھنا دشوار ہی مولوی صاحب نے
صرف اس سن مین دعوی کرنیکو باعث عمدگی اور خوبی نہین قرار دیتے بلکہ اونکا مقصد
یہ ہی کہ اس مدت عمر تک اپنی قوم مین معزز وممتاز رہے اور صادق وامین کہلاتے رہے
مہمات مین مرجع انام تھے جب اس مدت تک ایک شخص اسقدر لوگون کی نظرون مین معزز
وممتاز رہے اور اس قسم کی اوسکو وجاہت حاصل ہو اور مال کیطرف سے بھی حسب حالت اوس قوم
اور ملک کے غنی ہو تو پھر اوسکو ایسا دعوی کرنا نہایت دشوار ہے جس سے اوسکی عزت اور
امتیاز مین فرق آجاے اور جنکی نظرون مین وہ عزیز تھا اونھین کی نگاہون مین حقیر ہو جاے اور
نہایت مرتبہ کی مصیبت و تکلیف اوٹھائے علاوہ اسکے یہ سن منتہاے جوش جوانی کا وہ حوصلہ

اور وہ اُمنگ جائز و ناجائز جو بیس برس کی عمر سے لیکر چالیس کے اندر تک رہتی ہی وہ اسکے بعد
نہین رہتی سن کہولت مین آدمی اوسی اندوختہ پر قناعت کرتا ہے جو پہلے اوسنے کرلیا ہے اور
اگر بالفرض کچھ حوصلہ ضعیف سا باقی بھی رہا تو وہ اسکے پورا کرنے مین اس طرح سعی کرتا ہے
کہ پہلا اندوختہ ہاتھ سے نجائے اوسی پر کچھ اور زیادتی ہوجاے نہ یہ بات کہ اس مدت عمر کے
اندوختہ کو بالکل ہاتھ سے کھودے اور آیندہ کی امید رکھے اور اوسپر طرہ یہ ہے کہ تیرہ برس
تک اوس قوم مین سخت مصیبت اور ذلت کے ساتھ رہے جسمین معزز و ممتاز تھے پھر کیا
ممکن ہی کہ اس عمر کا حوصلہ اس مدت تک ان سختیون مین قائم رہے ہرگز نہین ـ جو کچھ مینے
کہا ہی اہل تجربہ کو اسکا خوب یقین ہوگا مگر افسوس کہ پادری صاحب کو کچھ خوف خدا نہین ہے ہر جگہ فریب دیتے ہین

دوسری بات

تقلیع ـ صفحہ ۷ ـ محمد صاحب موت تک اپنے دعوی پر ثابت قدم رہے ـ جواب جناب
منشی صاحب مطلق ثابت قدمی کوئی عمدہ وصف نہین ہی کہ جس شخص مین جس قسم کی
ثابت قدمی پائی جاے تو وہ ضرور سچا ہی ہزارون شریر اور جاہل اور فریب خوردہ اپنی
بری حالت مین ثابت قدم رہکر مر گئے ـ انتہی

جواب پانی پتی صاحب کی دھوکے بازی تو دیکھو مولوی صاحب تو ایک تقریر مسلسل
بیان کرکے مدعا ثابت کیا چاہتے ہین جو ما قبل او ر بعد سے ملکر ایک پوری دلیل ہوگی پادری صاحب ایک
ایک فقرہ لیکر اوسے پوری دلیل قرار دیکر رد کرنے بیٹھے ہین ـ اس ثابت قدمی کو اون امور کے ساتھ ملائے جو مین
پہلی بات کے جواب مین لکھ آیا ہون کہ ابتدائے سن کہولت تک ایک وجاہت اور اعتبار کے ساتھ رہنا اور مہمات امور
مین مرجع انام ہونا اور پھر حالت کہولت مین ان سب کو ترک کرکے بلا مین پھنسنا اور ثابت قدم
رہنا بیشک کمال خوبی ہی اور لطف یہ ہی کہ یہ مصیبتین جس غرض سے پادری صاحب کے نزدیک

اوٹھائین وہ تو بلا ان تکلیفون کے باحسن وجوہ حاصل ہوسکتی تھی جسکا ذکر تقلیع ۱۲ کے جواب مین گذرا پھر اوسے چھوڑکر ثابت قدمی دکھانا سوائے سچائی دعوی کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

مولوی صاحب نے صفحہ ۵۰ مین ثابت قدمی کے بیان مین ایک حاشیہ لکھا ہی اوسمین ثابت کیا ہی کہ آنحضرتؐ کی یہ ثابت قدمی بجز حقیت دعوی کے اور کسی وجہ سے نہین ہوسکتی پادریصاحب نے اوسکے جواب سے بالکل سکوت کیا۔

قولہ صفحہ ۱۷ ثابت قدمی اگر محمد صاحب کی نبوت پر دلیل کافی ہے تو اون بیچارے لوگون نے کیا قصور کیا ہے۔

اقول اوّل تو کسی شریر اور جاہل اور فریب خوردہ کی اس طرحکی ثابت قدمی دکھایئے دوسرے اونکا قصور خود تمھاری زبان سے ظاہر ہی اور اونکی شرارت اور جہالت اور فریب خوردہ ہونا اونکے قصور کو بخوبی ثابت کرتا ہے حضرت ان سب عیوب سے مُبَرّا تھے چنانچہ مخالفین نے بھی اسکو نہایت کشادہ پیشانی سے قبول کرلیا ہے اور انکی نیک چلنی اور دانائی اور ہشیاری کو بہت سے مسیحی اور لامذہب پکار پکار کر کہہ رہے ہین بلکہ اوس سرور انبیا کی دانائی سے تو شاید کوئی اہل یورپ واقف کار منکر نہوگا اگر ایک متعصب اور انصاف دشمن نمانے تو نمانے۔

قولہ ثابت قدمی اوسی کی محمود ہے جسکی تعلیم اور خُلق اور پاکدامنی نے جہان کو مجبور کردیا وہ مسیح ہے

اقول تمکو یہ کہنا ہرگز زیبا نہین ذرا انصاف کرو جو بندہ سے خدا بنجاے اور ایک خدا کے تین بنائے اور اپنی عاجزی اور مجبوری کو خدا کیطرف منسوب کرے اور ایسے قبیح امر پر لوگون کی نجات منحصر رکھے اس سے بدتر اور کیا تعلیم ہوگی ایسا معلم اگرکیسی ہی نیک چلنی اختیار کرے مگر اوسکی نیک چلنی ہرگز قابل اعتبار نہین ہوسکتی اور ظاہر ہی کہ جب دعوی خدائی

کیا تو نیک چلنی اختیار نکرتے تو کیا کرتے اگر بدچلنی کرتے تو لوگ کیسے معتقد ہوتے ایسے
دعوی اور تعلیم کے بعد کوئی نیک چلنی لائق مدح نہین ہوسکتی البتہ یہ کلمہ حضرت محمد مصطفےٰ ؐ کی
نسبت کہنا نہایت زیبا ہی کیونکہ تعلیم محمدی اور خُلق محمدی نے ایک عالم کو ایسا مجبور کردیا
کہ باوجود مخالف اور غیر معتقد ہونیکے بہت سے عیسائی اور لامذہب بے اختیار تعریف کرتے
ہین جنکا ذکر کچھہ تقلیع ۱۲ کے جواب مین گذرا اور کچھہ آئندہ آئیگا۔

قولہ صفحہ ۱۱ محمد صاحب کی نسبت ان امور ضروری کو دکھانا چاہیے۔

اقول جسکے آنکھین ہون دیکھہ لے تمام قرآن اور احادیث اور علاوہ اسکے مخالفون کے
اقوال موجود مین اگر کوئی آنکھہ بند کرلے تو وہ آفتاب تابان بھی نہین دیکھہ سکتا ہی اور نہ
کوئی دکھا سکتا ہے ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭

قولہ صہ ۱۱ مدینہ مین جاکر دس برس تک ثابت قدمی دکھلاکے مرنا تو اونھین نہایت ہی
ضرور تھا کیونکہ جس دعوی کے وسیلہ سے یہ شوکت ہاتھہ آئی تھی اوس دعوی مین اور بھی گرمجوشی آویگی۔

اقول ایصاحب کہین تو سیدھی راہ چلیے یہ تو کہیے کہ اونھین مدینہ مین آکر ثابت قدمی
دکھانا کیا ضرور تھا اگر اونکی غرض حصول شوکت تھی تو اونکے گھر ہی مین موجود تھی تمام
قریش اونھین اپنا سردار بناتے تھے جس سے چند روز مین سب کچھہ ہوجاتا اور ان مصایب
کی نوبت ہی نہ آتی۔ اور یہ جو آپ کہہ رہے ہین کہ جس دعوی کے وسیلے سے یہ شوکت
ہاتھہ آئی تھی۔ یہ فرمائیے وہ کیا شوکت تھی اور کس طرح حضرت مدینہ مین بسر اوقات کرتے
تھے کیا حضرت کو مدینہ مین راحت اوس سے زائد تھی جو بعد عقد خدیجہؓ تا دعوی نبوت
آپ کو حاصل تھی کیا وہ شان و شوکت جو قریش سے اتفاق مین حاصل ہوسکتی تھی اور
جسکا ہونا نہایت بدیہی اور ظاہر امر تھا وہ شوکت بلکہ اوسکا دسوان حصہ آنحضرت کو

حاصل ہوا ذرا دل مین انصاف کرکے جواب دیجیے کوئی اسکا جواب نہین بجز اسکے کہ ہرگز نہین ہرگز نہین

قولہ ص۲ یا اوس سے کنارہ کشی ہوگی جو ساری کمائی کی بربادی کا باعث ہی-

اقول صاحبو یہ تو کہو جسوقت کنارہ کشی تمام کمائی کا باعث تھی مفت مین مال ملتا تھا جاہ
میسر آتی تھی آیندہ بہت کچھ امید تھی اوس وقت کنارہ کشی کیون نہ کی کہین تو انصاف کرو
اصل یہ ہے کہ پادری صاحب نے عقل و انصاف کو طاق مین رکھدیا ہی تعصب و عناد کو اپنا ہنر
بنایا ہی اسوجہ سے ایسی بے اصل ملحدانہ گفتگو کررہے ہین مدینہ کی ثابت قدمی کی وجہ تو یہ بیان
ہوئی جسکو ناظرین نے ملاحظہ کیا اب مکہ کی ثابت قدمی کو بیان کرنا چاہتے ہین مگر وہان
اونکے طائر عقل کے پر کٹ گئے کچھ اگر مگر نہ چلی لکھتے ہین ص۲۲ کہ ہان دعوی نبوت سے ہجرت
کے وقت تک زلزلہ آنا ممکن تھا پر کوئی سبب سخت زلزلہ کا بھی نہ تھا- ایک دو یا زیادہ کم آدمی
کبھی کبھی ضرور مرید ہوتے رہتے تھے انھین امید نظر آتی تھی الخ- مین کہتا ہون کہ بڑے حیرت
کی بات ہی کہ ایک دو کے مرید ہونے مین تو امید نظر آتی تھی اور جب سارے قریش یکبارگی مرید
ہونا چاہتے تھے اوس وقت امید نظر نہ آئی ہوگی اگر ایسی امیدون کے لیے ان مصیبتون کا جھیلنا
گوارہ کرتے تھے تو وہ امیدین تو بغیر مصائب جھیلے مفت مین حاصل ہوتی تھین چنانچہ ۱۲ تقلیع
کے جواب سے ظاہر ہوا پھر کیون ان مصائب کو اختیار کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت کا
مقصود یہ ہرگز نہ تھا بلکہ وہان مطلوب صرف حکم الٰہی کا بجالانا تھا- اسکے بعد پانی پتی صاحب
تقریر کرتے ہین جس سے ظاہر ہے کہ حضرت کا بت پرستی مٹانا اپنی ناموری اور مرشد بننے کے
لیے تھا چنانچہ لکھتے ہین- جو کوئی عرب ذرا بھی فکر کریگا وہ ضرور میری مجرد وحدت کی نسبت
بت پرستی کو برا جانیگا اور مین پیر و مرشد بنجاونگا اور اگر مین مر بھی گیا تو کیا مضائقہ ہے آخر
سبکو مرنا ہے میرا نام تو عرب مین مشہور رہیگا انتہے-

ناظرین ملاحظہ کرین کہ پادری صاحب کیسی بیہودہ ملحدانہ تقریر کرتے ہین بھلا ایسے واہی
اعتراضون اور بے اصل بدگمانیون سے کون الوالعزم نبی یا ولی بچ سکتا ہے کیا یہودنے
حضرت مسیح پر اس سے زیادہ بدگمانیان نہین کین - پادری صاحب یہ تو بتائین کہ وہ کونسا
نبی ہی جو ملحدون کی بدگمانیون سے بچا ہوا ہی مگر ایسی بدگمانیون سے ہرگز کسی مقدس کی شان
مین بٹہ نہین لگتا بلکہ وہ بدگمانی کرنے والا اپنی بدطینتی کو ظاہر کرتا ہے پادری صاحب نے یہ
بھی خیال نکیا کہ پہلے تو ہم کہہ آئے ہین کہ حضرت کو بادشاہ بننے کی آرزو تھی اسلیے ایسا دعوی
کیا اور یہان اوس دعوی کی غرض صرف ناموری اور شہرت بتاتے ہین ظاہر ہے کہ جسے بادشاہت
کی تمنا ہوگی وہ ایسے خیالات کب پسند کریگا کہ موت تک حصول مقصود نہو اور پیچھے ناموری
ہو وہ تو یہی کہیگا کہ مصرع پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ٭ ای بھائیو جو ذرا بھی انصاف سے
غور کریگا وہ بالیقین جانیگا کہ حضرت کو مقصود نہ بادشاہت تھی نہ ناموری اگر ان دونون مین
کوئی امر بھی مطلوب ہوتا تو قریش نے جس وقت اتفاق کی تمنا کی تھی بے تردد آپ اتفاق
کر لیتے کیونکہ اسمین دونون باتون کا حصول ممکن تھا -

تیسری بات

قولہ صفحہ ۴۳ - منشی صاحب کا یہ کہنا کہ محمد صاحب اس دعوی کے سبب ایک امیر آدمی
سے غریب بنگئے اونکا بہت سا دنیاوی نقصان ہوا یہ بات درست نہین ہی وہ ہرگز ایسے
امیر اور دولتمند نہ تھے جیسے منشی صاحب بتلاتے ہین -

اقول تعصب ہو تو ایسا ہو کہ اگر آفتاب کو منور کہا جاوے تو اوس سے بھی انکار ہو ناظرین
منشی صاحب کے قول کو ملاحظہ کرین وہ لکھتے ہین کہ اس حرکت سے (یعنی دعوی نبوت
کرنے اور عرب کو گمراہ بتانے سے) انکی ساری امارت اور دولت وجاہ وثروت برباد ہوگئی

سب لوگون نے راہ رسم ترک کردی اور تمام خاص و عام شہری اور دہقانی سب کے سب دشمن ہوگئے ان باتون مین سے پانی پتی صاحب صرف ایک بات کی نفی کرتے ہین مگر جس شخص نے تواریخ کا ملاحظہ کیا ہی وہ خوب جانتا ہی کہ یہ نفی محض فریب و دھوکا ہی کیا اسمین شک ہی کہ بی بی خدیجہؓ کے مال سے آن حضرتؐ غنی ہوگئے تھے دیکھو عیسائی مورخ واشنگٹن ارونگ کیا لکھتا ہی جسکی نقل اوپر کی گئی اور دیکھو سیرت ابن ہشام کا صفحہ ۱۱۹ و ۱۲۰ - اوسمین لکھا ہے

وکانت خدیجہ ابنۃ خویلد امراۃ تاجرۃ ذات شرف و مال - وکانت خدیجۃ یومئذ اوسط النسا

قریش نسبا و اعظمہن شرفا و اکثرہن مالا - یعنی خدیجہؓ ایک عورت تاجرہ اور شریف اور مال والی تھین اور اوس وقت مین خدیجہؓ نسب کی رو سے تو اوسط مرتبہ کی تھین اور باعتبار شرافت کے بہت بڑی تھین اور باعتبار مال کے سب قریش سے زیادہ تھین - اور لطف یہ ہی کہ تاریخ محمدی کے صفحہ ۶۶ مین پادری صاحب خود ہی تحریر کرتے ہین - وہ عورت (یعنی خدیجہؓ) حسین اور ادھیڑ تھی اور رانڈ اور مال بھی جو نفسانی آدمی کی شہوت کو برانگیختہ کرتا ہے کثرت سے تھا انتہے - اب کہیے کہ جب مال اونکے پاس کثرت سے تھا اور پھر اونھون نے حضرت سے نکاح کیا تو وہ مال کہان گیا کیا اس مال سے حضرت کو ثروت حاصل نہوئی یہ کیا زبردستی کا انکار ہے -

صفحہ ۴۴ مین پانی پتی صاحب اوسکا جواب اس طرح دیتے ہین کہ "یاد رکھنا چاہیے کہ اس زمانے کی سوداگری کے مانند اوس وقت عرب کی سوداگری نتھی" اہل انصاف اس جواب کو ملاحظہ کرین بھلا منشی صاحب نے یہ کب کہا تھا کہ اوس وقت کی سوداگری اس وقت کے مانند تھی اسکو جواب سے کیا تعلق ہی منشی صاحب کی غرض تو یہی ہی کہ حسب حال اوس وقت کے حضرت کو کامل ثروت حاصل تھی کیونکہ تاریخ ابن ہشام سے ابھی نقل کیا گیا کہ خدیجہؓ آپکی بیوی قریش مین سب سے

زیادہ مالدار تھین لہذا اوسوقت کے لحاظ سے آنحضرتؐ اتنے بڑے امیرون مین ہو گئے تھے
کہ قریش مین دوسرا آپ کا مقابل نہتھا اور یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ ہر شخص ذی ثروت اوسیوقت
اور اونھین لوگون کے اعتبار سے کہا جاتا ہی جس زمانے اور جن لوگون مین وہ ہوتا ہی جس
شخص کو آجکل صاحب ثروت اور صاحب جاہ کہینگے وہ اسی زمانے کے لحاظ سے کہین گے
اگر آیندہ کوئی وقت ایسا آئے کہ نہایت ترقی دنیاوی ہو جائے اور بدرجہا اسوقت سے زائد
لوگون کو ثروت ہو تو کیا اس وقت کے صاحب ثروت کو صاحب ثروت کہنا غلط ہو جائیگا ہرگز
نہین اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو شخص جسوقت مین صاحب ثروت کہا جاتا ہی اسکو باعتبار اوسی
زمانے اور اوسی قوم کے جسمین وہ ہے اپنی ثروت عزیز ہوتی ہی جسے اوسکا دل ہرگز چھوڑنے
کو نہین چاہتا جب تک کہ کوئی امر اوسے مجبور نکر دے جیسے آنحضرتؐ کو جوش محبت الٰہی اور اتباع
فرمان ایزدی نے مجبور کر دیا تھا۔ غور کا مقام ہی کہ جب قریش نے آپکے چچا ابو طالب سے آکر شیکایت
کی اور یہ ظاہر کیا کہ یا تو تم اپنے بھتیجے کو اس دعوی سے باز رکھو یا ہمارے حوالے کر دو یا لڑائی کا
سامان کرو ابو طالب تمام قوم کا اتفاق دیکھکر مجبور ہوے اور آنحضرتؐ سے کہا کہ یہ لوگ ایسا ایسا
کہتے ہین اب تمکو چاہیے کہ اس دعوی کو چھوڑ دو آنحضرتؐ اوّل تو اس کلام کو سنکر غمگین ہوے
اور سمجھے کہ ہمارے چچا اب ہمارا ساتھ نہین دیا چاہتے مگر پھر یہی فرمایا۔ واللہ یا عم لو وضعوا
الشمس فی یمینی والقمر فی شمالی ما ترکت ہذا الامر (ابو الفدا و ابن ہشام) یعنی ای چچا قسم خدا کی ہی
اگر اہل عرب آفتاب کو میری داہنی طرف اور مہتاب کو بائین طرف رکھدین تو بھی مین اس
امر کو نچھوڑونگا یعنی سرداری اور مال و دولت تو کیا چیز ہے اگر بالفرض وہ جاہ و منصب میرے
لیے مہیا کر دین جسکا مہیا ہونا انسان کے لیے غیر ممکن ہی تو بھی مجھے منظور نہین ہی مین جس امر کے
لیے مامور ہون اوسے بغیر پورا کیے نہ ہونگا پھر اب کہیے کہ یہ جوش حقانیت نہین تو کیا ہے ——

قولہ ص۶۶۔ اگر بعد دعوی نبوت کے چند برس کی تکلیف مناسب کے پیچھے ہم اونکین اتنا بڑا بادشاہ عرب کا دیکھتے ہین کہ اونکے آبا و اجداد مین کبھی کوئی نہین ہوا بس ہم پوچھتے ہین کہ اس دعوی نبوت کے سبب سے نقصان اوٹھایا یا فائدہ۔

اقول ہم اہل انصاف سے خواستگار ہین کہ اس معترض سے دریافت کرین کہ اوس بڑی بادشاہت مین اونھون نے کونسا محل بنوایا اور کونسے کھانے پینے کا عیش برتا اور کیا جائداد اور مال و متاع اپنے وارثون کو چھوڑ گئے صاحبو محل کا یہ حال ہی کہ ایک ٹوٹے حجرے مین آپ رہا کرتے تھے پیوند لگائے کپڑے پہنتے تھے کبھی پیٹ بھر کھانا نہ کھاتے تھے گھر مین چراغ کے لیے تیل تک نہین ہوتا تھا صاحبو حضرت نے مدینہ جا کر یہ بادشاہت کی اور یہ فائدہ اوٹھایا کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ جب خدیجہؓ سے آنحضرتؐ کا نکاح ہوگیا ہی تو آپ کو ان تکالیف اور تنگی معاش کا وہم وگمان تھا جو مدینے مین ہوئی ہرگز نہین اور سُنیے اسکے علاوہ طرہ یہ ہوا کہ جب انتقال فرمانے لگے تو کہدیا کہ ہم انبیا کے گروہ مین سے ہین نہ ہم کسیکے وارث ہوتے ہین اور نہ کسیکو وارث چھوڑتے ہین پیچھے وہ تمام بادشاہت ختم ہوگئی اب کہیے کہ وہ ملک و سلطنت کسکے لیے تھی بھلا کوئی شخص تمام عالم مین ایک بھی ایسی نظیر بتا سکتا ہی جسنے ایسی دشوار یونسی سلطنت حاصل کی ہو اور باوجود محبت اولاد اور اہل وعیال کے کسیکو وارث نہ قرار دیا ہو۔

اور بالفرض اگر حضرت مدینہ مین آکر بادشاہ ہوگئے اور عیش بھی کی تو بھی سراسر نقصان اوٹھایا کیونکہ اگر قریش کی اوس پنچایت کی رائے منظور کر لیتے جسکا ذکر تقلیع ۱۲ کے جواب مین گذرا تو بلا تردد اور بغیر کلفت عرب کے علاوہ دور دور کے بادشاہ ہوگئے ہوتے پھر آپنے یہ کلفت اور یہ سخت مصیبتین کیون اوٹھائین اور وہ بڑی بادشاہت جو عرب کے اتفاق سے حاصل ہوسکتی تھی کیون آپ نے اختیار نکی اب کہیے کہ دعوی نبوت سے فائدہ ہوا یا نقصان ناظرین

انصاف کرین کہ پادری صاحب کیسے مغالطے دیتے ہین۔

چوتھی بات

قولہ صفحہ ۷۵ پھر منشی صاحب کہتے ہین کہ حضرت نے یہ تکلیف کیون اوٹھائی نقد فائدہ تو اوس وقت نظر نہ آتا تھا جواب اوّل تو اسمین کلام ہی کہ کونسی بیحد تکلیف اوٹھائی ہان شروع مین کچھہ تکلیف اوٹھائی کہ شہر کے لوگ دشمن ہوگئے تھے جیسے اسوقت نئی عیسائیونکے ہوجاتے ہین

اقول معلوم نہین کہ پادری صاحب نے بیحد تکلیف کس چیز کا نام رکھا ہی کیا جان جانیکا نام بیحد تکلیف ہی مگر ظاہر ہے کہ بعض وقت روحانی تکالیف جان جانے سے زیادہ صدمہ دہ ہوتی ہین پھر تیرہ برس کے عرصے مین کیا کچھہ نہ صدمات روحانی آپنے اوٹھائے تھے۔ مگر چونکہ اللہ تعالے نے وعدہ فرمایا تھا کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی اللہ تجھے بچالیگا لوگون سے اسلیے آپ کی جان محفوظ رہی اور بعض بیدین کسیقدر حمایت بھی کرتے رہے اب ناظرین مجملاً تکالیف کا بھی حال سن لین اور تفصیل منظور ہو تو کتب تواریخ وغیرہ ملاحظہ کرین۔

(۱) مدارج النبوۃ مین ہی کہ کفار قریش کا یہ حال تھا کہ کوئی تو حضرت کے سر پر مٹی ڈالتا تھا کوئی راہ مین کانٹے رکھدیتا تھا اور جب باہر نکلتے تو پتھر مارتا تھا دروازے مین خون ڈالجایا کرتے تھے۔ یہ کیفیت برسون تک رہی خیال کرنیکا مقام ہی کہ کیسی عافیت تنگ ہوگی۔

(۲) ایک مرتبہ آنحضرتؐ سجدہ مین خدا کی عظمت بیان کررہے تھے کہ ایک کافر نے آکر ایسا گلا دبایا کہ قریب تھا کہ آپ کی آنکھین نکل پڑین۔

(۳) ایکبار حضرت کعبہ مین نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی مُعیط نے آنحضرتؐ ہی کا کپڑا لیکر آپکی گردن مین ڈالکر اس زور سے گل پھندا دیا اور گلا گھونٹا کہ آنحضرتؐ کا دم بالکل رک گیا اور قریب تھا کہ دم نکل جائے مگر حضرت ابوبکرؓ نے آکر اوس شقی کے بازو پکڑے اور اوسکو دفع کیا

اور کہا کہ کیا تم ایسے شخص کو مارتے ہو جو اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے۔

مقام غور ہے کہ جب قریش کی عداوت کا یہ حال تھا کہ جان کے خواہان تھے (دیکھو اسی واقعہ مین اگر حفاظت خدا نہوتی اور ابو بکر رضہ نہ آجاتے تو اوس شقی نے مار ڈالنے مین کیا کسر رکھی تھی) تو ایسی حالت مین مخالفت کرکے کیا امید ترقی کی ہوسکتی ہی یہ امور تو اس بات کی کامل شہادت دیتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو اپنے دعوے سے دنیاوی ترقی منظور نہ تھی ورنہ قریش سے ایسی مخالفت ہرگز نکرتے۔

(۴) ایک مرتبہ رسول اللہ صلعم سجدہ مین خدا کی تسبیح کررہے تھے اور آپ کے گرد چند آدمی قریش کے بیٹھے تھے اونمین سے عقبہ بن مُعَیط اوٹھا اور اوجھڑی بچونی لیکر حضرت کی پشت پر رکھدی حضرت سجدے مین پڑے رہے یہان تک کہ آپ کی صاحبزادی تشریف لائین اور اونھون نے پیٹھ پرسے اوتارا۔

(۵) ابو الفدا اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ جب حضرت خدیجہ اور ابو طالب کا انتقال ہوگیا تو حضرت پر پے درپے مصیبتین پڑنے لگین اور قریش نے آپکو سخت تکلیفین دین خصوصاً ابو لہب اور حکم بن العاص اور عقبہ نے کیونکہ یہ حضرت کے پڑوسی تھے اکثر نماز پڑھنے کی حالت مین اور کھانے مین غلاظت ڈال دیا کرتے تھے۔

(۶) ابن ہشام روایت کرتے ہین کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے راہ مین جو قریش ملا اوسنے حضرت کو جھٹلایا اور بہت کچھ تکلیف پہونچائی یہانتک کہ مجبور ہوکر حضرت گھر لوٹ آئے اور ایذا رسانی کی تکلیف سے آپ نے کمبل اوڑھ لیا۔

(ظاہر ہے کہ جب انسان کے جسم پر نہایت صدمہ پہونچتا ہے اور چوٹ کی وجہ سے بیتاب ہوجاتا ہے تو اسکا دل لرزنے لگتا ہے اور ایک قسم کی سردی معلوم ہونے لگتی ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ اوسوقت حضرت کو نہایت ہی تکلیف پہونچائی گئی تھی کہ آپنے آکر کمبل اوڑھ لیا
(۷) ابن ہشام وغیرہ لکھتے ہین کہ موسم حج مین جہان لوگون کا مجمع ہوتا تھا حضرت تشریف
لیجاتے تھے اور وعظ و پند کر کے لوگون کو خدا کی راہ کی طرف بلاتے تھے اور ابولہب کو چونکہ
سخت عداوت تھی وہ اکثر ایسے موقع مین موجود ہوتا تھا اور آنحضرت کے پیچھے سے پتھر مارا کرتا
تھا یہانتک کہ بعض مرتبہ آپکے ٹخنے اور قدم زخمی ہوگئے اور اونسے خون بہنے لگا یہ قصہ وصیۃ الاحباب مین بھی ہے
(۸) ایک روز قریش کعبہ کے گوشے مین بیٹھے تھے اتنے مین حضرت کا ذکر آیا کہنے لگے کہ ہمنے
اسکے باتون پر بہت صبر کیا یہ ہمارے باپ دادون کو بُرا کہتا ہے ہمارے دین کو عیب
لگاتا ہے ہمارے عقلمندون کو بیوقوف بتاتا ہے اتنے مین حضرت بھی تشریف لائے
اور بیت اللہ کے طواف مین مشغول ہوے جب طواف کرتے ہوے حضرت قریش
کی طرف جاتے تھے تو قریش سخت کلمات کہتے تھے حضرت نے ایکبار جواب دیا کہ قسم خدا
کی مین تمھین ذبح کرنے آیا ہون یعنی اگر تم میری بات کو نمانوگے تو خدا تمھین ہلاکت ابدی
نصیب کریگا اوسوقت کچھ ہیبت اونکو ایسی سمائی کہ حضرت کی خوشامد سی کرنے لگے حضرت
طواف خانہ کعبہ یعنی نماز ابراہیمی پوری کر کے گھر تشریف لائے دوسرے روز وہ قریش پھر
جمع ہوے اور روز گذشتہ کے سکوت پر پچتائے اتنے مین حضرت بھی تشریف لائے قریش
دیکھتے ہی سب کے سب یکبارگی حضرت کے سر پر آچڑھے اور کہنے لگے کہ تو ہی ہمکو ایسا ایسا
کہتا ہے حضرت نے کہا ہان مینے کہا ہی اور اب بھی کہتا ہون ایک شخص نے حضرت کی
چادر کا کونہ لیکر حضرت کے گل پھندا دیدیا یہانتک کہ حضرت کا دم گھٹنے لگا حضرت ابوبکرؓ
فریاد کرنے لگے اور کہتے تھے کہ کیا تم قتل کرتے ہو ایسے شخص کو جو اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے
اور تمھارے پاس معجزات لایا ہی - قریش رسول اللہ کو چھوڑ کر اونکے پیچھے پڑ گئے اور ڈاڑھی پکڑ کر اونکو مارنے

لگے پادری صاحب تاریخ محمدی کے صفحہ ۹۶ مین لکھتے ہین کہ قریش نے ابو بکر کو ایسا جوتیون سے مارا کہ بیہوش کر دیا
اب مین دریافت کرتا ہون کہ پادری صاحب جو کہتے ہین کہ کچھ ایسی تکلیف نہین اوٹھائی
تھوڑی سی تکلیف اوٹھائی جیسی اس وقت کے نئے عیسائیون کو ہوتی ہی اب وہ فرمائین کہ وہ
بھی نئے عیسائی ہین کتنے مرتبہ اونکے پیرون سے خون بہا ہی اور کب اونکے مخالفین نے
مارے جوتون کے اونھین بیہوش کر دیا ہی اور کے مرتبہ اونکے گرجا اور کھانے مین غلاظت ڈالی
گئی ہی الحاصل برسون انواع انواع کی تکالیف کفار عرب دیئے رہے جب دیکھا کہ ان باتون
سے باز نہین آتے تو سب نے ملکر مشورہ کیا کہ اسنے اور جسقدر انکے ساتھی اور معاون و مددگار ہین
سب راہ و رسم قطع کر دو اور کسی طرح کی صلہ رحمی اوسنے نکرو نہ باہم لین دین کیا جاے نہ بیاہ
نکاح ہو یہان تک کہ بول چال بھی بند کر دیجاے اس مضمون کا ایک عہدنامہ لکھا گیا اور
اوسے اطلس مین لپیٹ کر اوسپر موم لگا دیا گیا اور سبکی مہرین اوسپر ہوگئین اور عہد کی مضبوطی
کے لیے خانہ کعبہ مین لٹکا دیا گیا جب ابو طالب نے یہ سنا تو اپنے قبیلے کو لیکر ایک گھاٹی مین
جا بیٹھے تاکہ انکے شر سے محفوظ رہین تین برس تک حضرت مع تمام اپنے ہمراہیون کے اس
گھاٹی مین مقید رہے اس عرصے مین ہر طرح کی ایذا اوٹھائی کسیکی مجال نہ تھی کہ بر سر اعلان
دانہ پانی اوس گھاٹی مین لیجائے یا اوسکے اندر سے باہر آئے اگر اتفاقاً کسی ضرورت سی کوئی
باہر نکل آیا اور اونھون نے دیکھ لیا تو اوس بیچارے کی کمبختی آجاتی تھی موسم حج مین جو وہ باہر
نکلتے تو اہل مکہ صبح تڑکے اونکی خبر لینے کو پہونچتے پھر اونھین کی تاک مین رہتے یہان تک کہ
کھانا بھی بازار ہی مین کھاتے اور جس وقت اونھین کوئی ملجاتا اوسے خوب ہی ایذا دیتے جب

لہ دین کے کام مین اہل اللہ کو ہمیشہ اسی قسم کی تکلیفین اور ذلتین پہونچا کرتی ہین اور ملحدین ایسی باتون پر ٹھٹھا کیا کرتے ہین
چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دقت صلیب دینے کے کفار نے بہت کچھ ذلتین دی تھین یہان تک کہ کوڑے مارے
تھپیڑ لگائے اور مونھ پر تھوکا وغیرہ دیکھو یوحنا ۱۹ باب ۱۲

اس قید خانہ مین اہل اسلام وغیرہ کا تنگ حال ہوگیا اور نہایت کو تکلیف پہونچ گئی اوسوقت
قدرت خدا نے اپنے نبی کی حمایت اس طرح فرمائی کہ اوس عہدنامے کو کیڑا کھا گیا اور بجز
نام خدا کے کہ اوسکے شروع مین لکھا ہوا تھا اور کوئی حرف باقی نرہا اور آنحضرت کو الہام
ربانی سے اوسکی خبر ہوئی حضرت نے ابوطالب سے کہا ابوطالب اپنے تمام قبیلے کو لیکر
قریش کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمھارے پاس ایک کام کو آئے ہین تمھین چاہیے کہ عدل و
انصاف سے پیش آؤ اس بات پر اوس وقت قریش راضی ہوے ابوطالب نے اونے
کہا کہ محمدؐ نے مجھے خبر دی ہی کہ اللہ تعالے نے ایک کیڑا بھیجا کہ اوسنے تمھارے عہدنامے کو
سوائے نام خدا کے بالکل کھالیا ہے اور اے قریش مینے آجتک اوننسے کبھی جھوٹ نہین سُنا ہی
(مقام انصاف ہی کہ ابوطالب کے اس قول سے کیسی سچائی آنحضرت کی ثابت ہوتی ہی
باوجودیکہ حضرتؐ بچپن سے اونکے سامنے پچاس برس کے قریب ہونے آئے مگر ایک جھوٹ
بھی اونھون نے حضرت کا نہین سنا) اب تم اوس عہدنامے کو منگاؤ اور دیکھو اگر محمدؐ کا کہنا
سچ ہی تو خدا سے ڈرو اور اپنے اس بُرے عہد سے باز آؤ اور اگر جھوٹ ہی تو مین اونکو تمھارے
حوالے کردونگا پھر تمھین اختیار ہی جو چاہنا سو کرنا سبنے اس بات کو پسند کیا اور اوس عہدنامے
کو منگوایا اور کھول کر دیکھا تو واقع مین ویسا ہی پایا جیسا آنحضرتؐ نے فرمایا تھا جب تو ابوطالب نے
اونھین ملامت کی اور وہ سب کے سب شرمندہ ہو کر چپ ہو رہے مگر شقاوت ازلی اور عناد قلبی کی
وجہ سے ایمان نہ لائے) اسکے بعد آنحضرت اوس قیدخانے سے باہر آئے اور کچھ کم نو مہینے تک
آپ عافیت سے رہے اسکے بعد ابوطالب کا انتقال ہوگیا پھر تو قریش نے نہایت ہی تکلیف
دینا شروع کی یہان تک کہ ابولہب جو بہت بڑا دشمن تھا اوسکو بھی رحم آگیا اور حضرت کی حمایت
کرنے لگا مگر بہت تھوڑے روز اوسنے حمایت کی پھر ابوجہل اور عقبہ نے اوسے بہکا دیا اور بدستور

وہ بھی دشمن ہوگیا یہ مختصر کیفیت آنحضرت کے تکلیف کی بیان کی گئی اور جو کچھ تکالیف آپکے
تابعدارون کو ہوئی ہین اوسکے سننے سے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے خدا کی پناہ قریش نے کیسا کیسا ظلم
کیا ہے اوس کوہستان اور ریگستان مین دوپہر کے وقت گرمی مین پتھرون پر دھوپ مین لٹانا
اور وہ گرم گرم پتھر اونکے سینے پر رکھنا اور تیل گرم کرکے عورتون کے مقام خاص مین ڈالنا کیا کیا
بیان کرون دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے آپ ناظرین انصاف فرمائین کہ باینہمہ پادری صاحب فرماتے
ہین کہ کون سی بیحد تکلیف اوٹھائی اس حق پوشی کا کچھ ٹھکانا ہے۔

قولہ ص۶ پھر دیکھو کہ باعث تکلیف اوٹھانیکا کیا تھا یہ کہ بت پرستی سے منع کرتے تھے
اور بت پرستی سے منع کرنا نبوت ہی پر منحصر نہین ہے۔

اقول الحمد للہ بیان تو حق بات زبان سے نکل گئی شاید بھول گئے واقعی سچ یہی ہے
کہ حضرت کے تکلیف اوٹھانیکا باعث یہی تھا کہ بت پرستی سے منع کرتے تھے اور اوس وحدہ
لاشریک کی خالص توحید پھیلایا چاہتے تھے اگر امید تھی تو یہی تھی کہ دین حق شائع ہو بت پرستی
کی جڑ کٹ جائے تثلیث کا نام مٹ جائے نہ بادشاہت کا خیال تھا نہ جاہ کی خواہش تھی اگر کوئی
عناد کی رو سے دل کے جلے پھپھولے توڑے اور اپنے خیالی پلاؤ پکائے تو اوس سے امر حق باطل
نہین ہوتا باقی یہ کہنا کہ بت پرستی سے منع کرنا نبوت ہی پر منحصر نہین ہے بالفرض مانا مگر یہ فرمائے
کہ نبوت پر کیا امر منحصر ہے جنکو آپ نبی مانتے ہین اونمین کوئی ایسی بات بتائیے جو نبوت پر
منحصر ہو کیا کرشمہ دکھانا نبوت پر منحصر ہے پھر کیا انجیل مین نہین لکھا کہ بہت سے جھوٹے نبی
آئینگے اور بڑے بڑے معجزے دکھائینگے کیا بھوت پلیت کو نکالنا یا بیمارون کو اچھا کرنا نبوت
پر منحصر ہے دیکھو اسوقت تک بہت تعویذ اور گنڈے والے بھوتون کو نکالتے ہین بہت فقیر دکان
لگا کر بیٹھتے ہین اور بیمار آتے ہین اور جہان اونھون نے خاک کی چٹکی دی یا دم کیا اور وہ

ہوے کوئی کہتا ہی کہ میرا بیس برس کا دمہ ایک فقیر اسی خاک کی چٹکی سے جاتا رہا کوئی کہتا ہے
کہ میرا بدن بگڑ گیا تھا فقیر صاحب نے اپنا جھوٹا پانی دیا وہ بدن پر لگاتے ہی بدن صاف
ہوگیا اونکے مریدون سے سینے کیسی لنبی چوڑی ہانکتے ہین جسکی نہایت نہین پھر کیا تعلیم عمدہ
نبوت پر منحصر ہی ہم دریافت کرتے ہین کہ وہ کونسی تعلیم عمدہ انجیل مین ہی جو اور کتابون مین
نہین ہی البتہ اگر خدا کو ایک کہکر تین ماننا اور تین کو ایک کہنا عمدہ تعلیم ہے اور خدا
کو ایک جسم مین مقید خیال کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ ذات پاک اپنے بندون کو کسیطرح نجات
ندیسکی بغیر اسکے کہ خود اونکے گناہون کے عوض جہنم مین جائے اور طرح طرح کی ذلتین اور
تکلیفین اوٹھائے اگر پادریصاحب کے نزدیک یہی تعلیم نبوت پر منحصر ہے تو بیشک آپکی کتاب اور
آپ کے نبی (جنکا وجود پادری صاحب کے خیال سے باہر نہین ہی) بینظیر ہین مگر ہم ایسی
کتاب اور ایسے نبی کو نہین ماننا چاہتے ہم خوب جانتے ہین کہ یہ راہ سیدھی جہنم کو گئی ہے
جہان ہمیشہ رونا اور دانت پیسنا ہی۔ نہین معلوم کہ یہ تثلیث کے ماننے والے اور خدا کو
جہنم مین ڈالنے والے ہنود کا کیا قصور بتاتے ہین وہ بھی کرشن جی کو اور رام جی کو اوتار
کہتے ہین اور جو کچھ اونھون نے کام کیے ہین اوّل تو ذی علم اونمین اون روایتون کو
تسلیم نہین کرتے اور جو تسلیم کرتے ہین وہ اون افعال کو از قبیل اسرار بتاتے ہین جیسے
آپ تثلیث اور کفارے کو اسرار کہتے ہین کوئی فرق بتائیے اسکے بعد جو آپ نے صفحہ ۲۰ مین
اپنے عندیے جمائے ہین اور خیالی پلاو پکائے ہین اونکا جواب بھی سُن لیجیے۔

قولہ۔ دنیا کی طرف سے بھی روزگار کی تنگی ہے۔

اقول۔ یہ محض جھوٹ ہی حضرت خدیجہ کے مال سے آنحضرت کو خوب فارغ البالی تھی۔

قولہ۔ بہتر ہے کہ خدا کی وحدت کو خوب پکڑون ٭

اقول ۔ یہ صحیح ہی اور ہر نبی کو اول یہ خیال لازم ہے نہ تثلیث یا تربیع کا اعتقاد۔

قولہ اور عبادت بھی اپنی مرضی کے موافق کرون۔

اقول ۔ عقل سلیم بے تردد یہ کہتی ہی کہ جب ایسی ظلمت کیوقت مین نبی مبعوث ہو کہ چارون طرف گمراہی کی گھٹا محیط ہو اور ادنی سے لیکر اعلے تک سچی راہ سے بھٹک گئے ہون تو ضرور ہے کہ وہ نہایت سچائی اور جوش دلی سے خدا کی عبادت کا وہی طریقہ اختیار کریگا جو اوسکی پاک دل مین جوش مارتا ہوگا جبتک پیغام الٰہی اسکے پاس نہین آیا اور عالم مین تاریکی چھائی ہوئی ہی کوئی ہادی نہین ہی تو بجز اسکے اور کوئی طریقہ نہین ہی کہ بے لوث ہو کر اوسی رہبر کا اتباع کرے جو اللہ نے ہر ایک انسان مین رکھا ہی ایسی حالت مین نہایت نیک نیتی اور کمال خوبی یہی ہی اور بس

قولہ جب اس مرتبہ خیال آگیا تو اوس روح نے جو سبکے درپی ہی اپنی تاثیر کے لیے اچھا موقع پایا الخ

اقول چنانچہ اوسی روح نے پولوس وغیرہ مین خوب ہی اپنا اثر دکھایا اور اونکو دعوی نبوت پر جمایا۔ صاحبو کہین ایسے خیالات اور توہمات سے کیسکی شان مین دھبہ لگ سکتا ہی۔ انصاف کرو کہ کون ایسا شخص مقدس گذرا ہی جسکی نسبت یہ توہمات نہین ہو سکتے ہر ملحد بیدین انبیا کی شان مین ایسی باتین بنا سکتا ہی جیسی پادریصاحب نے صفحہ ۲۲ مین کی ہین پادری صاحب کے بقول جنھون نے خدائی کا دعوی کیا باوجودیکہ سر ٹیکنے کو جگہ نہ تھی اونکی نسبت ایسے کلمات کہنے کو کون امر مانع ہی ذرا پادری صاحب گریبان مین منہ ڈال کر دیکھین اور اپنا الحاد ہین ظاہر نکرین اسکے بعد پادری صاحب غیرت مندی کی تقسیم کرتے ہین مگر وہ اوسوقت قابل لحاظ ہوتی کہ ہر ایک قسم کی شناخت بیان کرتے صرف دعوی کرنا کہ فلان مین اس طرح کی غیرت مندی ہی اور فلان مین اسطرح کی محض فضول ہے۔

قولہ صفحہ ۲۲ محمد صاحب مین اگرچہ خدا کے لیے ایک غیرت مندی ہم دیکھتے مگر ان مین پاکیزگی

اور دین کی روشنی ہم نہین دیکھتے۔

اقول حضرت کے دل کی پاکیزگی اور دین کی روشنی تو ایسی آفتاب کے مانند چمکتی ہی
کہ اسوقت جو بڑے بڑے روشن دماغ عیسائی ہین اونکی آنکھین اوسکی جگمگاہٹ سے
چوندھیائی جاتی ہین مگر جسکا دل ودماغ طمع اور تعصب کی سخت بدبو سے فاسد ہوگیا ہو
اور عناد کی وجہ سے چشم انصاف بہین نرکھتا ہو وہ کسی مقدس ذات کی پاکیزگی اور نورانی
شے کی روشنی کو کیونکر دریافت کرسکیگا مگر اس فاسد دماغ اور کور باطن کے دریافت
نکرنے سے اوسکی پاکیزگی اور روشنی چھپ نہین سکتی سے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب
راچہ گناہ ٭ مولوی صاحب نے لکھا تھا کہ۔ جب اس ضابطۂ فطرت اور قاعدۂ قدرت کے مطابق
جسمین ہر ایک شخص کو اپنے دفع ضرر اور رفع ایذا کا اختیار ہے آنحضرت کو اپنے دشمنون پر غلبہ
ہوا تب بھی وہ اوسی منوال پر قائم رہے اور نفسانی آرزوٗن اور دنیاوی خواہشون نے
اونمین اثر نکیا۔ پادری صاحب اسکے جواب مین صفحہ ۹۷ و ۹۸ مین لکھتے ہین کہ بیشک ان
باتون سے الگ رہے تاکہ لوگ معتقد رہین اور سلطنت قائم رہے مگر دینداری کے پیرایہ مین
آیتین اوتار کر نفسانی خواہشونکو خوب پورا کیا اور جہان تک قابو چلا ایک بھی دشمن نہ چھوڑا
اور لوگون کی عورتین پکڑ پکڑ کر استعمال مین لائے انتہے محصلہ۔ مین کہتا ہون صاحب
ایسی آنکھ بند نہ کیجیے اور کی شومی کے لیے اپنی ناک کٹانا اچھا نہین۔ جو حضرت مسیح پر ایمان
نہین رکھتے وہ عورتون کی محبت کرنے اور بیش قیمت عطر سر پر بہانے اور کمال محبت مین
مال کے ضائع کرنے کی نسبت ایسا ہی کچھ کہتے ہین۔ کیا آپ نے انجیل مین عورتون کا
فریفتہ ہونا حضرت مسیح پر اور حضرت مسیح کا اونھین عطر ملنے کے اور اپنی بالونسی پوچھنے کی اجازت دینا
ملاحظہ نہین کیا (دیکھو متی کا باب ۲۶ وغیرہ) کیا آپ نے یوحنا کا باب ۱۱ ورس ۵ نہین دیکھا

کہ حضرت مسیح مرتھہ کو اور اوسکی بہن اور العذر کو پیار کرتا تھا کیا آپکو نہین معلوم کہ بہت سی عورتین مسیح کے
ہمراہ رہتی تھین اور اپنا مال اونپر خرچ کرتی تھین لوقا کا باب ۸ ورس ۱ سے ۳ تک اور متی کے باب ۲۷
ورس ۵۵ و ۵۶ دیکھیے۔ اب ذرا گریبان مین مُنہ ڈالکر غور کیجیے کہ اس مقام پر آپ کی سی طینت
والا کس قدر بدگمانیان کرسکتا ہی۔ پھر کیا آپ نے توریت نہین دیکھی (جسکے حضرت مسیح بھی پابند
تھے) کہ حضرت موسیٰ نے کس قدر دشمنونکو تباہ کیا کہ بال بچے تک نچھوڑے اور یہ حکم دیا کہ خوبصورت
اور باکرہ عورتین اور کنواری لڑکیان استعمال کے لیے رہنے دیجاویں اور باقی عورتین قتل کیجاتین
(دیکھو استثنا کا باب ۲۱ ورس ۱۰ وغیرہ اور گنتی کا باب ۳۱) اگر ایسا حکم خواہش نفسانی کے لیے
آئیتن اوتار ناہی تو حضرت موسی وغیرہ نے بہت زیادہ اوتاری ہین پہلے اونکی نبوت کو
سلام کر لیجیے۔ حضرت مسیح چونکہ توریت کے پابند تھے جیسا کہ اونکے قول اور فعل دونون سے
ثابت ہی حکم مذکورہ کے بھی پابند ہونگے مگر اس وجہ سے کہ سامان مہیا نہوا تھا سکوت کرتے
تھے اور صبر و تحمل کی تعلیم دیتے تھے وہ جانتے تھے کہ ہمارے معتقد ضعیف الاعتقاد اور لالچی
ہین انسے کچھہ نہین ہوتا کیونکہ تمام معتقدین مین بارہ منتخب تھے اونکا حال سنیے کہ ایک تو صرف
تیس روپیہ کے لالچ سے مرتد ہوگیا اس سے بڑھکر اور کیا لالچ ہوگا اور جب مسیح پکڑے گئے
تو سب فوچکر ہوگئے ایک کا بھی پتہ نہ لگا بڑے خاص الخاص حواری مقرب بارگاہ پطرس
علیہ السلام کا حال دیکھیے کہ ذرا سے خوف مین مسیح کا انکار کردیا پھر ایک مرتبہ نہین مکرر اور
پھر انکار ہی پر کفایت نکی آخر مین اونپر لعنت بھی کرہی دی (دیکھو متی باب ۲۶ ورس ۶۹-۷۴
پھر جب خواص کا یہ حال تھا تو اور معتقدین کا کیا ذکر ہے بھلا ایسی صورت مین کیونکر جہاد کا
حکم دیتے اور کس طرح صبر و تحمل کا امر نکرتے یہ تو پادری صاحب کے بیہودہ الزام کا الزامی جواب
تھا اب جواب تحقیقی بھی سن لیجیے۔

جواب تحقیقی یہ ہی کہ حضرت نے دینداری کے پیرایہ مین کوئی آیت موافق خواہش نفسانی
کے نہین اوتاری اور نہ امت کے لیے دروازہ کشادہ کیا یہ محض ناعاقبت اندیشون اور
معاندون کی گڑھت ہے کیونکہ جس طرف پادریصنا اشارہ کرتے ہین وہ یہ ہی کہ حضرت نے
امت کے لیے چار نکاح جائز کیے اور اپنے لیے یہ حد بھی قائم نہ رکھی بلکہ اس سے تجاوز
کرکے نو نکاح یا زائد کیے اب اسکی حقیقت سنیے عرب مین کثرت ازدواج کا بہت رواج تھا۔
اور اسکے لیے کوئی حد اور کوئی قید نہ تھی اور یہ کثرت ازدواج کچھ عرب ہی سے مخصوص
نہ تھی بلکہ اور قومون مین بھی تھی یہانتک کہ انبیاء بنی اسرائیل نے بھی کوئی بندش اسکی
نہین کی بلکہ اکثر انبیا نے متعدد بیبیان کین یہان تک کہ حضرت سلیمانؑ کے سات سو بیبیان
اور تین سو حرم تھین (دیکھو اول سلاطین باب ۱۱ ورس ۳) البتہ یہ خرابی عرب مین زائد
ہو گئی تھی کہ عورتون کو نہایت تکلیف دیا کرتے تھے نہ اونکی خبر لیتے تھے نہ چھوڑ ہی دیتے
تھے عرب کے اوس ناخدا نے جسنے ایک عالم کا بیڑا پار لگایا اور ورطۂ ضلالت سے نکال کر
ساحل نجات پر لایا عورتون کی حالت پر رحم کرکے وہ عمدہ قوانین جاری کیے جو کسی نبی نے
نہین کیے تھے اوّل تو اوس کثرت مین قلت کی اور ایک غیر محدود دام کو چار مین محدود
کیا مگر اس حد کو بھی ایسی سخت قید سے مقید کر دیا کہ اس کثرت کا وجود بہت ہی کم پایا جاے
اور جس قدر پایا جاے اوسمین کوئی امر خلاف انصاف نہو یعنی یون فرمایا کہ اگر تم عدل
کر سکو اور ہر بی بی کو یکسان رکھو تب تو چار تک کی اجازت ہے ورنہ ایک سے زیادہ جائز نہین
حاصل یہ ہوا کہ وہ کشادہ دروازہ جو اوس جاہل قوم مین جاری تھا بلکہ انبیاء سابق کے
عہد مین بھی جاری رہا اور خود انبیا نے بھی ہزار ہزار عورتین کین اور کسی نے اس باب کو بند
نکیا اوس ختم المرسلین نے آکر بند کر دیا خدا نے اس حکم کی تکمیل بھی شریعت محمدیہ کے حصے

مین رکھی تھی ہان اگر کوئی یہ کہے کہ اگرچہ اوس بیحد کثرت مین کمی کردی اور اوس کمی کے
ساتھہ بھی شرطین اور قیدین لگا دین مگر پھر بھی کسیقدر اس ناجائز امر کو جائز رکھا اسکا مختصر
جواب یہ ہی کہ مطلقًا تعدد ازواج عقلًا و نقلًا کسی طرح منع نہین ہی اللہ تعالے نے مرد مین
قوت بہ نسبت عورت کے زیادہ رکھی ہی یہ فطرتی امر بھی اسی کا مقتضی ہی کہ مرد کو ایک سے زیادہ
نکاح کی اجازت دیجائے زیادہ تفصیل اسکی ہمنے نیاز نامہ کے جواب مین کی ہی یہان لکھنے کی ضرورت
نہین ہی۔ اب رہا یہ امر کہ آنحضرتؐ اس حکم کے پابند کیون نرہے اونھون نے اپنے لیے دروازہ
کیون وسیع کرلیا اسکا جواب یہ ہی کہ یہ خیال بالکل غلط ہی کہ آنحضرتؐ نے اپنے لیے دروازہ
وسیع کرلیا بلکہ جو شخص نظر انصاف اور غور سے دیکھیگا وہ کہدیگا کہ بہ نسبت امت کے آنحضرتؐ
کے لیے زیادہ تنگی ہوگئی کیونکہ بعد اون ازواج کے جو حسب دستور عرب کے آپکے نکاح مین
آگئی تھین یہ آیت نازل ہوئی لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ
مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ یعنی اب جائز نہین ہی تیرے لیے کوئی عورت اور نہ یہ جائز
ہی کہ انکی جگہ دوسری عورتون کو بدل لے اگرچہ پسند آئے تجھے خوبی اونکی مطلب یہ ہوا
کہ جو عورتین تمھارے نکاح مین آچکین وہ تو آچکین اب علاوہ انکے اور کسی سے نکاح کرنا
جائز نہین اور نہ یہ جائز ہے کہ انمین سے کسیکو چھوڑکر اوسکے عوض دوسری سے نکاح کرو
اب ناظرین اس حکم کو ملاحظہ کرین کہ آنحضرتؐ نے اپنے اوپر تنگی کی یا فراخی امت کو گرچہ
چار کی اجازت دی گئی مگر وہان یہ قید نہین کہ بعد انکے مرجانے کے یا بالضرورت طلاق
دیدینے کے اور کرلینا جائز نہین بلکہ وہان صرف چار عورتون سے زیادہ کا ایک وقت
مین جمع کرنا منع ہی اور آنحضرتؐ کے لیے وہی عورتین مخصوص ہوگئین جو پہلے سے تھین
بعد انکے کسی حالت مین دوسری عورت سے نکاح جائز نرہا غور کرنیکا مقام ہی کہ جو لوگ

پابند خواہش نفسانی ہین اونکے نفس کے یہ حکم کیسا خلاف ہی خواہش نفس کے مطابق یہ امر
ہی کہ نئی نئی عورتین بدلتا رہے جو صاحب آنحضرتؐ کی نسبت شہوت پرستی کا الزام دیتے ہین
اس وجہ سے کہ کئی بیبیان آپ کی تھین وہ اگر انصاف کیا چاہتے ہین تو دو امر مین اونھین
غور کرنا ضرور ہی اوّل تو یہ کہ آنحضرتؐ نے پچیس برس کے سن مین حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا
اوس وقت اونکا سن چالیس برس کا تھا اور جب تک کہ آنحضرتؐ کا سن پچاس برس کا ہوا
اوس وقت تک صرف اوسی ایک نکاح پر کفایت کی اور پھر وہ بھی ایسی عورت سے جو بخوبی
سن رسیدہ تھین - اب دیکھنا چاہیے کہ آنحضرتؐ نے عالم جوش جوانی مین جسمین ہر ایک
شخص کی جسمانی قوتین حسب حیثیت زور شور پر ہوتی ہین اور ہر خواہش کو ایک اُمنگ
ہوتی ہی صرف ایک بی بی سن رسیدہ پر قناعت کی اور کسی طرح کی خواہش ظاہر نکی حالانکہ
عرب مین ایک سے زیادہ عورتین کرنا کسی طرح معیوب نہ تھا اور جب آنحضرت کا سن کہولت
کو پہونچ گیا اور وہ جوش جوانی جاتا رہا اور وہ زمانہ آگیا جسمین ہر ایک قوت جسمانی کو ضعف
ہو جاتا ہی یعنی پچاس سے آپ کا سن تجاوز کر گیا اوسوقت آپ نے یہ چند نکاح کیے پھر اب یہ
کسی منصف مزاج کی عقل مین آسکتا ہی کہ ایسی حالت مین کئی بیبیان کرنا خواہش نفسانی اور
شہوت پرستی کا باعث ہی بالفرض اگر اس سن مین کسی طرح کی خواہش تھی تو عالم جوانی مین
بہت زیادہ ہونی چاہیے پھر ہم جب اوس جوش کے عالم مین کسیطرح کا شائبہ شہوت پرستی
کا نہین پاتے تو اس سن مین کیونکر ہم ایسی بدگمانی کر سکتے ہین بلکہ ہر عاقل اس حالت کو
دیکھکر یہی کہیگا کہ آنحضرتؐ کا کئی بیبیان کرنا خواہش نفسانی کے سبب ہرگز نہین ہو سکتا بلکہ
کسی دوسری غرض سے تھا وہ غرض یہ ہی کہ جب اسلام خوب پھیلنے لگا اور بہت سی مرد
و عورتین مسلمان ہو گیئن تو ضرور ہوا کہ اسلام کی باتین سکھانے والے بھی زائد ہون دون

کے لیے مرد اور عورتون کے لیے عورتین تاکہ تبلیغ احکام الٰہی اچھی طرح انجام پاوے ظاہر ہے کہ جس طرح عورت عورت سے ہر ایک امر کہہ سکتی ہے اور دریافت کر سکتی ہے مرد سے ہرگز نہین کر سکتی اس لیے ضرور تھا کہ آپکی ہم صحبت عورتین بھی ہو جائین تاکہ وہ عورتون کو احکام شرعی پہونچایئن اور یہ امر ممکن نہ تھا بغیر اسکے کہ آنحضرتؐ متعدد نکاح کرین کیونکہ شریعت محمدیہ مین غیر عورت کا ہم صحبت رہنا جائز نہین ہی البتہ شریعت عیسوی مین اسکا جواز معلوم ہوتا ہی چنانچہ متی کے باب ۲۷ ورس ۵۵ و ۵۶ مین ہی وہان بہتیری عورتین جو جلیل سے یسوع کی پیرو ہوکے اوسکی خدمت کرنے آئی تھین دور سے دیکھتی تھین مریم مجدلیہ اور یعقوب اور یوشی کی مان مریم زبدی کے بیٹون کی مان اونھین مین تھین انتہے - اور لوقا کے باب ۸ ورس ۲ و ۳ مین ہی اور کتنی عورتین جو بد روحون اور بیماریون سے چنگی ہوئی تھین مریم جو مجدلیہ کہلاتی تھی جس مین سے سات دیو نکل گئے تھے اور یوحنا ہیرودیس کے دیوان کوزے کی جورو اور سوسنہ اور بہتیری اور جو اپنے مال سے اوسکی خدمت کرتی تھین اوسکے ساتھ گئین انتہی - اور یوحنا باب ۱۱ ورس ۵ یسوع مرتھا کو اور اوسکی بہن اور العاذر کو پیار کرتا تھا انتہے اور متی کے باب ۲۶ ورس ۶-۷ جب وقت یسوع بیت عینا مین کوڑہی شمعون کے گھر مین تھا ایک عورت مرمر کے ڈبے مین بیش قیمت عطر اوسکے پاس لائی اور جسوقت وہ بیٹھا تھا اوسکے سر پر ڈالا تب اوسکے مرید دیکھکر خفا ہوے اور بولے یہ بیجا خرچ کس لیے ہی یہ عطر بہت قیمت کو بیچا جاتا انتہے - ان مقامون سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ غیر عورتون سے شریعت عیسوی مین خلا ملا درست ہی اور شاید اسیوجہ سے عیسائیون کے یہان پردہ نہین ہی اور عام طور سے دیکھا جاتا ہی کہ عیسائیون کی عورتین بے تکلف اور بے روک ٹوک غیر مرد کے پاس خلوت اور جلوت مین جاتی ہین جب شریعت عیسوی مین اسطرح کا خلط ملط غیر عورتون سی جائز ہی

تو وہان متعدد نکاح کرینگی کیا حاجت ہی ہر ایک عورت تخلیہ مین اگر ہر ایک امر دریافت کرسکتی ہی مگر اسکی جو
ہی جو کچھ فتنہ متصور ہی وہ ظاہر ہی دوسکے یہ کہ فی نفسہ بیوی نکرنا کوئی عمدہ اور پارسائی کی بات نہین ہے دیکھو
بہت سے مہنت اور گوشائین نکاح نہین کرتے اور اکثر دریا کنارے بیٹھے چین کرتے ہین
ہزارون مرد اور مہ جبین عورتین اونکی خدمت مین حاضر رہتی ہین پھر کیا پادری صاحب
اونھین اون انبیاء کرام پر ترجیح دینگے جنھون نے کئی کئی بیویان کی تھین اور گشائیون کو
جانے دیجیے اپنے گھر کا حال سنیے پولوس مقدس کی ترغیب سے عیسائیون کے مقدس فادرون
اور پادریون نے بھی گشائیون کی روش اختیار کی تھی مگر جب جرجیس اکبر نے اپنا تالاب صاف
کرایا تو انھین بزرگ پادریون کے مجرد رہنے کی کرامت یہ ظاہر ہوئی کہ چھ ہزار حرامی بچون
کی کھوپڑیان اوسمین سے نکلین جو اونھون نے بغرض اخفای زنا اوس تالاب مین ڈالدی تھین
اور معلوم نہین کہ زیر زمین کتنے ایسے بیگناہ دفن ہوے ہونگے۔ اور رومن کاتھاک کے
یہان پادریون کے مجرد رہنے اور عورتون کے نن ہونے کا دستور اب تک جاری ہی جب
عورت نن ہوجاتی ہے تو پھر اوسکا نکاح نہین ہوتا اور کوئی اوسکے پاس ظاہرا جانے نہین
پاتا بجز اون فادرون کے جو مجرد رہتے ہین اور نکاح نکرنے کی وجہ سے مقدس گنے جاتی ہین
ان پارسا عورتون کی کیفیت رسالہ ہسٹریز آف اے کانونٹ مولفہ میریا مانک مطبوعہ فلاڈلفیہ
مین دیکھنا چاہیے کہ کیا کیا پوشیدہ کارروائیان یہ پارسا عورتین کرتی تھین جسطرح مجرد رہنا
یا صرف ایک بیوی کرنا پارسائی یا عالی مرتبہ ہونے کی دلیل نہین ہوسکتی اسی طرح
زیادہ بیویان کرنا قابل الزام نہین ہوسکتا دیکھو حضرت داؤد کے سو بیویان تھین اور
پھر بھی بہت سے اون پیغمبرون سے افضل تھے جنکے ایک یا دو بیویان تھین چنانچہ پادری صاحب
بھی ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۱۷۵ مین لکھتے ہین — "داؤد اون سب لوگون

مین انوار الٰہی کا مہبط اور دائرۂ عباد کا مرکز اور سلطنت اسرائیل کا پہلا مسیح ہی اور وہ اوس تاریکی کے عہد کا قمر بھی ہی الخ - اب مین اہل انصاف کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ ذرا پادری صاحب کے تعصب کو ملاحظہ فرمائین کہ حضرت سرور انبیا محمد مصطفےٰ ؐ تو نو بیبیان کرنیسے (نعوذ باللہ منہ) شہوت پرست ہو جائین اور حضرت داؤد باوجود سو بیویان کرنے کے مہبطِ انوار الٰہی اور دائرۂ عِباد کے مرکز ٹھہرین افسوس انکے عناد پر اب پادری صاحب کے تعصب اور عناد کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی اور لطف یہ ہی کہ تعدد ازدواج کی نہی نہ توریت مین ہی نہ انجیل مین - (چنانچہ پیغام محمدی مین اسکی تفصیل بخوبی کی گئی ہی) پھر زیادہ بیوی کرنے کو پادریصاحب شہوت پرستی کسوجہ سے کہتے ہین کیا خدا نے شہوت پرستی کو جائز رکھا اور کسی نبی کی معرفت اسکی برائی ظاہر نکی غرض کہ جو کچھ الزام پادریصاحب حضرت سرور انبیا پر لگاتے ہین وہ الزام حقیقت مین خدا پر ہی آنحضرتؐ نے وہی کام کیا جو حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب اور حضرت جدعون اور حضرت داؤد نے کیا تھا اور دشمن پر تلوار چلانے کا حال یہ ہی کہ جب عرب کے اون بیرحمون اور ظالمون نے تیرہ برس تک مکہ مین ناک مین دم کیا اور ایذا رسانی کا کوئی دقیقہ باقی نچھوڑا جب بمجبوری گھر بار چھوڑ کر وہان سے نکل گئے تب بھی وہ ظالم باز نہ آئے اور یہ پیش بندی کی کہ اگر یہ لوگ مدینے مین آرام و راحت سے رہینگے تو انجام کار ہمسے بدلہ لینگے اسلیے وہان بھی انکو نہ بیٹھنے دو سوا اسکے جو مسلمان کہ مدینے نجا سکے مکہ ہی مین رہگئے اونپر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے اوسوقت یہ مجبوری مدافعت کا حکم آیا کہ اِن بے رحمون کو مارو اور جو فتنہ انھون نے مچا رکھا ہے کہ مسلمانون کو کسی طرح چین نہین لینے دیتے نہ اونھین جان و مال کا امن ہی نہ اپنے دین کے فرائض پورے کر سکتے ہین دفع کرو قطع نظر اسکے کہ یہ لڑائی کفار عرب کے لیے عذاب الٰہی تھی اگر کوئی منصف مزاج اسمین غور کرے تو کسی طرح کا ایمین

عیب نہین بیان کرسکتا خدا نے انسان کو اسی طرح پیدا کیا ہے کہ وہ ایک حد تک صبر کرے
اور پھر اپنے جان و مال اور اپنے اقربا وغیرہ کے جان و مال کی حفاظت کرے تعلیم خدا
بھی اسیکے مطابق ہونا چاہیے اگر ایسا نہو تو عالم مین فساد پھیل جاے اور امن و امان بالکل
اوٹھہ جاے دیکھو جو قومین آجکل بڑی مہذب کہلاتی ہین اور پھر اوس انجیل کی بھی مطیع
ہین جسمین یہ لکھا ہے کہ اپنے دشمن سے بدلہ نچاہو اور اگر کوئی داہنے گال پر تھپڑ مارے تو بایان
گال اوسکی طرف کردو وہ بھی بمجبوری اس تعلیم انجیل کو چھوڑکر اوسی تعلیم محمدی کو اخذ کرتے
ہین اور کیونکر نہ اخذ کرین بغیر اوسکے تو گذر ہی نہین ہوسکتی اگر انجیل پر عمل کرتے تو اب تک
اونکی صورت بھی نہ دکھائی دیتی اسکو بھی جانے دیجیے خود پادری صاحب اپنے قول کو
ملاحظہ کرین ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۷۶ او ۷۵ امین لکھا ہی ہر حالت مین
دردمندیکا موقع نہین ہی لاچاری عاجزی مسکنت دردمندی کا وقت ہی مگر بغاوت و سرکشی
مین پوری سزا چاہیے ورنہ خدائی کی شان برباد ہوتی ہی اور انتظام جہان بھی جاتا ہے انتہی
پس آنحضرت کا تلوار چلانا سرکشونکی سزا اور خدا کی شان قائم رکھنے کے لیے ہی اور یہ بھی مقصود
تھا کہ جہان مین امن و امان رہے اور خدا پرستون کو تکلیف کوئی نہ پونہچا سکے یہ سب باتین
پادری صاحب کے اقرار سے ضروری اور عمدہ ہین پھر اسلام کے تلوار چلانے پر کیا اعتراض ہے
ناظرین کو یہان سے ظاہر ہوگیا ہوگا کہ پادری صاحب کا مقصود محض عوام کو دھوکا دیکر
سچے مذہب اسلام سے بہکانا ہی کیونکہ جس بات کو وہ خود ایک موقع پر عمدہ قرار دے آئے ہین
اوسی امر کو اس مقام پر برے پیرایہ سے بیان کرکے اوسپر اعتراض کرتے ہین۔

دوسرا طریقہ اثبات نبوت آنحضرتؐ کا عمدہ تعلیمات سے

تعلیق ۱۴۴ - اور اس امر پر بھی نظر نہین ہوئی کہ جس قبیلے مین جناب رسول خدا نشوونما

پائی اور جس شہر مین عرصۂ بعید اور زمان ممتد تک بود و باش کی اور جس عہد مین ظہور و خروج
ہوا ان مین علوم عقلیہ و نقلیہ کا رواج نہ تھا معرفت الٰہی اور حقائق ربّانی کا کچھہ ذکر نتھا اور نہ
وہ ملک حکما اور علما کا مرجع و مسیر تھا بلکہ جہالت اور ضلالت اور رسوم قبیحہ اور عجیب قسم کے
اوہام و وساوس اونمین رائج تھے اور سب پر ظلمت جہالت چھائی ہوئی تھی اور خدا اور احکام
و صفات الٰہی سے سب لوگ جاہل و ناواقف تھے اور محمدؐ کہ بعثت کے زمانے اور اظہار رسالت
کے وقت تک لکھنے پڑھنے اور تعلم و تلمذ مین مشغول نہین ہوے تھے اور نہ مشاہیر علما کی
مصاحبت کی یا غیر ملکون مین جہان علوم اور فنون کا رواج ہو سفر و سیاحت یا سیر و اقامت
بھی نہین کی۔ پس اس زمانے کی ایسی جہالت اور ظلمت اور آنحضرت کی امیّت اور پھر ایسی
معرفت ذات و صفات و احکام الٰہی اور ثبوت معارف ربّانی اور دلائل بعث و نشر و براہین
توحید و تنزیہ باریتعالی مین مبلغ عظیم اور مرتبۂ علیا اور غایۃ قصوی مین پہونچ جانا کہ جمیع عقلا
اوسمین متحیر اور عاجز ہو جائین اور جسکی ادنی درجہ پر بھی حکمت فلاسفہ اولین اور معرفت عقلاے آخرین
نہ پہونچ سکے اور ایسے اصول توحید اور تنزیہ کی باتین جنکو فلسفۂ فیلسوفان سابق اور عقل عاقلان
لاحق نہ پا سکے بکثرت و شدت بیان فرمانا صریح عقل انسان اسکو باور کرتی ہی کہ ایسی باتین
بلا تعلیم الٰہی اور ہدایت ربانی اور بغیر وحی و تنزیل حاصل و میسر نہین ہو سکتین انتہے۔
اس تعلیق مین منشی صاحب نے اثبات نبوت کا دوسرا طریقہ بیان کیا ہی یعنے باوجود اس امر کے
کہ آنحضرت نے ایسی جاہل قوم مین نشو و نما پائی جو علوم الٰہیہ اور اخلاق پسندیدہ سے بالکل
ناواقف بقول شخصے جاہل کے لٹھہ تھے اور بسبب جہالت کے ایسے توہمات باطلہ مین گرفتار
تھے جسکی کچھہ انتہا نہین پھر یہ کہ حسب وسعت زمانہ جسقدر تعلیم و تعلم اوسوقت رائج تھا اوس سے بھی آپ
بہرہ یاب نہین ہوے اور اہل علم سے صحبت بھی ایسی نہین ہوئی جس سے یہ گمان ہو کہ یہ

علوم اونسے حاصل کیے گرچہ وہ علوم الٰہیہ جو اوس سرور انبیا نے بیان کیے ہین وہ ایسے نہین ہین جو کوئی بے پڑھا صرف صحبت سے سیکھ کر بیان کر سکے مگر اس عمدگی اور خوبی کو عالی فہم سمجھ سکتے ہین اسلیے خدا تعالےٰ نے آنحضرت کو صحبت ہی سے علحدہ رکھا تاکہ کسی نادان کو یہ وہم نہو کہ آپنے صحبت سے یہ علوم اخذ کیے اس بات کے ثبوت کے لیے کہ آنحضرت نے کسی سے علم نہین سیکھا منشی صاحب نے تعلیق ۵ آمین عمدہ تقریر کی ہے اور اسکا ثبوت بھی آیندہ مذکور ہے کہ آپنے اہل کتاب وغیرہ کی صحبت سے یہ علوم اخذ نہین کیے اور اس امر کا ثبوت کہ عرب علوم الٰہیہ سے برکنار اور توہمات فاسدہ مین گرفتار تھے ہر ایک ذی علم تاریخدان پر اظہر من الشمس ہے مین اونکے چند توہمات اور وساوس نمونے کے طور پر بیان کرتا ہون جنسے اونکی سخت جہالت ثابت ہوتی ہے۔

۱۔جب کبھی قحط پڑتا تھا تو عرب کے لوگ ببول کا گٹھا کا ٹکر گاے کی دم مین باندھتے اور اوسمین آگ لگا کر پہاڑ کے اوپر اوس گاے کو لیجاتے تھے اور پچھان کیطرف سے وسی بھگاتے تاکہ پانی برسے

۲۔جب اونھین کسی شہر یا گانون مین جانے سے وبا کا یا جنون کے آسیب کا خوف ہوتا تو اوسکے دفع کی یہ تدبیر کیا کرتے تھے کہ جب اوس شہر یا گانون کے قریب پہونچتے تو گدھی کی بولی بولتے اور خرگوش کی ہڈی وہین کسی مقام پر لٹکا دیتے اس کام کا نام اونکے یہان تعشیر تھا

۳۔جب کوئی شخص سفر کا عزم کرتا اور اوسے یہ خیال ہوتا کہ دیکھیے میری بیوی میرے بعد ایمانداری سے رہتی ہی یا نہین تو اسکے معلوم کرنے کے لیے درخت مین تاگا باندھ جاتا اور جب پھر لوٹ کر آتا تو اوسے دیکھتا اگر بدستور اوسے بندھا ہوا پاتا تو سمجھتا کہ میری بیوی ایمانداری سے رہی اور اگر اوسے بدستور بندھا ہوا نپاتا تو گمان کرتا کہ ضرور اسنے خیانت کی۔ یہ توہمات اور مہملات قابل ملاحظہ ہین۔

۴۔ یہ بھی اونکا گمان تھا کہ جس عورت کے اولاد زندہ نرہتی ہو وہ کسی شریف کی نعش کو روندے تو اوسکی اولاد جیے گی۔ اور یہ بھی اونکا معمول تھا کہ دفع بلیات کے لیے حیض کا لتہ اور مردون کی ہڈیان گلے مین ڈالا کرتے تھے۔ جب کسی مرد و عورت مین باہم محبت ہوجاتی تو محبت کے قائم رکھنے کے لیے مرد عورت کا برقعہ پھار دیتا اور عورت مرد کی چادر پھاڑ دیتی اور سمجھتے تھے کہ اگر ایسا نکیا جاے تو محبت باہم قائم نرہیگی۔

۵۔ جب کوئی شخص ایسے گھوڑے پر سوار ہوتا جسکے بھونری ہوتی ہی اور اتفاقاً اوسکے پیچھے کے دھڑ پر پسینہ نکل آتا تو وہ شخص یہ گمان کرتا کہ میری بیوی کسی دوسرے مرد کی طرف مائل ہوگئی۔

۶۔ جب کسی عورت کے نکاح مین دیر ہوجاتی اور کوئی طالب وسکا نہ آتا تو وہ عورت رات کے وقت ایک طرف کے بال بکھیر کر اور اوسکے دوسری طرف کی آنکھہ مین سرمہ لگا کر ایک پیر پر اوچھلتی اور یہ الفاظ کہتی یا لکاح ابغی النکاح قبل الصباح۔

۷۔ سیاہی (ایک جانور ہی جسکے بازو مین کانٹے ہوتے ہین) اور خرگوش اور ہرن اور چھچھوندر اور شترمرغ کو جنون کی سواریان خیال کرتے تھے اور انکے مارنے سے بہت ڈرتے تھے اور اگر کسی نے مار ڈالا اور اتفاقاً کسی طرح کا صدمہ اوسے پہونچا تو خیال کرتا تھا کہ یہ اوسی سبب سے ہی اسیطرح بعض کوے اور قمری و کبوتر اور سانپ کو جنون کی قسم قرار دیتے تھے اور بعض کہتے تھے کہ انکو جنون سے ایک طرح کا علاقہ ہے اور جب کبھی اژدہے کو مارتے تھے تو کہتے تھے کہ جن ضرور بدلہ لینگے اسکے دفع کے لیے وہ یہ تدبیر کرتے تھے کہ اوس مرے ہوے اژدہے کے سر پر لید کو ریزہ ریزہ کرکے ڈالدیتے تھے اس قبیل کے خرافات جنسے عرب کی کمال جہالت اور نادانی ثابت ہوتی ہی شرح نہج البلاغت مین بہت لکھے ہین جنمے نمونے

کے طور پر یہان بیان کردیے جنکو تفصیل منظور ہو اوس کتاب کی اونیسوین جلد مین دیکھین عرب کی گمراہی اور بیدینی کا یہ حال تھا کہ بعض دہریہ تھے موت وزندگی کا ہونا محض زمانے کے تغیر سے اعتقاد کرتے تھے خدا تعالے کے بالکل قائل نہ تھے بعض قیامت کے منکر تھے مگر سب سے زیادہ گروہ بت پرستون کا تھا پھر کوئی پتھر کو پوجتا تھا کوئی درخت کو کوئی کسی چیز کو کوئی کسیکو یہ اونکے بتون کے نام تھے - وُدّ - سُوَاع - یغُوث - نسر - یعُوق - لات - عُزّے - منات - ہُبل - اِساف - نَائِلَہ - انمین سے ہر ایک قبیلہ اور ہر ایک مقام کیلیے ایک بت خاص تھا جسکی تفصیل تاریخ ابو الفدا وغیرہ مین مذکور ہے - فرشتون کو خدا کی بیٹیان قرار دیتے تھے پھر اس سے زیادہ اور کیا گمراہی ہوگی -

عرب کی جہالت کا یہ نمونہ ہی ناظرین ملاحظہ کرین اسپر بھی پادری صاحب کہتے ہین کہ عرب ایسے جاہل نہ تھے اس حق پوشی کا کیا ٹھکانا ہی اب عرب کی اس جہالت پر تعلیم محمدی کی عمدگی لائق ملاحظہ ہی جس سے انصاف دلی بے اختیار پکار اوٹھتا ہی کہ بیشک یہ خدا ہی کی تعلیم ہے اسکی تفصیل چونکہ نہایت طویل تھی اسلیے منشی صاحب نے اسکو اہل علم کے انصاف پر چھوڑا ہے کہ وہ قرآن اور حدیث کو ملاحظہ کرکے بخوبی اسکی تصدیق کرسکتے ہین مگر مین کسیقدر بعض امور پر تنبیہ کرنا مناسب سمجھتا ہون - واضح ہو کہ قرآن مجید مین کئی طور کے علوم بیان ہوے ہین اوّل علم الٰہی یعنی خدا کی ذات وصفات کا بیان اور اوسکے وجود اور اوسکی قدرت اور اوسکی عظمت اور اوسکی توحید کے دلائل اس عمدہ اور عجیب طرز سے مذکور ہوے ہین کہ اوس ریگستان کے جاہل اونھین اپنے طور پر سمجھکر عارف باللہ ہوگئے اور اگر کوئی بڑے سے بڑا حکیم اور افلاطون وقت ہے وہ بھی اوس بیان سے خدا کے وجود اور صفات کا سراغ اپنی کامل سمجھ کے موافق اوسیطرح پاتا ہی جس طرح ایک جاہل ان پڑھ مثلاً خدا کے وجود کے دلائل سورۂ

انعام کی آیت ۹۵ سے ۹۹ تک مذکور ہے - اسمقام پر بظاہر کوئی دلیل منطقی بطور حکما یا متکلمین کے
نہین بیان کی گئی بلکہ جن اشیا کا وجود اور تغیر ہر ایک ادنے واعلے پر ظاہر ہے اور وہ اشیا
تمام فوائد دنیوی کا سرچشمہ اور زندگی کا مدار ہین اونکے وجود اور تغیر کو دکھا کر اونکے پیدا کرنیوالے
کا وجود ثابت کیا ہی گنوار سے گنوار بھی یہ سمجھتے ہین کہ دانے کو چیر کر درخت کا نکالنے والا
اور مردہ چیز سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو پیدا کرنے والا اور آفتاب اور مہتاب اور ستارون
کو ایک حساب اور ہدایت اور دیگر فوائد کے لیے بنانے والا اور پانی کا برسانیوالا اور زمین سے
سبزہ کا اوگانے والا اور درختون پر میوون کے گچھے کا لگانے والا وہی قادر مطلق ہی جو ہمارا
سبکا خدا ہی اور افلاطون وقت بھی یہی سمجھتا ہی کہ بشیک ان اشیا کا وجود اور تغیر اوس قادر مطلق
کی وجود کی کافی دلیل ہی کیونکہ یہ سب ممکنات کی سلسلے مین داخل ہین اور ضرور ہی کہ ممکنات کا سلسلہ واجب پر ختم ہو اور
وہی واجب خاص خدا تعالے کی ذات ہے غرضکہ دونون کے فہم کا مآل ایک ہی گرچہ سمجھنے کے طریق مین فرق
ہی یا مثلاً سورہ انبیا کی آیت ۲۲ مین خدا کے واحد ہونے کی دلیل اسطرح ارشاد ہوئی لو کان
فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا یعنے اگر زمین و آسمان مین خدا کے سوا اور بھی خدا ہوتے تو یہ دونون
تباہ ہو جاتے اب اس دلیل کو ملاحظہ کیجیے کہ بیان سابق کیطرح اس سے بھی ہر عام و خاص
اپنی تسلی کر سکتا ہی عوام کے ذہن مین یہ امر راسخ ہی کہ ایک ملک یا ایک شہر مین دو بادشاہ
نہین رہ سکتے اسیوجہ سے یہ مقولہ مشہور ہی کہ دہ درویش در گلیمی بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند
اس نظر سے عوام کی اس آیت سے پوری تسلی ہو جاتی ہی اور سمجھ لیتے ہین کہ بیشک ایک ہی خدا ہے
اور خواص جو ماہر علوم ہین وہ یہان سے وہ دلیل قطعی توحید کی نکالتے ہین جسے ہمارے علمائے
متکلمین اور مفسرین نے بیان کی ہی جو صاحب لیاقت ہین وہ تفسیر کبیر مین آیت مذکور کی
تفسیر ملاحظہ کرین اس رسالہ مین اوسکے بیان کا موقع نہین ہی - اسی طرح جابجا قرآن مجید مین

نہایت کثرت کے ساتھ نئے نئے طرز سے خدا کی ذات وصفات کو بیان اور ثابت کیا ہی
کہ کسی کتاب آسمانی مین اونکا نشان نہین ملتا - پھر یہ اوس علام الغیوب کی طرف سے
الہام نہین تو کیا ہی کیا ممکن ہی کہ ایک امی شخص اوس قوم مین رہنے والا جنمین سیکڑون
برس سے بت پرستی رائج تھی خدا کی ایسی تنزیہ اور توصیف کرے عرب کے سوا نصارے جو
اوسوقت تھے وہ بھی اون بت پرستون سے کچھ کم نہ تھے اگر وہ لات ومنات کو خدا جانتے
تھے تو یہ مسیح و مریم یا روح القدس کو اسیطرح مانتے تھے اور میرے کہنے کی حاجت نہین اسوقت
فرقۂ پروٹسٹنٹ صاف صاف اوس وقت کے عیسائیون کو بت پرست کہتے ہین پھر جب
ایسے لوگون مین رہکر ایک ان پڑھا شخص خدا کے ایسے اوصاف اور اس طرز پر بیان کرے
جیسے قرآن مجید مین بیان کیے گئے تو بیشک وہ خدا کا سچا رسول ہی - دوم علم احکام یعنے
وہ امور جو تہذیب نفس اور تدبیر منزل اور سیاست مدن مین نافع ہین - قرآن مجید نے وہ
اخلاق پسندیدہ اور احکام نافعہ تعلیم فرمائے ہین جنمین بنظر انصاف غور کرنے سے یقین ہوجاتا
ہی کہ بلاشبہہ خدا کی کامل اور آخری شریعت یہی ہی جس کسیکو اسکی تفصیل دیکھنا منظور ہو وہ
رسالہ پیغام محمدی ملاحظہ کرے مینے اوسمین تعلیم محمدی کا تعلیم موسوی اور عیسوی سے مقابلہ
کرکے یہ بات بخوبی ثابت کردی ہی کہ شریعت محمدیہ خدا کی کامل شریعت ہی ممکن نہین کہ
بے تائید ربانی اوس تاریکی اور ظلمت کے زمانے مین عرب کے ریگستان مین ایک بے پڑھا
شخص ایسی تعلیم کرے جس سے پہلی شریعتون کی پوری تکمیل ہوجاے - سوم علم مناظرہ قرآن مجید
مین زیادہ تر چار فرقون سے بحث کی ہی یہود اور نصارے اور مشرکین اور منافقین
کسی مقام پر تو انکے عقائد باطلہ کو نقل کرکے اونکی برائی بیان کی ہی اور کسی مقام پر اونکے
شبہات ذکر کرکے اونکا جواب دیا ہی مگر طرز استدلال اسوقت کے منطقیون کا سا نہین ہے

بلکہ وہی نادر طرز ہے جسکا اوپر ذکر کیا گیا کہ عوام و خواص دونون کے لیے کافی ہو مثلاً
مشرکین عرب قیامت کے منکر تھے اور کہتے تھے کیا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیان ہو گئے
تو کیا پھر اوٹھائے جائینگے (صٰفّٰت آیت ۱۶) کبھی اسطرح کہتے تھے کہ جب ہڈیان بوسیدہ
اور کھوکری ہو گئین تو اونھین کون زندہ کریگا (یٰسین آیت ۷۸) اسکے جواب مین کہین اسطرح
ارشاد ہوتا ہے کہ کہدے اون ہڈیون کو وہ زندہ کریگا جسنے پہلے مرتبہ اونھین بنایا ہے
اور کہین اسطرح ارشاد ہوا یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ الخ
اے لوگو اگر تمکو جی اوٹھنے مین کچھ شک ہی تو (غور کرو) کہ ہمنے تمکو بنایا مٹی سے (یعنے تمھارے
باپ آدم کی پیدایش مٹی سے کی) پھر ایک قطرہ منی سے پھر ایک خون کی پھٹکی سے پھر
نقشہ بنی اور بے نقشہ بنی بوٹی سے یہ بیان کرنا ہمارا اس غرض سے ہی کہ تمھین واضح کر کے
بیان کر دین الخ (حج آیت ۴) یعنی جب ہمنے تمکو ایسی ادنی چیز سے پیدا کر دیا اور تمھاری
اصل مین اتنے تغیر ہوے کہ پہلے تو صرف مٹی ہی تھی پھر مٹی سے کھانیکی اشیا پیدا ہوئین اور
اونھین کھا کر انسان کے منی پیدا ہوئی اور جب وہ منی عورت کے رحم مین گئی تو خون کی
پھٹک بنی پھر اوس پھٹک سے بوٹی بنگئی پھر اوسمین نقشہ بنا پھر ایک مدت معین کے بعد
بچہ پیدا ہوا جسنے یہ سب کچھ کر دیا اوسے قیامت کو پھر اوٹھانا کیا دشوار ہی پھر اسکے بعد دوسری
دلیل قیامت کی بیان ہوتی ہی وَتَرَی الْاَرْضَ ھَامِدَۃً الخ (حج آیت ۵) تو دیکھتا ہے
زمین کو سوکھی ہوئی پھر جہان ہمنے اوسپر پانی برسایا تو تر و تازہ ہو گئی اور ابھری اور قسم قسم
کی رونق دار چیزین اوسنے اوگائین یہ سب اسلیے کہ اللہ ہی کی ذات سچی ہی اور وہی مردے
جلاتا ہی اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے یعنی ہر سال قیامت کا نمونہ خدا تعالے تمھین دکھاتا ہی کہ زمین
کیسی سوکھی ہوئی مردہ پڑی ہوئی ہی اور جس وقت بارش ہوئی تو کیسی سر سبز اور شاداب ہو جاتی

ہی اور انواع انواع کی بوٹیان اور اقسام اقسام کی گھاس جو دھوپ کی وجہ سے جلکر خاک سیاہ ہوگئی تھین اور بہت سے جانور جو مرکر مٹی مین ملگئے تھے یکبارگی کیسے زندہ ہوجاتے ہین پھر اگر خدا تعالے انسان کو بھی اسیطرح قیامت کے دن بعد خاک مین ملجانے کے زندہ کردے تو کیا بعید ہے آپ ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ اس بیان سے اون منکرین کے شبہات کا کیسا قلع اور قمع ہوگیا پھر ان دلائل کے علاوہ اوسکی حالت اور کیفیت کو ایسی ہولناک تعبیرون سے بیان کیا ہے کہ خدا ترس کا دل اوسے دیکھکر پانی پانی ہوتا ہی پھر اب کوئی صاحب بیان تو کرین کہ کس کتاب مین قیامت کے وجود کو اسطرح ثابت کیا ہی اور اوسکی کیفیت کو اس خوبی سے دکھایا ہی توریت مین تو قیامت کا نام و نشان بھی نہین ہی اور دوسرے صحیفون مین کہین کہین اشارہ اور کنایہ بیان کیا ہی انجیل مین بہ نسبت صحف سابقہ کے کسیقدر زیادہ ذکر ہے مگر اوسکے وجود کے دلائل کا تو کسی مقام پر پتہ بھی نہین ہی باوجودیکہ یہود کا ایک فرقہ صادوقی قیامت کا منکر تھا اونکے لیے قیامت کو ثابت کرنا ضرور تھا مگر نہین کیا غرضکہ اس بیان سے تمام کتب سابقہ خالی تھین اور اہل عرب بھی اسکے منکر تھے تو اب فرمایئے کہ یہ باتین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والثنا کے دل مین کہان سے بسین یہ الہام ربّانی نہین ہی تو کیا ہی۔

چہارم علم تذکیر یعنے وعظ و نصیحت اسکو تین طور پر قرآن مجید مین بیان کیا ہے اوّل خدا تعالے کی نعمتون اور اوسکے احسانات اور انعامات بیان کرکے انسان کو اوسکے خالق اور منعم حقیقی کیطرف متوجہ کیا ہی دوسرے ہولناک واقعات اور خوش آیند حالات سے خدا کی عظمت و شان اور اوسکے قہر و رحم کی صورت کو گویا سامنے کر دکھایا ہے قرآن مجید مین کوئی واقعہ اور کوئی حادثہ قصہ کے طور سے بیان نہین کیا گیا بلکہ محض خدا کا رحم اور قہر کا نمونہ دکھانے کے لیے اسیواسطے جہان کوئی واقعہ بیان کیا ہے وہان باربار خدا کی عظمت و شان کیطرف

اشارہ ہوتا جاتا ہی اگر کوئی دردناک واقعہ ہی تو مکرر خدا کے غضب کیطرف تنبیہ ہوتی ہی اور
اگر کیسی عمدہ حالت کا ذکر ہے تو تھوڑی دور پر خدا کی رحمت اور عنایت کی وسعت
بیان ہو رہی ہی غرضکہ کوئی قصہ قرآن مین اسطرح مذکور نہین کہ اسکے پڑھنے والے کو خدا کی
رحمت یا غضب کا خیال نہ دلایا گیا ہو بخلاف بیبل کے کہ اوسمین جہان قصے مذکور ہین وہان
سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس سے مقصود صرف ایک واقعہ کا بیان ہی جیسے قصے کی کتابون
مین ہوا کرتا ہے تیسرے دنیا کی بے ثباتی اور موت کا اور اوسکے مابعد کے حالات کا ذکر کرکے
انسان کو آخرت کیطرف متوجہ کیا ہے یہ سب امور اس خوش اسلوبی اور تفصیل سے بیان
کیے گئے ہین کہ توریت و انجیل مین ہرگز نہین ہین ہر ایک بیان مین ہمارے علما نے علحدہ
علحدہ تفسیرین لکھی ہین پھر اس قسم کی باتین کوئی بے پڑھا شخص بغیر تائید خدا کیونکر بیان
کر سکتا ہی خدا کے لیے ذرا تو انصاف کرو یہی وجہ ہے کہ بہت سے عیسائی بھی تعلیم محمدی کی
بہت کچھ تعریف کرتے ہین مین چند شواہد بیان نقل کرتا ہون۔

پہلا شاہد۔ لندن کے کوارٹرلی ریویو نمبر ۲۵۴ بابت ماہ اکتوبر ۱۸۶۹ء مین ایک
آرٹکل جو اسلام کے نام سے معنون ہی قابل دیکھنے کے ہی ہین اوسکے چند فقرے یہان نقل
کرتا ہون۔ ادھر توگیٹا اور کارلیل اور اوس طرف جماعت محققین جدید مثل اسپرنگر اور
اماری۔ اور نولڈیک اور میور اور دوزی نے تمام جہان پر یہ بات ثابت کی ہے
کہ اسلام ایک زندگی بخشنے والی چیز ہے ہزارون فائدہ مند جوہرون سے بھرا ہوا ہی اور یہ
کہ محمدؐ (کی سیرت کی نسبت جو کچھ رائے ہو مگر اونھون) نے مروت کی سنہری کتاب مین
اپنے لیے جگہ حاصل کی (جلد ۱۲۷ صفحہ ۲۹) یہ منصف مزاج اسی آرٹکل مین دوسرے مقام
پر لکھتا ہی کہ۔ ہماری رائے مین مرگی سے کوئی شخص کبھی اپنے آپ کو نبی نہین تصور کر لیتا

اور نہ مشرق کے لوگون مین ایسا کبھی ہوا اور نہ کبھی مرگی کیوجہ سے دل کی ہلانے والی باتین اور عمدہ نقش و نگار مرگی والے کے دل پر القا ہوے اتھے - اہل انصاف ملاحظہ کرین کہ ہمارے اس گواہ نے کیسے بلیغ جملون مین اسلام کی تعریف کی ہی جس سے کمال خوبی تعلیم محمدی کی ثابت ہوتی ہی اور پھر فقط اتنا ہی نہین کیا کہ اسلام کی کمال عمدگی پر گواہی دی ہو بلکہ آٹھ گواہون کا نام اور بھی بتایا جنھون نے ہمارے دعوے کی تصدیق کی ہے باوجودیکہ اونکو اسلام سے کچھ تعلق نہین ہے -

دوسرا شاہد - چمبرس انسائیکلوپیڈیا کی جلد ۶ مین ہی - اسلام کا وہ حصہ بھی جس سے اوسکے بانی کی رای کا انکشاف ہوتا ہی نہایت کامل اور غایت درجہ مین موثر ہے یعنی قران کے نصائح کسی ایک دو یا تین سورتون مین مجتمع نہین ہین بلکہ اسلام کی عالیشان عمارت مین سلسلۃ الذہب کے مانند مخلوط اور ممزوج ہین - ناانصافی - جھوٹ - غرور - کینہ کشی - تہمت - تمسخر - عداوت - فضول خرچی - طمع - حرامکاری - خیانت - اور نفاق کی سخت ملامت کی گئی ہی اور اونکو قبیح اور بیدینی بتلایا ہی اور بمقابلہ اونکے خیراندیشی - فیض رسانی - عفت - بردباری - صبر و تحمل - کفایت شعاری - راستبازی - عالی ہمتی - حیا - صلح پسندی - حق دوستی - اور ان سب پر بالا توکل بر خدا اور اتقیا و امر الٰہی کو عماد پرہیزگاری حقہ اور مومن صادق کی اصلی نشانی قرار دی ہی -

تیسرا شاہد - گاڈفری ہیگنس اپنی کتاب اپالوجی مین لکھتے ہین - دفعہ ۴۶ - جب بہت سے طول طویل اور عسیر الفہم عیسائی مذہبون پر خیال کیا جاتا ہی تو شاید ایک حکیم دین اسلام کی خوبی اور سادگی اور سریع الفہم ہونے اور بے تکلفی پر آہ کر کے پچتاوے کہ میرا مذہب ایسا کیون نہوا انتھے - اور دفعہ ۵۳ مین یہ لکھا ہے عیسائی مذہب مین اخلاق کا کوئی مسئلہ ایسا

نہین ہی کہ مسلمانون کی تعلیم مین نہ پایا جاتا ہو الخ۔

دفعہ ۲۲۶- مجھکو کوئی تعصب یا مذہب ایسا یاد نہین جو سخت خرافات یا نہایت پیچ
خواہ دونون سے پرہو مگر کل مذاہب مقررہ سے جنکا بیان مینے پڑھا ہی محمدؐ کا مذہب نہایت
سادہ اور حکیمانہ ہی اور اپنی اصلی پاکیزگی مین مشکلات کم رکھتا ہی اس عقیدہ سے زیادہ
سادہ اور کیا ہو سکتا ہی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی معبود برحق خدا ہی اور محمد اوسکے
رسول اور اوسکی راہ کے بتانے والے ہین انتہی (حمایت الاسلام ترجمۂ اپالوجی صفحہ ۱۱۳)
چوتھا شاہد۔ گبن صاحب مستند و مشہور مؤرخ انگلستان اپنی تاریخ مین لکھتا ہی
محمدؐ کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک ہی مکہ کے پیغمبر نے بتون کی انسانون کی ستارون
اور سیارون کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا کہ جو شی طلوع ہوتی ہی غروب ہو جاتی ہی
اور جو حادث ہی وہ فانی ہوتی ہی اور جو قابل زوال ہی وہ معدوم ہو جاتی ہی اوسنے اپنی
سرگرمی سے کائنات کے بانی کو ایک ایسا وجود تسلیم کیا ہے جسکی نہ ابتدا ہی نہ انتہا نہ کسی
شکل مین محدود نہ کسی مکان مین اور نہ کوئی اوسکا ثانی موجود ہی جس سے اوسکو تشبیہ دیسکین
وہ ہمارے نہایت خفیہ ارادون سے آگاہ رہتا ہی بغیر کسی اسباب کے موجود ہی اخلاق اور
عقل کا کمال جو اوسکو حاصل ہی وہ اوسکو اپنی ذات سے حاصل ہی ان بڑے بڑے
حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا اور اوسکے پیرون نے انکو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا اور
قرآن کے مفسرون نے معقولات کے ذریعے سے بہت درستی کے ساتھ انکی تصریح اور تشریح
کی ایک حکیم جو خدا تعالے کے وجود اور اوسکی صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانون کے عقیدۂ
مذکورۂ بالا کی نسبت یہ کہہ سکتا ہی کہ وہ ایسا عقیدہ ہی جو ہمارے موجودہ ادراک اور قوائے
عقلی سے بہت بڑھ کر ہے اسلیے کہ جب ہمنے اوس نا معلوم چیز کو زمان اور حرکت اور مادہ

اور حس اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو ہمارے خیال کرنے اور سمجھنے کے لیے کیا چیز
باقی رہی وہ اصل اول جسکی بنا عقل اور وحی پر ہے محمد صلعم کی شہادت سے استحکام کو پہونچی
چنانچہ اوسکے معتقد ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہین اور بتون
کو ممنوع سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا یا گیا ہے انتہے۔
اب مین انھین چار گواہون پر کفایت کرتا ہون طالبین حق غور فرمائین کہ یہ لوگ جو
مذہب عیسائی رکھتے ہین اور مذہب اسلام سے انھین کچھہ تعلق نہین نہ انھین اس تعریف
سے کچھہ مال و دولت ملسکتی ہے نہ کوئی جاہ و منصب انھین حاصل ہوسکتا ہی بلکہ کسی طرح
کا لوث انمین نہین ہی اگر کچھہ ہوگا تو یہی خیال ہوگا کہ ہماری قوم کے لوگ ہماری اس
منصفانہ راے پر ہمین برا بھلا کہینگے اور ہر طرف سے سب و شتم کے آوازے بلند ہونگے۔
باینہمہ یہ تعریف کر رہے ہین پھر بھلا بغیر اس بات کے کہ تعلیم محمدی مین واقعی کمال مرتبہ
کی خوبی ہو یہ لوگ باوجود مخالف مذہب ہونیکے کیونکر اس پرلے درجے کی تعریف کرتے
انکو تو اگر کچھہ بھی برائی کا موقع ملتا تو ہرگز ایسا نہ لکھتے مگر تعلیم محمدی کی خوبیون نے ایسا
مجبور کر دیا کہ گو خلاف مذہب تھے مگر بنظر انصاف تعریف کرنی پڑی البتہ اتنی بات ہے
کہ یہ لوگ معاند نہین ہین پادری صاحب کیطرح کہ زبردستی حق بات کو چھپاوین اور
کھلی کھلی ہٹ دھرمی کیے جاوین۔ مگر افسوس ہی کہ پادری عماد الدین صاحب کی
آنکھون پر تعصب اور عناد اور طمع دنیاوی کا ایسا پردہ پڑا ہی کہ ان باتون پر اصلا نظر
نہین کرتے اور محض حق پوشی کے لیے اس طرح لکھتے ہین۔
تقلیع ۱۴ صفحہ ۱۸۔ میری تمیز اسکو قبول نہین کرتی کہ اس درجہ عرب مین تاریکی
تھی جیسی منشی صاحب بتاتے ہین ہمین اوس عہد کے شاعرون کے حالات خوب معلوم ہین

عرب دنیا کے معاملات مین محض بیوقوف تھے اور مین یہ بھی قبول نہین کر سکتا کہ محمد صاحب اسقدر استفادہ سے محروم تھے کچھہ نہ کچھہ استفادہ احباب کی صحبت اور روزمرہ کے واقعات اور معاملات سے ضرور اونھون نے کیا البتہ اگر کوئی جاہل ایسا ہوجاے جیسے حواری ہوگئے تھے توضرور قیاس چاہتا ہی کہ اسنے خداسے سیکھا ہے۔

جواب۔ ناظرین ملاحظہ کرین کہ مولوی صاحب کی کیا تقریر تھی اور کیا جواب اوسکا ملا۔ مولوی صاحب نے یہ کب دعوی کیا ہے کہ عرب دنیا کے معاملات مین محض بیوقوف تھے مولوی صاحب تو اونھین علوم دینیہ خصوصًا علوم الٰہیہ سے جاہل بتاتے ہین اوس سے پادریصاحب انکار نہین کرتے پس قضیہ طی ہے کہ عرب امور دینیہ اور حقائق ربانیہ سے بالکل ناواقف تھے اور آنحضرت ؐ نے امور دینیہ اور معارف ربانیہ ایسے بیان کیے کہ کسی نے نہ کیے تھے اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ وہ مضامین وحی الٰہی تھے کیونکہ امی شخص ایسی جاہل قوم مین رہنے والا گو کیسا ہی تجربہ اوسے ہوا ہو اور یار و اغیار سے اوسے صحبت رہی ہو ہرگز ایسی تعلیم نہین کر سکتا جسکا ذکر اوپر کیا گیا۔ مگر پادری صاحب کی یہ بات تو شاید ہنسی کی ہی کہ اگر کوئی جاہل ایسا ہوجاے جیسے حواری ہوگئے تھے توضرور قیاس چاہتا ہی کہ اوسنے خداسے سیکھا (دیکھو صفحہ ۸۳ تقلیع)۔

آی جناب حواری جیسے ہوگئے تھے وہ حضرت مسیح کے قول سے ظاہر ہے ملاحظہ کیجیے۔ مرقس کے باب ۱۶ ورس ۱۴ مین ہی آخر وہ اون گیارہون کو جب وہ کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا اور اونکی بے ایمانی اور سخت دلی پر ملالت کی الخ۔ اور حضرت پطرس جو اعظم الحواریین ہین اونکی نسبت حضرت مسیح فرماتے ہین کہ ای شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر کا باعث ہی کیونکہ تو خدا کی باتون کا نہین الخ (متی ۱۶/۲۳) اب جنکو حضرت مسیح نے آخر وقت

تک بے ایمان اور شیطان کہا اور یہ بھی صاف فرمایا کہ تو خدا کی بات کا نہین پھر کیا پادریصاحب
کے نزدیک خدا کے تعلیم یافتہ ایسے ہی ہوا کرتے ہین ذرا سوچ سمجھکے جواب دیجیے علاوہ اسکے
وہ تعلیم تو دکھائیے جس سے اونکا تعلیم یافتہ خدا ہونا ثابت ہو وہ کونسی تعلیم ہے اور کہان ہے
اگر اناجیل مروجہ حواریون کی لکھی ہوئی تسلیم کیجائین تو بھی حواریون نے کیا کیا صرف حضرت
مسیح سے سنکر اور کچھ کتب سابقہ وغیرہ سے لیکر لکھدیا پھر اومین بھی بیسیون غلطیان اور
اختلافات موجود ہین جنکی اصلاح آجتک کسی سے نہوسکی اسیوجہ سے علمائے مسیحیہ کو ماننا پڑا
کہ انجیلین الہام سے نہین لکھی گیئین خود پادریصاحب کو بھی مجبور ہوکر نسب نامہ مندرجہ انجیل
کو غیر الہامی کہنا پڑا چنانچہ ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۷۷ مین لکھتے ہین یہ کچھ
الہامی بات نہین ہی خاندانی نسب نامون مین سے اور کچھ بائبل مین سے لیکر نام لکھے گئے۔
باوجودیکہ تاریخ محمدی مطبوعہ لاہور ۱۸۸۱ء کے صفحہ ۲۹ و ۳۰ مین بڑے زور شور سے لکھ چکے تھے
کہ نسب نامہ مسیح الہام سے لکھا گیا ہے اب پادریصاحب فرمائین کہ اسکی کیا وجہ ہی کہ اونہین
اپنے قول کو خود غلط کرنا پڑا بجز اسکے اور کوئی وجہ نہین ہی کہ جب اغلاط کی تصحیح نہوسکی تو مجبور
ہوکر لکھنا پڑا کہ الہام سے نہین لکھا گیا۔

اب فرمائیے کہ انھین باتون پر آپ کا قیاس چاہتا ہی کہ حواریون نے خدا سے سیکھا ہی اور
یہ جو پادریصاحب کہتے ہین کہ آنحضرت نے کچھ نہ کچھ استفادہ احباب کی صحبت اور روزمرہ کے
معاملات سے ضرور کیا تو مین اونسے دریافت کرتا ہون کہ وہ احباب کون تھے وہی عرب کے
مشرکین اور تثلیث پرست اور اوس ریگستان کے گنوار دہقانی پھر اونکی صحبت سے وہ تعلیمات
افضل کی جنکا ذکر اوپر کیا گیا کیا کوئی منصف رسالہ پیغام محمدی دیکھکر اسکا منکر ہوسکتا ہے کہ
تعلیم محمدی نے شریعت موسوی اور عیسوی کی پوری تکمیل کردی پھر کیا یہ شریعتین پادریصاحب

کے نزدیک ایسے ناقص اور مبتذل نہین کہ آنحضرت نے مشرکین عرب کی صرف صحبت سے وہ تعلیم حاصل کی کہ بدرجہا شریعت عیسوی اور موسوی سے فائق ہوگئی اور اوسے کامل کردیا ذرا کچھ تو سوچو کہین تو سیدھی بات کہا کرو یا ہر جگہ بے تکی سوجھتی ہی اللہ تمھین ہدایت کرے -

تعلیق ۱۵ صفحہ ٦٠ - امر مذکور یعنی تعلیم محمدی بلاشک خدا کیطرف سے تھی اوس زمانے کے حالات اور واقعات پر نظر کرنے سے یقینی معلوم ہوتا ہی کیونکہ ایسے عالی مرتبہ اور بلند درجہ کے علوم ربانی اور دقائق توحید اور حقائق تجید و آداب حسنہ و مکارم اخلاق و ضوابط ملت و حِکَم نافعہ و مصالح ضروریہ جسمین عرب کی قوم اجنبی اور جاہل تھی اونکے حاصل کرنے مین بڑی ریاضتین اور دور دراز مدتین چاہیین اور چونکہ شخص واحد مین کمالات علمیہ اور عملیہ جیسے قرآن مین مجموع ہین جمع ہونا مستبعد ہین تو ضرور ہے کہ مختلف عالمون اور متعدد فاضلون اور حکیمون اور فیلسوفون سے حاصل کیا ہوگا اور برسون تک مشاہد خلق اور مجامع ناس مین تحصیل علوم و تحقیق معارف کے لیے آمد و رفت اور تردد عظیم ہوا ہوگا اور اکثر آدمیون نے اس امر پر اطلاع پائی ہوگی اور تمام قوم اور دور و نزدیک کے شہرون اور یگانون اور بیگانون مین اس امر کا شہرہ عظیم ہوگیا ہوگا - یا اگر ایک ہی شخص سے تحصیل کی ہوگی تو وہ خود بھی تمام کمالات کا جامع ہوگا اور اکثر لوگون مین اسکی عظمت اور شہرت ہوگی یہان تک کہ بچے اور عورتین بھی ایسے شخص کو جانتے ہونگے اور اسکے شاگرد بھی ضرور بتعداد کثیر ہونگے اور لازم ہی کہ اس تحصیل و تدبیر مین بہت سے لوگ آنحضرت صلعم کے شریک اور جلیس بھی ہونگے مگر آنحضرت کی نسبت انمین سے ایک بات بھی ثابت نہین ہی اور کسی قریش یا اور کسی اوس ملک یا غیر ملک کے دشمن نے کبھی ایسا طعن نہین کیا کہ تمنے ہمین مین رہکر فلان فلان شخص سے علوم حاصل کیے اور اب ہمین سے کہتے ہو کہ مینے لکھا پڑھا نہین یہ سب کچھ مجھے وحی سے معلوم ہوگیا

اور ضرور تھا کہ جب محمدؐ رسول خدا اپنے دشمنون کے مقابلہ مین منکرون کے رد مین باواز بلند سبکے سامنے اپنی امیت ظاہر کرتے اور عدم تعلم بیان کرتے تھے بلکہ اسکو اپنے مکاشفات اور وحی کی دلیل حقیت گردانتے تھے چنانچہ سورہ عنکبوت مین فرمایا وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ پس اگر یہ امر واقعی نہوتا تو سبکے سب انکے بطلان و تکذیب مین مستعد ہوجاتے اور تحصیل اور تعلم کے پتے بتاتے کیونکہ آنحضرتؐ کی تکذیب مین وہ لوگ ہر طرح سے کوشش اور سعی کرتے تھے اور ہمیشہ جھوٹی طعن اور تشنیع کیا کرتے تھے۔ اور جبکہ کبھی ایسا نہین ہوا (اور ایسا الزام انکی طرف سے منقول اور مسموع نہین ہوا اگر ایسا ہوتا تو البتہ دشمنان دین ضرور اسکو بکثرت رائج اور مشہور کرتے اور ابتک یہ بات مشہور چلی آتی) پس ثابت ہوا کہ کبھی قبل نبوت آنحضرتؐ نے ایسے امور مین اشتغال اور ایسے علوم کا استحصال نہین کیا انتہے۔

اسکے جواب مین پادریصاحب جو کچھ فرماتے ہین اوسکا محصل اس قدر ہے کہ حضرت کا امی ہونا مسلم ہی مگر جیسے وہ ان پڑھے تھے ویسی ہی اونکی تعلیم ہے کہین تناقض ہی کہین ناواقفی ہے کہین اوسیوقت کے دستورات ہین کوئی خوبی اوسمین نہین ہی (دیکھو تقلیعات کا صفحہ ۰۵)

جواب پادریصاحب کی اس ہٹ دھرمی کا کیا جواب دیا جاے جو کوئی آفتاب نیمروز کو تاریک بتائے اور چودھوین رات کے چاند کو ظلمت کدہ ٹھہرائے اوس سے کیا کہا جاوے بجز اسکے ؎ نور گیتی فروز چشمۂ ہور * زشت باشد بچشم موشک کور * مگر اس سے کوئی عیب اوسکی درخشانی مین نہین آسکتا ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ * اب اہل انصاف کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ رسالۂ پیغام محمدی اور آئینۂ اسلام کو ملاخطہ کرین اوسوقت تعلیم محمدی کی خوبی کا حال معلوم ہوجائیگا اور جو کچھ مین ابھی لکھہ چکا ہون اوسپر بھی نظر

رکھنا چاہیے اور علماے مسیحیہ کی شہادتون کے سامنے جو اوپر منقول ہوئین پادری
عماد الدین کی بُرائی کرنا (جو اسی برائی کی روٹی کھاتے ہین اسکی بدولت سیکڑون
روپیہ پاتے ہین اپنے ہم مشربون مین توقیر ہوتی ہی ڈگریان ملتی ہین) کیونکر اہل انصاف کے
نزدیک لائق سماعت ہوسکتی ہے۔ اگر کوئی صاحب بطور خود تعلیم محمدیؐ کی خوبی دریافت
نکرسکین اور رسائل مذکورہ بھی ملاحظہ نکرین تو صرف اون شہادتون کی وجہ سے جو مخالفین
نے تعلیم محمدی کی عمدگی کی نسبت دی ہین پادریصاحب کو خلاف گو یا سخت معاند کہینگے
کیونکہ وہ بغیر ضمانہ محض اظہار حق کے لیے گواہی دیتے ہین اور پادری صاحب اپنے جاہ و
منصب کی ترقی کے لیے یہ تحریرین کرتے ہین ایسا نکرتے تو بقدر تنخواہ اور ڈی ڈی کا خطاب
کس طرح ملتا اور تعلیم محمدی مین جو تناقض اور ناواقفی بتا رہے ہین وہ محض اونکی بے علمی اور
تعصب کا باعث ہی اگر مقابلے مین اوسنے دریافت کیا جائیگا تو ایک تناقض بھی ثابت
نکرسکینگے اور ہدایت المسلمین مین جو کچھہ اونھون نے لکھکر اپنی ناواقفی کو طشت از بام کیاہی
اوسکا کافی جواب مولوی سید محمد صاحب نے تنزیہ الفرقان مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ
۱۲۹۶ ہجری مین دیا ہے جسکے جواب الجواب مین پادری صاحب سے کچھہ نہین ہوسکا مگر
یہ اونکی دیانت کہیے یا تلبیس کہ پھر دوسرے مرتبہ اونھین اعتراضون کو لکھدیا ہی اور اکثر مقام
پر جواب الجواب مین ایک حرف بھی نہین لکھہ سکے تناقض اور اختلاف اسے کہتے ہین جیسے
ہمنے اناجیل مین دکھلادیے ہین جنکے جواب مین آپکو کسی مقام پر تو سہو کاتب ماننا پڑا ہے
اور کہین پر غیر الہامی کہنا پڑا ہے۔

مخفی نرہے کہ جس طرح پادری صاحب تعلیم محمدی کی نسبت باربار یہ کہتے ہین کہ کوئی
خوبی اوسمین نہین ہی بلکہ جس طرح بے علم کی تعلیم ہوتی ہی ویسی ہی اسی طرح تعلیم عیسوی

کی نسبت یہود و دیگر منکرین مسیح بھی کہتے ہین اور کثرت سے اس قسم کی کتابین موجود ہین مین چند کتابون اور مولفون کے نام لکھتا ہون۔

(۱) ڈاکٹر اسٹراس (۲) رے نن (۳) اسپای نوزا (۴) ڈیوٹ (۵) تھیوڈو پارکر (۶) بشپ کالنزو (۷) ڈاکٹر ہوم (۸) کمٹی اگسٹی (۹) نیومن (۱۰) ڈاکٹر نیانڈر (۱۱) ڈاکٹر اولسن (۱۲) مردیت وغیرہم۔ انکی کتابون کو پادری صاحب پڑھو اگر نہ دیکھین اوسوقت اونکی آنکھین کھلینگی مگر سچ ہی کہ ڈیڑھ سو روپے ماہوار کو دیکھین یا ان کتابون کو مردیت جسکا نام مینے اخیر مین لکھا ہی ایک عیسائی عالم تھا بیس برس تک وہ عیسائی مذہب کا واعظ رہا اور اس مذہب کی خوب تحقیق کرتا رہا بعد تحقیق تمام وہ اس مذہب سے دست بردار ہوا اوسنے ایک کتاب لکھی ہی جسمین انجیل کے ہر ایک مسئلہ پر متعدد اعتراض کیے ہین اور یہ بات کہتا ہے کہ انجیل کی تمام تعلیم بت پرستون کی کتاب سے لیگئی ہی پھر اوسنے یہ بھی دکھایا ہے کہ اس اس مقام پر لینے مین غلطی ہوئی ہے بت پرستونکی فلانی کتاب مین یہ تھا اور مولفین اناجیل نے غلطی سے یہ نقل کیا اسیوجہ سے اسپر یہ اعتراض ہوتا ہی جسکا جی چاہے اوس کتاب کو ملاحظہ کرلے ۱۸۶۴ء لندن مین یہ کتاب طبع ہوئی ہے۔ اور یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ انجیل مین کوئی عمدہ مضمون ایسا نہین ہی جو کتب سابقہ مین نہو اور جو کچھ اوسمین احکام ہین اونکی حسن و خوبی کا حال کتب مذکورہ سے معلوم ہو سکتا ہی پادری صاحب سے کوئی یہ دریافت کرے کہ انجیل مین کیا عمدگی ہی ذرا اوسے تو بیان کیجیے یون دعوی کرنے کو تو ہر مذہب والا اپنے مذہب کی تعلیم کو سب سے عمدہ یقین کرتا ہی مگر عمدہ وہی ہی جو اہل انصاف کے نزدیک عند التحقیق عمدہ ثابت ہو چنانچہ تعلیم محمدی کہ علاوہ اور لوگون کے خود عیسائیون کے نزدیک بھی اوسکی کمال عمدگی ثابت ہوگئی ہی اب اگر کوئی متعصب کسی دنیاوی غرض

سے اوسے خراب بتائے تو وہ ہرگز ناقص نہین ہوسکتی۔
واضح ہو کہ مخالفین جب تعلیم محمدی کی عمدگی دیکھکر متحیر ہوے اور یہ خیال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی طور پر تعلیم نہین پائی ہی پھر یہ حیرت انگیز اور دل کی ہلانے والی باتین کیونکر بیان کرتے ہین تو بسبب مخالفت کے سیدھی راہ سے تو محروم رہے (یعنی یقین نکیا کہ بلاشبہہ یہ خدا کی تعلیم ہی) مگر طرح طرح کی اونہین تاویلین اور احتمالات نکالنے لگے اونہین احتمالات اور توہمات کو منشی صاحب صفحہ ٦۴ مین نقل کرکے اوسکا جواب دیتے ہین اور دس باتین محققانہ تحریر کرتے ہین جنسے اونکے توہمات کی بیخ کنی ہوجاتی ہی۔

اوّل یہ کہ اگر حالت سفر مین اہل کتاب سے قرآن کے عمدہ مضامین سیکھتے تو ضرور اسکی شہرت ہوتی اور جو لوگ اہل کتاب کے پاس آتے جاتے اکثر اوقات دیکھتے وہ ضرور اسکا اظہار کرتے بلکہ جب آنحضرتؐ نے ایسا دعوی کیا تھا تو وہ اہل کتاب خود آکر الزام دیتے مگر ان باتون کا کہین پتہ اور نشان نہین ہی پادریصاحب اسکا جواب صفحہ ٦ و ٧ و ٨ مین اسطرح دیتے ہین

قولہ ہمین یقین ہی کہ حضرت نے ضرور کتب اہل کتاب سے اخذ کیا اور عرب مین اسکا ایسا سخت چرچا ہوا کہ محمد صاحب کو اسکا جواب دینا پڑا مگر وہ جواب بھی ناقص تھا سورہ نحل مین ہی (ولقد نعلم انهم يقولون الآیہ) ترجمہ ہمکو معلوم ہی کہ لوگ کہتے ہین کہ محمد کو سکھاتا ہی کوئی آدمی جس آدمی کو وہ سکھانے والا خیال کرتے ہین اوس آدمی کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن تو صاف فصیح عربی زبان ہی پس اوس عجمی نے یہ فصیح عربی کیونکر سکھائی انتہے۔

مین یہ کہتا ہون کہ جس آیت سے پادریصاحب سند لائے ہین اوسمین تو معاندین کی صرف بدگمانی کا ذکر ہے اوس سے یہ ثابت کرنا کہ آنحضرتؐ نے اہل کتاب سے اخذ کیا سخت جہالت ہی یعنی معاندین جب آپکی تعلیمات اور فصاحت کلام دیکھکر متحیر ہوے اور اپنے دل مین

خیال کیا کہ یہ شخص ہمارا بھائی ہماری قوم کا ایسی تعجب انگیز تعلیم اس معجز بیانی کے ساتھ
کیونکر بیان کر سکتا ہی ضرور کوئی شخص انکا معین ہی اب وہ شخص عرب مین ہی تو ہو نہین سکتا
کیونکہ وہ سب ہماری قوم ہی ہم اونکے حالات اور استعداد سے بخوبی واقف ہین انمین سے
کوئی ایسی تعلیم نہین کر سکتا تو لامحالہ کوئی باہر کا عجمی انکو تعلیم کرتا ہی جو بڑا لائق ہوگا۔
یہ اون معاندین کا محض خیالی پلاو تھا جسکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہی۔ دیکھو حضرت مسیح
جو بھوت پلیت نکالا کرتے تھے منکرین بھی کہتے تھے کہ شیطان یا روح خبیث کے ذریعے سے
نکالتے ہین اسکا کوئی جواب شافی انجیل مین نہین ہی۔ اسیطرح جب حواریون پر روح القدس
اوترا اور وہ مختلف زبانین بولنے لگے تو بعض لوگون نے ٹھٹھے سے کہا کہ نئی مے کے نشے مین
ہین (اعمال ٢ ‏/ ١٣) اب اگر پادری صاحب کے نزدیک مخالفون کی بدگمانی قابل اعتبار
ہی تو اونھین حضرت مسیح اور حواریون کی نسبت جو کچھ مخالفین نے کہا ہی اوسے بھی
ماننا پڑیگا لہذا اونھین چاہیے کہ حضرت مسیح کے معجزات اور حواریون کی رسالت سے ہاتھ
اوٹھائین کیونکہ حضرت مسیح کے کرشمے تو مخالفون کے نزدیک خبیث روح کے ذریعے سے
تھے پھر وہ کب لائق اعتبار ہو سکتے ہین اسی طرح حواریون کی رسالت جو بوجہ نزول روح القدس
پائی جاتی ہی مخالفون کے نزدیک وہ نزول نتھا بلکہ شراب کا نشہ تھا الحاصل اگر مخالفون
کی بدگمانیون کو واقعی ثبوت سمجھا جاے تو کسی مذہب کی حقیت ثابت نہین ہو سکتی اسیوجہ
سے منشی صاحب نے معاندین عرب کی بدگمانیون کا اعتبار نہین کیا بلکہ یہ لکھا ہی کہ ایسے علانیہ
دعوی کے بعد جیسا آنحضرت صلعم نے کیا تھا اون الزامات کا شہرہ اور ثبوت نہین پایا جاتا جنکا
ذکر اوپر ہوا بلکہ شہرت کا تو وجود ہی ثابت نہین ہوتا ہی اگر پادری صاحب مدعی ہین تو
ثابت کرین قرآن سے تو اتنا ہی معلوم ہوتا ہی کہ بعض عرب نے ایسا وہم کیا مگر بعض کے

وہم کرنے سے شہرت کا ثبوت نہین ہو سکتا پھر وہ بعض بھی اپنا مشاہدہ بیان نہین کرتے
محض اٹکل پچو کہتے ہین لہذا اس سے نہ تو الزام کی شہرت ثابت ہوتی ہی اور نہ واقعی ثبوت
ہوتا ہی اسکے بعد منشی صاحب یہ کہتے ہین کہ وہ معلم جس سی آپ سیکھا کرتے تھے وہ ایسے دعوی
کے وقت ضرور الزام دیتا کہ جسسے ہی تو سیکھا ہی ورپھر ہمارے ہی سامنے دعوی کرتے ہو خصوصاً
ایسی حالت مین کہ وہ اہل کتاب مین سی ہو کیونکہ بعض اہل کتاب آنحضرتؐ سے سخت دشمنی
رکھتے تھے وہ ضرور اوسے اشتعال دیتے اور الزام پر آمادہ کرتے مگر اسکا کہین نشان نہین ملتا
اسکا جواب پادری صاحب گول کر گئے کوئی اولٹی سیدھی تقریر نہ چلی پادری صاحب
کی عادت ہی کہ جہان دم مارنے کی بھی گنجایش نہین ملتی وہان چپ چاپ چلے جاتے
ہین کان تک نہین ہلاتے اور پھر جوابدہی کا دعوی کرتے ہین —
اب ناظرین قرآن مجید کے اوس جواب کو بھی سن لین جو اون معاندین کے خیالی بلاؤ
کے دفع کرنے کے لیے دیا ہی جسکو پادری صاحب اپنی نافہمی سے ناقص بتاتے ہین —
وہ یہ ہی کہ بعض معاندین جو اٹکل پچو کسی عجمی کو آنحضرت کا معلم بتاتے ہین تو ہم یہ کہتے ہین
کہ بہت اچھا ہمنے فرض کیا کہ وہ مضامین کسی عجمی سے اخذ کیے مگر یہ عبارت فصیح جسکے مثل لانے
سے تم عاجز ہوا اور متحیر ہوتے ہو کسنے تعلیم کی یہ جواب ایسا ہے جیسے کوئی شخص قصد مسافت
اور اختصار کلام کے لیے مخالف کی بات کو تسلیم کرکے اس طور پر الزام دے کہ اوسکے ذہن
مین جلد آجاے، اور زیادہ فہمایش کی حاجت نہو اگر خدا تعالے اونکے جواب مین یہ کہتا کہ
اونھون نے کوئی مضمون کسی سے نہین سیکھا اور وہ مضامین جو قرآن مین بیان ہوے
ہین ہرگز کسی بشر کی طاقت سے وہ بیان نہین ہو سکتے تو سر گروہ جہلاے عرب اسکو
نہ سمجھتے اور یقین نکرتے اور کہتے کہ ہم کسطرح کہین کہ کوئی شخص ایسی تعلیم نہین کر سکتا ہم کیا

تمام جہان کا حال جانتے ہین اور چونکہ مضامین عالی اونکے خیال مین کبھی آئے بھی نہ تھے
تو چندان اونھین قدر بھی نہ تھی مضامین عالیہ کو عالی سمجھنا نافہم و جاہل کا کام نہین بلکہ
بڑی عالی دماغی کا کام ہی البتہ فصاحت عبارت مین اونکو کمال تھا اور وہ یہ سمجھتے تھے
کہ ہمارے مثل جہان مین کوئی فصیح نہین ہی اسکے دقائق سے وہ خوب واقف تھے اس لیے
اونکے مقابلے مین ضرور تھا کہ اوّل جواب کو چھوڑ کر دوسرا جواب دیا جائے کیونکہ اس سے
وہ بخوبی اپنے دل مین ملزم ہونگے اور کہینگے کہ واقعی اگر مضامین اسنے کسی سے سیکھے تو
عبارت ایسی عجمی کون بول سکتا ہی جسکے مثل لانے سے ہم عاجز ہین حالانکہ ہمارے مثل
جہان مین کوئی فصیح عبارت عربی نہین بول سکتا اسواسطے وہ معاندین اس جواب کو سنکر
بالکل ساکت ہوگئے کچھ جواب اسکا نہ بن پڑا اگر کچھ کسی نے کہا ہو تو پادری صاحب ثابت
کرین پس جب اوس وقت مین کسی نے اعتراض نکیا تو بقول پادری صاحب اسوقت
مین یہ اعتراض قابل سماعت نہین چنانچہ ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۷۷ آ
مین پادری صاحب نے نسب نامہ کی نسبت لکھا ہی اوس زمانے مین کہ جب اونکی بابت بحث
کرنا لازم تھا کچھ اعتراض نہین ہوے ہین بلکہ یہ مقبول ہو چکے ہین تو پھر ہم اسے نقصان
نہین جان سکتے انتہی۔ اور صفحہ ۷۵ آ و ۷۶ آ مین اسی نسب نامہ کی بابت لکھا ہی۔ اوس
عہد مین یہ نسب نامہ اور لوقا والا نسب نامہ بھی مقبول ہوا ہی اسلیے اس عہد کے اعتراض اس
بارہ مین توجہ کے لایق نہین ہین انتہی۔ پس جب انجیل پر اس قسم کے اعتراض لائق توجہ
نہین تو قرآن مجید پر بطریق اولے نہونگے۔ اسکے بعد جو کچھ منشی صاحب نے نہایت معقول
اور مستند نو امور بیان کیے ہین جنسے ہر منصف مزاج کو اس امر مین پوری تسلی ہو جاتی ہی
کہ آنحضرتؐ نے کسی سے سیکھ کر قرآن مجید مین مضامین داخل نہین کیے مگر چونکہ یہ امر نہایت

ظاہر اور اہل انصاف کے نزدیک مسلم ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم نہایت اعلی اور اشرف ہی چنانچہ اس وقت مین بجز تھوڑے سے متعصبین کے تمام عقلا کا اسپر اتفاق ہوگیا ہی اسلیے منشی صاحب نے اپنے کلام کی بنیاد اس بدیہی اور مسلم امر پر رکھی ہی اور جو کوئی تاریخی واقعہ ذکر کیا ہی تو اوسمین مورخ اہل یورپ عیسائی کا حوالہ دیا ہی تاکہ عیسائیون کو گفتگو کی گنجایش نرہے پادری صاحب اون امور کے جواب مین کوئی واقعی اور محقق امر نہین بیان کرتی محض تحکم کے طور سے دو باتین کہتے ہین ایک یہ کہ آنحضرت صلعم نے ضرور سیکھا ہی دوسرے یہ کہ قرآن مجید کی تعلیم ناقص ہی۔ پہلے امر کے جواب مین مین اس قدر کہتا ہون کہ بلا دلیل کوئی دعوی قابل سماعت نہین ہوسکتا اونھین چاہیے کہ معتبر روایات سے اسے ثابت کرین جن مین صاف صاف آنحضرت صلعم کے تعلیم پانیکا ذکر ہو مگر یہ امر محال ہی اور دوسرے امر کا جواب مین ابھی دیچکا ہون مگر یہان اس قدر کہتا ہون کہ جنھین خدا نے عقل و انصاف سے بہرہ یاب کیا ہی اور آنکھین عنایت کی ہین گرچہ وہ آنحضرت کو نبی نہین مانتے مگر قرآن کی خوبی تعلیم پر لوٹ ہو رہے ہین اسمین کوئی شک نہین کہ قرآن ہی وہ کتاب آسمانی ہی جس سے انسان کی روح کو پوری تسلی ہوجاتی ہی اور اپنی زندگانی سی کامل فائدہ اوٹھا سکتا ہی قرآن ہی وہ کلام مقدس ہی جسکے ذریعے سے خدا کی ذات اور صفات کا علم نہایت مدلل طور سے ہمین حاصل ہوا اسی پاک کتاب مین وہ تعلیم ہے جسکے ہر ایک حکم کو انسان نہایت کشادہ پیشانی سے تسلیم کر سکتا ہے ہر ہر حکم اوسکا ایسا معتدل اور سچے اصول پر مبنی ہے جسکی وجہ سے عقل سلیم بیساختہ کہہ اوٹھتی ہی کہ بلا شک یہ حکم اوسی پیارے اور سچے خدا کا ہی جو اپنے بندون پر نہایت مہربان اور حکیم مطلق ہی چنانچہ پیغام محمدی مین اسکا ثبوت قرار واقعی دیا گیا ہے ناظرین وہان ملاحظہ کرین کسی معاند بندہ درہم و دینا

کے انکار سے کوئی سچی اور واقعی بات جھوٹی نہین ہوسکتی ایسے بھی انسان ہوے ہین
جنھون نے آفتاب ومہتاب کا انکار کیا ہے پادری صاحب نے بھی فرقہ عنادیہ اور لاادریہ
کا حال دیکھا سنا ہوگا پھر کیا اونکے کہنے سے کوئی شی موجود موجود نرہیگی نہین ضرور تمام اشیا
بالبداہت موجود ہین اور اونکا خیال سراسر باطل ہی اسیطرح سے پادری صاحب کا بھی
دعوی ہی - واضح ہو کہ پادری صاحب نے جو کچھہ منشی صاحب کے دو امرون کے جواب مین
لکھا ہی اوسکا خلاصہ صرف اسیقدر ہی جو مینے بیان کیا اور یہ امر ہماری تقریر سے ظاہر ہوگیا
کہ اس دعوی کی بنیاد محض تعصب وعناد ہی اور کچھہ نہین لہذا اب ہمین پادری صاحب
کی لاطائل تقریر کیطرف توجہ کرنیکی کچھہ حاجت نہین ہی جو منصف مزاج منشی صاحب کی تحریر
کو سامنے رکھکر پادری صاحب کی تحریر کو دیکھیگا وہ خود جان لیگا کہ منشی صاحب کی تحریر
کا ہرگز جواب نہین ہوا البتہ دو امر یہان قابل بیان ہین ایک یہ کہ منشی صاحب نے
شام کے دو سفرون کو مانا ہی جنکا ذکر ابھی کیا گیا پادری صاحب اوسکے جواب مین لکھتے
ہین کہ جانا تو کئی بار ہوا ہے پر خیر منشی صاحب دو سفر تو مانتے ہین (دیکھو صفحہ ۹، تقلیعات)
مین کہتا ہون کہ سخت افسوس ہی کہ پادری صاحب ہر جگہ زبردستی کرتے ہین اور کہین
دلیل پیش نہین کرتے اسی طرح یہان بھی کئی بار شام کے جانیکا دعوی کیا ہے مگر ثبوت
ندارد ہی ذرا آنکھین کھولکر سیرت حلبی ملاحظہ کرین اوسمین لکھا ہی لم یثبت انہ صلی اللہ علیہ
وسلم سافر الی الشام اکثر من مرتین انتہی - یعنی آنحضرت کا شام کیطرف دو مرتبہ سے زیادہ
سفر کرنا ثابت نہین - اب ناظرین پادری صاحب کی زبردستی دیکھین کہ مورخین تو صاف
کہہ رہے ہین کہ شام کے دو سفرون سے زیادہ کا ثبوت نہین ہی - مگر پادری صاحب یہی
کہہ رہے ہین کہ جانا تو کئی بار ہوا ہی یہ زبردستی نہین تو کیا ہی - دوسرے یہ کہ منشی صاحب

صفحہ ٦٦ مین یمن کے سفر کا انکار کرتے ہین اور ڈاکٹر اسپرنگر کا (جو بہت بڑے معتبر مورخ ہین)
حوالہ دیتے ہین - پادری صاحب صفحہ ۹۱ مین کہتے ہین کہ اسپرنگر کا قول کچھہ وحی نہین ہی جسپر قطعیت کا فتوے
دیا جاے مین کہتا ہون کہ منشی صاحب اسپرنگر کے قول کو وحی نہین سمجھتے بلکہ اونکو آپکا بھائی جانتے ہین اور
چونکہ آپکے برادر مکرم ہین اسلیے آپکے مقابلہ مین اونکا حوالہ دیتے ہین اگر آپ اونھین ذلیل کرین تو آپکو اختیار ہے
منشی صاحب نے کچھہ اسپرنگر کے بھروسہ پر یہ دعوی نہین کیا ہی بلکہ واقعی امر پر نظر کر لی ہی سفر یمن کا کہین پتہ
نہین ہی اس وقت میرے پاس متعدد تواریخین اہل اسلام کی رکھی ہین بجز حلبی کے کسی مین اسکا
پتہ نہین ہی مثلاً سیرت ابن ہشام جو سیرت ابن اسحق کو بھی شامل ہی - تاریخ ابو الفدا
کتاب الکامل فی التاریخ ابن اثیر کی جو لندن مین چھپی ہے یہ کتابین حضرت کے حالات
پر مشتمل ہین مگر ان مین سواے اون دو سفرون کے جو حضرت نے شام کیطرف کیے ہین یا
پہلا اپنے چچا ابو طالب کے ساتھہ نو برس کے سن[۵] مین دوسرا میسرہ کے ساتھہ تجارت
کے لیے بیس یا پچیس برس کے سن مین اور کسی سفر کا ذکر نہین ہی اس سے صاف ظاہر ہے
کہ سفر یمن کا ثبوت واقعی نہین ہی ورنہ یہ لوگ ضرور لکھتے اور بالفرض یمن ایک مرتبہ گئے
بھی ہون تو اوس سے کیا ہوتا ہی کیونکہ پہلے مرتبہ شام کو نو برس کے سن مین جانا ہوا وہ تو کسی تعلیم
مین ہو ہی نہین سکتا کیونکہ اس سن مین اس قسم کی تعلیم اخذ کرنے کا حوصلہ نہین ہوتا اب
صرف دو سفر رہ گئے پھر ان سفرون مین کہین ثابت نہین ہوتا کہ آپنے علماے اہل کتاب سے

۵ اگرچہ بعض تواریخ مین بارہ برس کا سن لکھا ہی مگر علامہ ابن اثیر کامل مین نو برس لکھتے ہین
اور حلبی اپنی تاریخ مین اسی قول کو راجح بتاتے ہین چنانچہ لکھتے ہین وکان سنہ صلی اللہ علیہ
وسلم تسع سنین علے الراجح - یعنے اوس وقت سن آن حضرت کا بقول راجح نو برس کا تھا
اور اگر بالفرض بارہ ہی برس کا سن ہو تو بھی اس سن مین سفر کی حالت مین انسان کیا سیکھہ
سکتا ہے خصوصاً ایسی قوم کا رہنے والا جن مین علم کا مطلقاً چرچہ نہ ہو ۱۲

صحبت کی ہو اور بالفرض اگر کسی قدر صحبت ہوئی بھی ہو تو اوس سی ایسی تعلیم کا اخذ کرنا
غیر ممکن ہی جیسی تعلیم قرآن مجید مین ہی کیونکہ اول تو آپ تجارت کے لیے گئے تھے اوس مین
صحبت اور تعلم کی فرصت بہت کم ملتی ہوگی دوسرے یہ کہ آپ کی وہ تعلیم جو اہل کتاب کے خواب
مین بھی نہ تھی جسکی وجہ سے شریعت سابقہ کی تکمیل ہوئی وہ کس سے سیکھی تھی اوسکا معلم تو بجز خدا
کے اور نہین ہو سکتا - حاصل کلام یہ کہ منشی صاحب نے جو تقریر حکیمانہ اثبات نبوت مین
کی تھی وہ نہایت صحیح اور قابل قبول ارباب عقول ہی اور جو کچھ توہمات پادری صاحب
نے کیے تھے وہ محض اونکی خام خیالی اور تعصب و عناد کا ثمرہ تھا ہر جگہہ اونھون نے
تحقیق و انصاف کو چھوڑ کر حق بات کو چھپانا چاہا ہے اسمین کوئی شک نہین ہی کہ حضرت
کے حالات اور تعلیمات عمدہ دلیل ثبوت ہین اب مین یہان معجزات کا ذکر کیا چاہتا ہون
جو پادری صاحب کے نزدیک دلیل نبوت ہین اور اوسکے ضمن مین احادیث کا ذکر
بھی ہی اس بیان کو جناب منشی صاحب نے ۸ و ۹ و ۱۰ تعلیقون مین لکھا ہے وہو ہذا

حدیث کے معتبر ہونیکا بیان

تعلیق ۸ مشاہیر محدثین اور جامعین روایات کی صدق نیت اور امانت اور
دیانت اور رفع شبہہ اختلاق اور وضع کے لیے ایک مسیحی محقق کی کیفیت اور نتیجہ تحقیق
اسکی مشہور کتاب سے کہ اُسکا موضوع بھی سیرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا ہی ذیل مین
لکھتا ہون جس سے عماد الدین کے شبہات واہیہ جو جامعین حدیث اور راویون کی
نسبت ہین مردود اور باطل ہو جاتے ہین - عیسوی مذہب کے بڑے سرگرم حمایت
کرنے والون مین سے سر ولیم میور (جنھون نے جناب رسول خدا کی سیرت مین ایک
تاریخ لکھی جو اس فن کی اور تالیفات سے زیادہ تر مشہور اور متداول و مرجع افاضل ہے)

پہلی جلد کے مقدمہ مین لکھتے ہین - اسمین شبہہ کرنے کی کوئی وجہ نہین کہ محدثین اپنے کام مین راستباز اور دیانت دار تھے یہ بھی اچھی طرح قبول کیا جاے کہ جو روایتین اوس وقت رائج تھین اونھون نے نیک نیتی سے اونہین تلاش کیا اور جن اسناد پر وہ قائم تھین انمین بڑی احتیاط سے تحقیق کی اور نہایت احتیاط و صحت سے اونھین قلمبند کیا اونکے جمع کرنے والون کے سبق ظن نے توبیشک کسی روایت کے سلسلہ اسناد کے قبول یا رد کرنے مین اثر کیا ہوگا مگر ایسے گمان کی کوئی وجہ نہین کہ اونھون نے خود روایتون مین کسی طرح دست اندازی کی ہو - مثلاً ایک شیعی المذہب محدث ایسی روایت کو جو بنی اُمیہ کے سلسلے سے عائشہ رضہ سے مروی ہو ترک کردیگا اور انھون کا ہوا خواہ ہر ایک سلسلہ روایت کو جس مین وہ خاندان علیؓ کا کوئی خفیہ دوست پاویگا ترک کردیگا لیکن بظن غالب یہ نہ وہ کسی روایت مین جسکے سلسلہ اسناد کو بلا تعرض تسلیم کریگا الحاق یا اختلاق کسی مضمون یا محمول کا ہونہ کریگا ان جامعین کی دیانت داری انکی کتابون کے طرز تحریر اور مضمون سے ثابت ہوتی ہے ایک کامل سلسلہ اسناد کا جسکے واسطے سے ہر ایک روایت کے ہر ایک طبقہ مین اصحاب رسول مین سے کسی شخص تک سیاقت ہوئی ہے ہمیشہ روایت کے قبل لگا رہتا ہے اور جو نام اس سلسلے کے لا اقل اخری گواہ بھی بیان کرتے ہین انکی صحت ہمین تسلیم کرنی ضرور ہے - یہ نام محض بناوٹ کے نہ تھے بلکہ واقعی اشخاص کے نام تھے اکثر انمین سے ارباب شہرت تھے مجموعہ روایات عموماً مشتہر ہوتے تھے اور ایسی اسناد مین اختلاق کرنے سے جامعین کے اعتبار مین نقصان آتا تھا اور محدث عموماً دار العلم حدیث کا مرکز ہوتا تھا اور عامہ ناس اسکے اسناد پر تنقید کرتے تھے پس جہان تک اس قسم کی تنقید کو اعتبار ہوسکتا ہے اسیقدر اعتبار یہان بھی فوراً تسلیم ہوسکتا ہے - پھر جس سادگی سے نہایت ہی متخالف روایتین قبول کی گئین اور برابر لگائی گئین

یہ باتین ان محدثون کی راستبازی کی ضامن ہین - جو کچھہ جمع ہوسکا وہ سب احتیاط
سادگی سے انبار کیا گیا - ہر ایک روایت کو خواہ محض تکرار ہی ہو یا وہ ایک وزن اگلی روایتون
کے صریح خلاف ہو یعنی اسناد مخصوص بلا اعتراض لکھہ گیا اور ان شدید غیر محتمل الوقوع امر
اور محض افسانہ بلکہ صریحی اختلافات کا بھی کچھہ اعتداد نہین کیا پس اس سے اور کچھہ نہین تو
صدق نیت تو لامحالہ ظاہر ہے - ایسا نہوتا تو روایات مختلفہ کے رفع کرنے یا تطبیق دینے
مین تکلیف گوارا کرتے اور اس قدر روایتین جنہین یا تو ادھر یا اودھر جمع کرنے والے
کی راے اور سبق ظن کو دخل ہوا تھا ہمکو معتبر نظر آئین اگر ہم انکی نیت تصور کرین تو ساتھہ ہی
یہ بھی تصور کرین کہ مخالف روایتون کو اونھون نے بلا تعصب قبول کر لیا انتہی -

اِس تعلیق سے منشی صاحب نے متن حدیث اور اوسکی سند دونون کی صحت ثابت کی
اور یہ بات ظاہر کی کہ محدثین نے نہایت تحقیق اور احتیاط سے سلسلۂ حدیث کو اور نیز اوسکے
متن کو تلاش کر کے قلمبند کیا پس وہ توہمات جو پادری صاحب نے اپنی تاریخ کے صفحہ ۹
اور ۱۵ مین سلسلۂ حدیث پر کیے ہین یا دوسرے مقام پر نفس متن حدیث پر کچھہ کلام کیا
ہے محض خیالات فاسدہ ہین اب پادریصاحب اس مدعا کو نہ سمجھکر اوسکا جواب اسطرح دیتے ہین
تقلیبع صفحہ ۲۶ - ای صاحب مین اونھین اونکے کام مین ہرگز بے دیانت نہین کہتا
اور چور یا جعلساز بھی نہین بتاتا -

جواب پھر سلسلۂ حدیث پر کیا کلام ہے جب محدثین سچے اور محقق تھے تو جو انھون نے
سلسلہ اسناد بیان کیا ہے وہ واقعی اور سچا ہے اونھون نے سلسلہ اسناد کے ہر شخص کو خوب
تحقیق کر لیا ہے اور اوسکے صدق و دیانت کا حال بخوبی دریافت کیا ہے اسکے بعد اونھون
نے روایت کی ہی اونکو سچا بتا کے پھر وہ تقریر کرنی جو پادری صاحب نے تاریخ محمدی کے

صفحہ ۵۱ امین کی ہی عقل کے خلاف ہے اِن دونون قولون مین تعارض ہے ناظرین صفحہ ۱
کی تقریر کو ملاکر بغور ملاحظہ کرین —

قولہ مگر یہ کہتا ہون کہ یہ فن ہی ناکارہ ہی جن قواعد اصولیہ اپنے سے اونھون نے بڑی
محنت اور دیانت کے ساتھہ تحقیق کی ہے وہ قواعد ہی ایسے نہین ہین کہ آدمی کو غلطی سے
بچاوین دیکھو تاریخ محمدی ۹ صفحہ سطر ۳ سے ۸ —

اقول صاحبو مین کہان تک پادری صاحب کی ہٹ دھرمی اور اندھیر کی شکایت
کرون محدثین کے اصول تحقیق کو ناکارہ بتاتے ہین ذرا آپ ہی انصاف کرین مین
کچھہ اصول اونکے بیان کرتا ہون اول جو محدث جس شخص سے روایت کرتا تھا وہ
اوسکے پہلے حالات دیکھتا تھا کہ یہ راوی اپنے اقوال و افعال مین دیانت دار اور
سچا ہے یا نہین اگر اس محدث نے اوسکی صحبت مین رہکر یا اوسکے صحبت یافتہ لوگون
سے معلوم کیا کہ یہ راوی جو مجھہ سے حدیث بیان کرتا ہے ہر ایک بات مین سچا ہی کبھی
لغو یا جھوٹی بات نہین کہتا اور سوا جھوٹ کے دوسرے گناہون سے بھی بچتا ہی اوس وقت
وہ محدث اوسکی روایت کو لیگا اور اوس حدیث کو بیان کریگا اور اگر اوسکے نزدیک ایک مرتبہ
بھی اوسکا جھوٹ ثابت ہوجائیگا یا کسی دوسرے گناہ کا مرتکب پائیگا تو یہ محدث ہرگز اوس سے
روایت نکریگا اور اگر کریگا تو کہدیگا کہ روایت ہرگز قابل اعتبار نہین اسکا فلان راوی کذاب
یا فاسق ہی پس ایک مرتبہ کے جھوٹ یا فسق سے اوسکی تمام روایتین غیر معتبر سمجھی جائنگی اور
پھر محدثین اتنی ہی تحقیق پر اکتفا نہین کرتے بلکہ بعد دیکھنے چال چلن کے قوت حافظہ پر بھی نظر
کرتے ہین اگر اوسے قوی الحفظ پاتے ہین اور جان لیتے ہین کہ اسے نسیان کا مرض نہین ہے
اور اوسے یاد رکھنے کا شوق ہی لاپرواہی نہین کرتا ہی اوسوقت اوسکی روایت کو صحیح کہتے ہین

علی ہذا القیاس وہ راوی بھی اپنے اوستاد کو اسی طرح جانچیگا اگر موافق شرائط مذکورہ کے پائیگا
تو روایت کریگا ورنہ نہین اسیطرح جو واسطے درمیان مین حضرت تک ہونگے اونکی تحقیق اسیطرح
کیجائیگی اوسوقت اوس حدیث کی صحت اور عدم صحت پر حکم کیا جائیگا۔

اب ناظرین انصاف کرین کہ سمعیات کے ثبوت کے لیے اس سے عمدہ کیا طریقہ ہوگا اور
وہ جو تاریخ محمدی کے صفحہ ۹ کا حوالہ دیا ہی اسمین کوئی امر مذکور نہین ہی جس سے محدثین کے اس
قاعدے پر نقض ہوتا ہو جسکا جی چاہے اوس صفحہ کو دیکھ لے۔ پادری صاحب کوئی یہ دریافت
کرے کہ بھلا محدثین کے تو اصول مذکورہ آپ کے نزدیک ایسے نہوے کہ غلطی سے محفوظ رکھین
اب آپ فرمائیے کہ آپ کے علمانے کونسے اصول قائم کیے ہین جنسے انسان غلطی سے
محفوظ رہ سکے ذرا وہ بھی تو ہم سنین اور دریافت کرین کہ دو سو برس تک کس طریقے سے
اناجیل کی روایت رہی خیر پادری صاحب جیسا بیان کرینگے وہ تقلیع نہم مین معلوم ہوا
جاتا ہے یہان مین کچھہ مختصر حال سند قرآن وحدیث وانجیل کا بیان کرتا ہون۔
واضح ہو کہ فن درایت اور علم اسناد اور تحقیق رُواۃ جس طرح اہل اسلام مین ہے اسوقت
تک کسی اہل مذہب کے یہان نہین پایا جاتا اور بارہا پادریون سے گفتگو آئی وہ انجیل کی
ایسی سند دینے سے عاجز ہو گئے جیسی ہمنے قرآن شریف وحدیث کی دیدی اور اونھون نے
اقرار کر لیا کہ ایسی سند ہم نہین دے سکتے پادری صاحب اپنی سرخروئی دکھانے کو مذہب
عیسوی سے وہ عجز کا دھبا مٹانا چاہتے ہین جو آجتک کسی سے نہ مٹا اور نہ مٹ سکے۔

اب مجمل کیفیت سند قرآن مجید اور احادیث بیان کیجاتی ہی۔ مخفی نرہے کہ قرآن مجید
کی سند کتابی اور زبانی دونون ایسی مستحکم اور صحیح ہمارے پاس ہی کہ کوئی ہمارا مخالف اپنی
اوس کتاب کی جسے وہ کتاب اللہ جانتا ہے ہرگز نہین لا سکتا ہمارے مناطب بڑی

زبان درازیان کرتے ہین بھلا مجموعۂ بیبل کے ایک ہی رسالہ کی ایسی سند بیان کرین ہمارا اونکا اسی پر فیصلہ ہے پھر کیا وہ اسمین معقول طورسے دم مار سکتے ہین ہرگز نہین ہرگز نہین یہ ان ہونی بات ہی - قرآن کی سند کتابی کے یہ معنے کہ حضرت نے اپنے روبرو تمام قرآن مجید لکھوایا اور پھر اونھین کے دیکھنے والون اور قرآن کے حافظون نے اوس تمام لکھے ہوے کو جمع کیا اور نقلین کرا کر جابجا منتشر کین اور اسی طرح ہمیشہ اوسکی نقلین تمام ملکون اور دیارون مین ہوتی رہین اور رفتہ رفتہ ہم تک پہونچین اور وہ اصل نسخہ جو حضرتؐ کے دیکھنے والون نے اون تحریرون سے نقل کیا تھا جو حضرت کے روبرو ہوئی تھین اب تک کعبہ شریف مین موجود ہی امام اوسکا نام ہے اور دوسری نقلین اور مقامات پر بھی ہونگی مجھے اس وقت تحقیق نہین ہی کیونکہ کئی نقلین صحابہ نے کرکے جابجا بھیجی تھین -

اور زبانی سند کا یہ حال ہے کہ سیکڑون صحابہ یعنی حضرت کے دیکھنے والون نے حضرت سے سنا اور زبانی یاد کیا اور ایک ایک حرف کی تحقیق کی اور باوجودیکہ لکھا ہوا موجود تھا مگر لوگون کی تحقیق و احتیاط کا یہ حال تھا کہ تمام قرآن مجید کو بیس بیس اور تیس تیس مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ اون لوگون کے روبرو پڑھ پڑھکر سناتے تھے جنھون نے خود آنحضرتؐ سے یاد کیا تھا اور آپ کی زبان مبارک سے سنا تھا اور پھر حضرت عمرؓ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے چوتھے برس قرآن مجید کی حفاظت کی ایک عمدہ تدبیر یہ نکالی کہ رمضان کے مہینے مین ابی بن کعب صحابی کو جو مشہور حافظ قرآن تھے اور اول سے آخر تک حضرت سرور عالم کے روبرو اونھون نے قرآن مجید کو خوب زبانی یاد کر لیا تھا یہ حکم دیا کہ مجمع عام مین نماز کے اندر تم امام بنکر قرآن مجید سنایا کرو اور دوسرے صحابی جنھون نے آنحضرتؐ سے قرآن مجید یاد کیا ہے یا وہ لوگ جنھون نے حضرت کے دیکھنے والون سے یاد کیا ہے

وہ سب سنا کرین تاکہ کسیکو قرآن مجید کے کسی لفظ بلکہ کسی حرف مین شک نرہے پھر یہ نماز
جسمین مجمع عام مین قرآن مجید پڑھا جاتا تھا ہر شہر اور دہات مین پھیل گیئی اور اون تمام ملکون مین
جہان اہل اسلام تھے یہ طریقہ جاری ہوگیا چنانچہ آج تک یہ دستور جاری ہے کہ ہر شہر و
دیار کی مسجدون مین جماعت عام کے روبرو ایک مہینہ کامل قرآن مجید پڑھا جاتا ہی اور بہت
سے سننے والے نہایت توجہ سے اس امر کا خیال رکھتے ہین کہ ایکحرف کی بھی غلطی نہونی پاوے
ملت محمدیہ مین کتاب اللہ کے حفظ اور یاد کا اس قدر اہتمام کیا گیا جسکی کچھ انتہا نہین ہر زمانہ
اور ہر وقت مین لاکھون قرآن مجید کے حافظ ہوتے چلے آئے اور چلے جاتے ہین بالفرض
اگر اس وقت تمام عالم سے قرآن شریف کے کل نسخے ناپید کردیے جائین تو اسی وقت
حفاظ کے سینے سے وہی قرآن شریف بعینہ جسمین ایک حرف یا ایک نقطہ کا فرق نہو موجود
ہوسکتا ہے پھر کیا پادری صاحب یا اونکے مقتدا ایسا دعوی کرسکتے ہین ہرگز نہین
اور صحابہ اور تابعین کے وقت مین یہ بھی تھا کہ بعض حافظان قرآن نہایت مشہور و
معروف ہوتے تھے اور دور دور سے لوگ اونکے پاس قرآن کی سند لینے اور پڑھنے کو آیا
کرتے تھے اور اونکے بعد بھی یہ طریقہ جاری رہا یہ جو سات قاری مشہور ہین یہ اسی وجہ سے
مشہور ہوے کہ یہ لوگ خاص اسی کام کے ہوگئے تھے اور شب و روز قرآن مجید ہی کی خدمت
مین رہتے تھے اونسے بہت خلقت نے قرآن مجید پڑھا ان ساتون مین بعض تو صحابہ کے
دیکھنے والے ہین اور بعض اونکے شاگرد غرضکہ اسی طرح ہر قرن مین دستور چلا آیا تفصیل
اسکی ہمارے کتب قرات متقدمین مین بخوبی مذکور ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے اور نیاز نامہ
کے جواب مین بھی اسکی تفصیل بقدر کفایت کی گئی ہے۔ یہ اجمالی بیان تو قرآن کی سند
کا تھا اب احادیث کی سند کا کچھ حال سنیے احادیث صحیحہ کی روایت زبانی کی کیفیت یہ ہے

کہ آنحضرت صلعم کے دیکھنے والون نے آنحضرت صلعم سے سنا اور اوسکو یاد کر لیا اور پھر جو حضرت صلعم کے بعد ہوے اونھون نے اون دیکھنے والون اور سننے والون سے یاد کیا غرضکہ اسی طرح یاد کرتے ہوے چلے آئے چونکہ اوس وقت عرب مین یاد کرنیکا دستور بہت زائد تھا قصیدے کے قصیدے اور خطبے کے خطبے زبانی یاد کرتے تھے اسیطرح احادیث کو یاد کیا اور اپنی یاد کی تنقیح اور تحقیق کا یہ شوق تھا کہ اگر کسی محقق اور محدث کو سنتے تو منزلون اوسکی تحقیق کے لیے جاتے مگر جو محدث یا جو متلاشی کسی سے حدیث روایت کرتا پہلے اوسکے چال چلن اور صدق و دیانت کا حال بخوبی معلوم کر لیتا تھا اور اوسکی صحبت مین رہکر اوسکی تصدیق کرتا تھا اگر ذرا بھی اوس مین کذب یا دوسرے برے افعال کا شائبہ پاتا تو فوراً اوسکی روایت کو ترک کرتا اور کہدیتا کہ فلان شخص ایسا ہے اوسکی روایت قابل اعتبار نہین ہے اسیوجہ سے ہمارے یہان علم رجال کا بہت بڑا فن ہوگیا جس مین بتفصیل روایت کرنے والون کا حال مندرج ہے یعنی محدثین نے لکھدیا ہے کہ فلان راوی فلان کا بیٹا اور اوسکا پوتا فلان شہر مین پیدا ہوا فلان مقام پر مر گیا اسقدر اوسنے سفر کیے فلان فلان اشخاص سے اوسنے علم حاصل کیا اور صدق و دیانت اور فضل و کمال مین ایسا تھا غرضکہ اوسکی سوانح عمری خصوصاً وہ امور جو روایت کے وثوق اور عدم وثوق کے مبنی ہین سب لکھدیے ہین۔

یہان سے معلوم ہوگیا کہ ہمارے پاس سلسلہ سند کے لیے بھی سند موجود ہے اور ہم ہر ایک راوی کا حال بخوبی بیان کر سکتے ہین۔ حدیث کی سند کتابی کا یہ حال ہے کہ اگرچہ حضرت کے دیکھنے والون کی کوئی تحریر ہم تک نہین پہونچی اوسوقت صرف زبانی یاد پر مدار رہا جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا مگر اونکے دیکھنے والون نے جنھین ہماری اصطلاح مین تابعین کہتے ہین علاوہ یاد کے قلمبند کرنا بھی شروع کر دیا تھا اور سلسلہ لکھنے کا جاری ہوگیا تھا یہ لوگ

ایسے ہوے جیسے عیسائیون مین مرقس اورلوقا البتہ کل حدیثین اسوقت مین جمع نہین ہوئی تھین اور چونکہ یاد رکھنے کا بہت رواج تھا اسلیے پھر بھی زبانی روایت بڑی احتیاط کے ساتھ رہی دوسری صدی مین اکثر اور تیسری صدی مین سب مجتمع ہوگیئن اور اناجیل کا تحریری وجود بھی اخیر دوسری صدی مین پایا جاتا ہے غرضکہ صحابہ کا زمانہ ایسا گذرا کہ صرف زبانی یاد پر مدار رہا اور پھر تو زبانی اور تحریری دونون سندین ہوگئین اسکی تفصیل بھی پیغام محمدی مین مذکور ہے اب ناظرین اسمین غور کرین کہ اس سے بہتر سلسلہ سند اور کیا ہوسکتا ہے اور پادری صاحب جولن ترانیان ہانک رہے ہین وہ ایک سند بیبل کی ایسی ہی دکھادین جیسی ہم احادیث صحیحہ کی دکھاتے ہین۔

تعلیق ۹۔ ہرچند کہ شہادت منقولہ بالا سے شبہات معترض کا اچھے طور سے قلع وقمع ہوتا ہے مگر ہم اور طرح سے بھی اسے رفع کرتے ہین الخ۔

واضح ہو کہ جناب منشی صاحب نے جسطرح تعلیق ہشتم مین احادیث کا اعتبار مخالف کے قول سے ثابت کیا تھا اور شبہات عمادیہ کا جواب دیا تھا اسی طرح تعلیق نہم مین دوسرے عنوان سے اون شبہات مہملات کا رد منظور ہے جو عماد الدین نے تاریخ محمدی کے صفحہ ۱۵ سے ۱۷ تک کیے ہین اور اوسکا محصل یہ ہے کہ احادیث کی چند قسمین ہین۔

اوّل متواتر یہ قسم حدیث کی ایسی ہی کہ اس سے جو امر ثابت ہوگا وہ یقینی ہوگا اوس مین کسی طرح کا شک وشبہہ نہین ہوسکتا کیونکہ حدیث متواتر یا خبر متواتر اسکو کہتے ہین کہ اسقدر راوی اوسے روایت کرین کہ عقل کے نزدیک اونکا اتفاق کر لینا جھوٹ پر غیر ممکن ہو پس جب حدیث متواتر مین جھوٹ کا احتمال نہین ہوسکتا تو جو شبہہ تاریخ محمدی کے صفحہ ۱۵ مین مذکور ہے وہ ایسی حدیث پر نہین ہوسکتا کیونکہ اوس شبہہ کا حاصل اسیقدر ہی کہ احادیث

مین احتمال کذب ہی اور جب اس قسم کی حدیث مین یہ احتمال ہی نہین ہی تو اوس شبہہ کا
یہ محل بھی نہین ہو سکتا۔ منشی صاحب نے اسکی توضیح و تصدیق مین کہ خبر متواتر موجب علم ہوتی
ہی واقعات عالم کو پیش کیا ہی اور کہا ہی کہ "ظاہر ہے کہ حالات ماضیہ اور واقعات گذشتہ
اور دور دور کے شہرون اور لڑائیون اور ممالک بعیدہ کے بادشاہون اور نامور لوگون
کے حالات معلوم کرنے کا طریقہ ایسی سلسلۂ تواتر اور شہرت اخبار پر موقوف ہی یعنی ہمکو جو
اس بات کا علم ہوتا ہے اور ہر ایک جو اس بات کا یقین کر لیتا ہے کہ مثلاً لندن ایک
شہر ہے اور جرمن ایک ملک ہی حالانکہ اوسکو دیکھا نہین ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ بتواتر لوگون
سے سنا ہی اگر خبر متواتر موجب یقین نہوتی تو ہمکو لندن وغیرہ کے ہونیکا بغیر دیکھے یقین
نہوتا حالانکہ ہمکو بلکہ ہمارے تمام ہموطنون کو اوسکے ہونیکا ایسا یقین ہی کہ کسیکے انکار یا شبہے
سے ہمین ذرا بھی لندن کے ہونے مین تردد نہین ہوتا اسی طرح نامور لوگون کے حالات
کا یقین کرنے مین کہ فلان بادشاہ عادل تھا اور فلان ظالم تھا یا فلان نبی نے دعوی
نبوت کیا اور یہ اوسکی تعلیم تھی اور یہ اوسکے حالات تھے کسیکو تردد نہین ہوتا الغرض جسقدر
امور گذشتہ مین خواہ وہ واقعات دنیاوی ہون یا امورات دینی اور مذہبی ہون اونکا
یقین بذریعہ اسی خبر متواتر کے ہو سکتا ہے اور کوئی ذریعہ یقین کا سوا اسکے نہین ہے
حضرت مسیح یا دوسرے نبی کے حالات کا ہمین جب ہی یقین ہو سکتا ہی کہ بتواتر ہمکو پہونچین
اس امر مین خبر دینی اور دنیاوی مین کچھ فرق نہین ہی۔

اب پادری عمادالدین صاحب کی لیاقت اور دیانت قابل ملاحظہ ہے وہ منشی صاحب کے
اس مطلب کا اسطرح خلاصہ کرتے ہین کہ متواتر اور معتبر اخبارات ہی سے جہان کی تواریخین
لکھی گئی ہین انتہی۔ ناظرین ملاحظہ کرین کہ منشی صاحب کے مطلب کو اس خلاصہ سے کیا لگاؤ ہے

ہم نہین کہہ سکتے کہ پادری صاحب اردو عبارت کا مطلب نہین سمجھتے یا عوام کے دھوکا دینے کو اپنی طرف سے ایک بات لکھکر منشی صاحب کی عبارت کا خلاصہ اوسے قرار دیتے ہین کیون نہو شاباش تلبیس ہو تو ایسی ہو- ایسی ہی باتون سے جناب کو پادریت کا عہدہ ملا ہی یہ تو اونکے خلاصہ کرنے کا حال تھا اب جواب کو دیکھیے-

قولہ بیشک متواتر و معتبر بلکہ ہر قسم کے اخبارات سے تواریخین دنیا مین لکھی جاتی ہین اور بادشاہون کے حالات اسی طرح قلمبند ہوتے ہین- مگر یہ سب علم جو اس طریقے سے حاصل ہوتا ہی اسکے یقین کا ایک اور ہی عام درجہ ہی جسمین احتمال صدق و کذب قائم رہتا ہی اسناد مین یا واردات کے وقوع مین یا نہج وقوع مین-

اقول یہ تو پہلے ہی معلوم ہوگیا تھا کہ بے تک جواب دینگے کیونکہ منشی صاحب کے مطلب کو تو وہ پہلے ہی بگاڑ چکے تھے مگر جواب مین اونھون نے کچھہ اور ہی گل کھلائے-

اول منشی صاحب نے تو خاص خبر متواتر کا موجب یقین ہونا بیان کیا تھا اور بطور شاہد بعض اخبار تواریخی کا ذکر کیا تھا پادری صاحب نے فریب دہی کے لیے خلط مبحث کر دیا اور متواتر اور غیر متواتر کو ملاکر ایک حکم بیان کیا-

دوم یہ کہ منشی صاحب نے امر تواریخی کو عام رکھا تھا خواہ متعلق دنیاوی بادشاہ کے ہو یا دینی بادشاہ کے جیسا کہ ابھی مذکور ہوا پادری عماد الدین صاحب نے دنیاوی بادشاہی سے اوسے خاص کر دیا

سوم یہ کہ قطع نظر اس تحریف و تبدیل کے ایک اور گول گول بات لکھتے ہین جسکا مطلب کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا وہ یہ ہی کہ جو علم اس طریقے سے حاصل ہوتا ہی اسکے یقین کا ایک اور عام درجہ ہے جسمین احتمال صدق و کذب قائم رہتا ہی- مین کہتا ہون کہ اس طریقے سے آپ کی کیا مراد ہے آیا ہر قسم کے اخبار مراد ہین تو یہ کہنا غلط ہے کہ اوس سے

یقین حاصل ہوتا ہی یقین خاص خبر متواتر سے حاصل ہوتا ہی جسکو منشی صاحب بیان
کررہے ہین ہر قسم کی خبر سے نہین ہوتا پھر یقین مین صدق وکذب کا احتمال بتانا
دوسری غلطی اور جہالت ہی یقین مین احتمال کذب کا ہرگز نہین رہتا اور اگر آپ کی
کوئی اصطلاح خاص ہی تو اوسے اپنے گھر مین رکھیے یہان کوئی اوسے نہین پوچھتا۔
اور اگر اس طریقے سے مراد خبر متواتر ہے تو یہ کہنا کہ اوسمین احتمال کذب ہی سراسر
غلط ہے کیونکہ متواتر اوسیکو کہتے ہین جسمین کذب کا احتمال نہو اور ایسا تواتر کچھ
امورات مذہبی سے خاص نہین ہی بلکہ امور دنیاوی مین بھی ہوتا ہی جیسا کہ گذشتہ
مثال سے ظاہر ہے ای صاحب لندن کے موجود ہونے مین یا تیمور کے بادشاہ ہونے
مین کوئی شک کرسکتا ہے ہرگز نہین

قولہ اسی سبب سے منشی صاحب علم سیر مین خود رطب ویابس کے قائل ہین۔

اقول۔ پادری صاحب بہکی بہکی باتین نہ کیجیے ذرا ہوش کی لیجیے یہان ذکر ہی خبر متواتر
کا کل علم سیر کا یہان کیا ذکر ہے منشی صاحب جسمین رطب ویابس لے قائل ہین اوسکو
خبر متواتر کب کہتے ہین دیکھو پادری صاحب کہان کی بات کہان لیے جاتے ہین
تلبیس اسیکو کہتے ہین۔

قولہ صفحہ ۲۸ وہ اخبارات یا وہ علم سیر جسپر انسان کی روح کی زندگی کا مدار ہے یعنی
دینیات کے واقعات اس دنیاوی تواریخات کی نسبت زیادہ تر ثبوت کے محتاج ہین

اقول مطلق تواریخ کا یہان ذکر نہین ہی اوسکو دخل دینا آپ کی خوش فہمی ہی یہان
تو متواتر کا ذکر ہے اب یہ کہنا کہ اسکے یقینیات سے دینیات کا ثبوت زیادہ محتاج ہے
بالکل غلط ہے یقینیات وہی ہین جسمین جھوٹ کا احتمال نہو اب وہ کون یقینیات ہین

جسمین اس سے زیادہ کوئی مرتبہ نکلتا ہے شاید وہ مرتبہ وہی ہے جسے آگے
پادری صاحب بیان کرتے ہین وہ یہ ہے۔

قولہ۔ یہان معتبر گواہون کی دید وشنید بلاواسطے اور اونکی اپنی تحریر اور
زبردست تحریر درکار ہے۔

اقول۔ اس قول سے خبر متواتر پر تو کوئی اعتراض نہین ہوتا کیونکہ اوسمین تو گواہون
کی دید وشنید ہی ہوتی ہی مگر دین عیسوی کی جڑ بنیاد اکھڑی جاتی ہے۔ کیونکہ
کوئی گواہ اپنی دید وشنید بلاواسطہ نہین بیان کرتا کہ مجموعۂ عہد جدید مسیح کے حواریون
یا اونکے شاگردون کا لکھا ہوا ہے یہان تو نہ شہادت تحریری ہی نہ تقریری بالکل
ہوائی باتون پر جناب والا کے دین کا مدار ہے اور اگر کسی گواہ کی تحریر ہو تو پیش کیجیے
ورنہ اقرار کیجیے کہ دین عیسوی بے بنیاد ہی۔ یہان مین پادری صاحب سے یہ بھی
دریافت کرنا چاہتا ہون کہ کیا معتبر گواہون کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ تحریری شہادت
پیش کرین اور اونکا زبانی اقرار معتبر نہین ہی اگر پادری صاحب کے نزدیک یہ امر ضروری
ہی تو مین کچھ نہین کہتا ناظرین خود ہی انصاف کرین کہ بالاتفاق تمام عقلا کے نزدیک
یہ امر غلط ہی یا نہین۔ کیا ہر ادنی واعلی اس امر کو نہین جانتا کہ زبانی شہادت وہی وقعت
رکھتی ہے جو تحریری رکھتی ہی بلکہ تحریری شہادت زبانی شہادت کی محتاج ہی کیونکہ اگر گواہی
کے وقت وہ گواہ خود موجود ہی تو تحریر کی حاجت نہین اور اگر موجود نہین ہی تو اس تحریر
کا کوئی گواہ ہونا چاہیے جسکے سامنے یہ تحریر ہوئی ہو ورنہ وہ تحریر بیکار ہے مدعی اوسے
شہد لگا کر چاٹا کرے۔ حاصل اسکا یہ ہوگا کہ اگر زبانی شہادت کا اعتبار نہوگا تو تحریری
شہادت بالضرور غیر معتبر ٹھہرگی یہان سے ثابت ہوا کہ پادری صاحب جو مسیحی معجزات کے

ثابت کرنے کے لیے تحریر لیے پھرتے ہین وہ محض بیکار اور غیر معتبر ہے کیونکہ اوس
تحریر کا کوئی گواہ نہین ہی جیسا کہ آئندہ انجیل کی سند کے ذکر مین ناظرین پر بخوبی
واضح ہوجائیگا پس پادری صاحب کا یہ کہنا کہ عیسائی دین کے یقینیات معتبر گواہون
کی دید و شنید اور اونکی تحریرات سے اعلے درجے کو پہونچ گئے ہین اور عین الیقین
بخشتے ہین محض زٹل ہے — البتہ محمدی دین کے یقینیات اعلے درجے کو پہونچ گئے ہین
اور عین الیقین بخشتے ہین —

دوم یعنی قسم دوم احادیث کی وہ اخبار احاد ہین جنمین ایک قدر مشترک متواتر نکلتا
ہے — اس صورت مین گرچہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ خبر یقین کا فائدہ نہین بخشتی مگر اوس
مجموعہ سے جو ایک قدر مشترک متواتر نکلتی ہے وہ بلا شبہہ یقین کا فائدہ بخشتی ہی — اس قسم کے مضامین
جو احادیث سے ثابت ہین اونپر بھی پادری صاحب کے شبہات وارد نہین ہوسکتے جیسے
قسم اول پر نہین ہوتے اس قدر مشترک کی مثال یہ ہی کہ کسی بادشاہ یا امیر کے حالات
اس طرح لوگ بیان کرین کہ اوس امیر نے فلان روز سو روپے محتاجون کو تقسیم کیا اور
دوسرا کہے کہ فلان دن ہزار روپے تقسیم کیے اور تیسرا کہے کہ اتنے لاوارثون کی اوسنے
پرورش کی اور چوتھا کہے کہ اوسنے بیوہ عورتون کے وظیفے مقرر کر دیے غرضکہ اسی طرح
بکثرت لوگ اوسکی داد و دہش کا ایک ایک واقعہ بیان کرین تو ظاہر ہے کہ اس صورت
مین گرچہ وہ ہر ایک واقعہ خاص مثلاً ایک دن ہزار روپیہ دیدینا بالیقین ثابت نہین
ہوسکتا کیونکہ اوسکے راوی اتنے کثیر نہین ہین کہ اونکے قول پر یقین ہوسکے مگر ان تمام
واقعات مین ایک قدر مشترک جو ان تمام راویون کی روایت سے ثابت ہوتی ہی وہ
بیشک یقینی ہی یعنی اوس امیر کا سخی ہونا کیونکہ جس راوی نے جو واقعہ بیان کیا اوس سے

اوسکی سخاوت ثابت ہوتی ہے پس جب اس قدر کثیر راویون نے اوسکی سخاوت کو بیان
کیا تو بیشک اس مجمل امر کا ہمین یقین ہو جائیگا کہ وہ امیر سخی تھا اب رہی اوسکی سخاوت کی تفصیل
وہ جداگانہ امر ہے اوسکا یقینی ہونا کچھ ضرور نہین - اسی قبیل سے حضرت محمد رسول اللہؐ کا
صاحب معجزات ہونا ہی مثلاً پانچ سات راوی روایت کرتے ہین کہ حضرت نے ہمارے روبرو
شق قمر کیا اور متعدد دیکھنے والے کہہ رہے ہین کہ حضرت نے ایک لوٹے پانی سے چودہ سو
آدمی کو سیراب کردیا یہان تک کہ لوگون نے وضو بھی کیا اور نہائے بھی اور اپنی سواریون
کو پانی پلایا اسی طرح اور بہت سے واقعات جو جدا جدا راویون نے بیان کیے ہین یہ ہر ایک
واقعہ بالفرض گرچہ یقین کا فائدہ نہ بخشتے مگر اسمین جو قدر مشترک ہی کہ حضرت کا صاحب معجزہ
ہونا وہ امر یقینی ہی کیونکہ جتنے راوی یہ مختلف واقعات بیان کر رہے ہین وہ بالاتفاق
یہ کہہ رہے ہین کہ یہ نبیؐ صاحب معجزات ہی پس صاحب معجزہ ہونا حضرت کا بتواتر ثابت ہے
بخلاف مسیحی معجزات کے کہ وہان نہ ہر ایک معجزہ کا تواتر ثابت ہی اور نہ قدر مشترک کا
کیونکہ مسیح کے معجزات اس مروجہ انجیل سے ثابت کیے جاتے ہین اسلیے اس امر کی سند
ہونا ضرور ہے کہ یہ انجیل ونہین گواہون کی لکھی ہوئی ہے جنہون نے معجزات خود دیکھے
ہین یا بلا واسطہ سنے ہین مگر عیسائیون کے پاس کوئی سند اس امر کی نہین ہی جس سے
طالب تحقیق کو تسلی ہو سکے پس جب اوس تحریر ہی کی سند نہوئی جسمین معجزات کا ذکر تھا
تو معجزات کا کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے جب اونکا اعتبار ہی نہین ہو سکتا تو تواتر اور علم
یقین کا مرتبہ تو بہت دور ہے اور اگر فرض کرلین کہ یہ تحریر اونہین کی ہی تو کسی معجزے
کا ایک کسیکا دو کسیکا تین کسیکے چار تک گواہ ہونگے پھر ایک یا دو یا چار گواہون سے
تواتر ثابت نہین ہوتا پس ثابت ہوا کہ اول تو عیسائی معجزات لائق اعتبار ہی

نہین ہوسکتے کیونکہ بے سند ہین اور اگر اعتبار کیا جائیگا تو اوس سے امور اہم ثابت
نہین ہوسکتے جنکے لیے علم یقینی ضرور ہے

سوم - یعنی قسم سوم کی وہ احادیث ہین جو چند طریقون سے روایت کی گئی ہین مثلاً
ایک محدث مکہ مین احمد سے ایک روایت کرتا ہے دوسرا مدینے مین محمد سے اوسیکو روایت
کرتا ہے تیسرا یمن مین محمود سے اوسیکو روایت کرتا ہے علی ہذا القیاس اور راوی بھی اسیطرح
روایت کرتے ہین اس روایت مین بھی جھوٹ کا احتمال باطل ہوتا ہی چنانچہ منشی صاحب
لکھتے ہین - کہ ہم کہتے ہین کہ سلسلہ اسناد کا وضع کر لینے اور جھوٹ بنا لینے کا شبہہ تعدد طرق
سے بھی باطل ہوتا ہے یعنی مختلف اسناد اور متفرق ماخذ سے جدا جدا محدثون نے جو روایتین
ایک ہی الفاظ سے یا متحد المعنی نقل کین جسکے بیچ کے وسایط دوسری سند کی اسناد سے بے نیاز
اور غیر متعلق بلکہ جدا جدا مکان اور زمانے رہنے والے ہون تو اومین یہ شبہہ نہوگا کہ راویونکے نام جھوٹ بنا لیے گئے انتہی
اب پادری صاحب کا جواب سنیے صفحہ ۲۹ مین لکھتے ہین - کہ یہ بات سچ ہے مگر مین نے
نہین کہا کہ اسناد کا طریقہ مطلق باطل ہے پر اہل حدیث کے اسناد کے طریقے پر میرا اعتراض
ہی مین جانتا ہون کہ وہ شنید ہی بالواسطہ اور احتمال صدق وکذب کا جاتا نہین رہتا انتہی
مین کہتا ہون کہ جب منشی صاحب کی بات کو آپ خود سچ کہتے ہین اور اقرار کرتے ہین کہ
سلسلہ اسناد بنایا نہین گیا بلکہ صحیح اور واقعی ہے پھر اگر مگر کیسی ای صاحب جب سلسلہ اسناد
صحیح ہی تو تاریخ محمدی مین جو اسناد پر آپ کلام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ سلسلہ اسناد بھی اون
محدثین نے بنا دیا (جس سے صاف یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ محدثین نے اپنی طرف سے بنا لیا)
بالکل لغو اور غلط ہی اور یہ جو کہا کہ وہ بالواسطہ شنید ہے اور احتمال صدق وکذب کا جاتا نہین
رہتا اچھا جناب حدیث تو بالواسطہ شنید ہی مگر انجیل کو تو کہیے کہ وہ دید ہی نہ شنید ہی

نہ بالواسطہ نہ بلاواسطہ اوسکی کوئی کتابی سند پیش کیجیے جسمین بتصریح لکھا ہو کہ یہ انجیل
متی نے لکھی اور پھر اوس تحریر کی سند پیش کیجیے کہ واقعی یہ تحریر فلان شخص کی ہی جو حواری
کا دیکھنے والا ہے - مگر ناظرین اسکو یقینی جان رکھین کہ پادری صاحب سے یہ امر غیر ممکن
ہی کیونکہ انجیل کی کوئی ایسی سند ہی نہین اور جسکو عیسائیون نے سند قرار دے رکھا ہی
وہ بالکل ایک لغو اور مہمل بات ہے جس سے کچھہ بھی ثبوت ان اناجیل کا نہین ہوتا چنانچہ
آیندہ اسکا ذکر آئیگا پھر پادری صاحب اوسے تو تسلیم کر رہے ہین اور یہان شنید
بتا کر ٹالتے ہین سبحان اللہ کیا انصاف ہی —

تعلیق ۱۰ صفحہ ۲۲ عمادالدین نے صفحہ ۱۷ سے ۲۵ تک احادیث کے مضمون کو جو معجزات
کی نسبت ہے بے اعتبار ٹھہرایا ہے —

اس تعلیق کا خلاصہ سوا اوس نقض اجمالی کے جو شروع مین جناب منشی صاحب نے
کیا ہی یہ ہے کہ حضرت کے معجزات کی تصدیق تین طرح پر ہو سکتی ہے اول اون آیات
قرآن مجید سے جن مین ذکر اجمالی معجزات کا آیا ہے دوسرے اون روایات سے جو خاص
معجزون مین اونکے دیکھنے والون نے اس کثرت سے روایت کیا ہی کہ وہ قریب
متواتر ہین - تیسرے روایات معجزات کے اوس قدر مشترک سے کہ وہ بنفسہ تو متواتر ہے
مگر اوسکی تفاصیل احاد ہین - پادری عمادالدین نے جو اس تعلیق کا خلاصہ کیا ہے
وہ سراسر غلط ہے - تیسری قسم کو بالکل بدل دیا ہی اونکے خلاصہ کی عبارت یہ ہی
محمد صاحب کے معجزے تین قسم کے ہین قرآنی جو قرآن سے ثابت ہین تواتری جو احادیث
متواترہ سے ثابت ہین احادی جو روایات احاد سے ثابت ہین انتہی —
قسم سوم مین منشی صاحب تو قدر مشترک متواترہ سے ثبوت بیان کر رہے ہین اور پادری صاحب بعضا

خبر احاد سے ثبوت بتلا رہے ہین - پھر اب اسے کیا کہا جاے آیا اردو عبارت نہین سمجھتے
یا جان بوجھکر عوام کو بہکاتے ہین - اب مین جناب منشی صاحب کے قول کی تفصیل کسیقدر
کیا چاہتا ہون اور تینون قسم کے معجزات کی تصدیق کو بیان کرتا ہون - مگر طرز استدلال
اور بیان ثبوت مین وہ امر پیش کیے جائینگے جو مخالف کے مسلمات مین سے ہین اور جن
باتون سے مخالف اپنا دعوی ثابت کرتا ہے اون سے ہم بھی ثابت کرینگے اوس سے زیادہ
ہمین اپنے ذمہ بار لے لینے کی کوئی ضرورت نہین ہے اگر اوس طرز بیان مین ہمارے اصول
مسلمیہ کے خلاف ہو تو مخالف اوس سے ہمکو الزام نہ دے سکیگا کیونکہ جس وقت ہمنے بموجب
اوسکے مسلمات کے کوئی امر ثابت کر دیا پھر کوئی وجہ نہین ہی کہ وہ زیادہ گفتگو کرے ہمارے
قواعد و ضوابط کو وہ کب تسلیم کرتا ہے جو ہم بموجب اپنے قواعد کے ثابت کرین بالفرض
اگر ہمنے کسی امر کو حسب قواعد اہل اسلام ثابت بھی کیا تو مخالف یہ کہدیگا کہ یہ قاعدہ
اہل اسلام کا بنایا ہوا ہی ہم نہین مانتے چنانچہ پادری صاحب کا یہی دستور ہے اور اونکا
تو عجیب حال ہی کہ کہین تو بطرز اہل اسلام ثبوت چاہتے ہین اور جب ثبوت دیا جاے تو اوس
طرز کو اہل اسلام کی گڑھنت بتاتے ہین اور جب مطابق اصول مذہب عیسوی کوئی امر بیان
کیا جاے تو مسلمات اہل اسلام سے اوسپر نقض کرتے ہین غرضکہ کہین پر اونھین قرار نہین ہے
اونکا مدعا صرف اسقدر ہے کہ اولٹی سیدھی تقریر کرکے عوام کو فریب دیجیے اور اوسکا ترقمہ ہم سمجھیے

بیان قسم اول - قرآن مجید مین حضرت کے معجزات تفصیلی (یعنی خاص معجزے) اور اجمالی
دونون کا ذکر ہے - ذکر اجمالی کے یہ معنی کہ صرف اس قدر بیان کیا گیا کہ حضرت نے معجزہ
دکھایا یہ تفصیل وہان نہین کہ کونسا معجزہ اور کس طرح دکھایا اور ظاہر ہے کہ جس طرح بیان
تفصیلی سے مفصل امر کا یقین ہو جاتا ہی اسی طرح بیان اجمالی سے مجمل امر کا یقین ہوا کرتا ہی

اسکی مثال یہ ہی کہ تھوڑا عرصہ ہوا کہ روم وروس مین لڑائی ہوئی تھی اوس لڑائی کی خبرین بالاجمال اکثر آتی رہین اور مفصل کم آئین اب اس بات کا یقین ہونا کہ لڑائی بیشک ہوئی اسپر موقوف نہین ہی کہ ہمین مفصل لڑائی کے حالات معلوم ہوجائین اور ہم جان لین کہ فلان روز فلان مقام پر اس قدر فوج سے مقابلہ ہوا اور اس قدر لوگ مارے گئے اور اتنے زخمی ہوے دیکھو اس وقت اتنی بات کا ہر شخص یقین کرتا ہے کہ سنہ ۱۸۷۷ء مین روم وروس مین لڑائی ہوئی گرچہ اوسکی تفصیل سے مطلق آگاہ نہو پس معلوم ہوا کہ مختصر اور مجمل امر کے یقین کے لیے اوسکی تفصیل کا معلوم ہونا ضرور نہین ہی اسی پر معجزات کو قیاس کرنا چاہیے کیونکہ وہ بھی واقعات ہین اونکا ثبوت بھی اسی طرح ہوسکتا ہی جسطرح واقعات کا ہونا چاہیے اسکے سوا اور کوئی طرز ہی ثبوت کا نہین ہی خواہ وہ مسیحی معجزے ہون یا محمدی - لہذا جس مقام پر معجزات کا بیان اجمالی طور پر ہے وہان بلاشبہ اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ حضرت سے معجزات ہوے اب یہ امر کہ کیا ہوے اور کیونکر ہوے دوسری بات ہے اگر کسی معجزے کی تفصیل ہمکو یقینی طور پر ثابت ہوجائیگی تو ہم اوس تفصیل کو بھی یقین کرینگے کیونکہ اجمال و تفصیل دو امر ہین ہر ایک کا حکم علٰحدہ علٰحدہ ہے -

اب مین مختصر طور سے معجزات کا ذکر کرتا ہون قرآن مجید کے وہ مقامات جہان معجزات کا بیان اجمالی ہی اون مین سے چند مقامات کا حوالہ جناب منشی صاحب نے اپنی کتاب کے حاشیہ پر دیا ہی مین اونمین سے صرف تین مقام کی تفصیل کرونگا سب کی تفصیل مین بہت طول ہوجائیگا -

مقام اول كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ کیونکر ہدایت کریگا اللہ ایسی قوم کو جو ایمان لاکر کافر ہوگئی

اور گواہی دے چکی تھی کہ رسول حق ہی اور پہونچ چکے تھے اونھین صریح معجزات۔
مفسرین یہان بینات سے مراد قرآن و معجزات لیتے ہین کیونکہ لغوی معنی اس کے
کھلی نشانیونکے ہین اور ظاہر ہے کہ جو مدعی نبوت ہی اوسکی نشانیان معجزات کے سوا
اور کچھہ نہین ہوسکتین لہذا قرآن مجید (جو حضرت کو رسول خدا کہتا ہے) جہان یہ بیان
کریگا کہ حضرت نے نشانیان دکھائین اوس سے ضرور معجزات ہی مراد ہونگے اور کچھہ
ہو ہی نہین سکتا خصوصًا ایسے مقام پر جیسا کہ اس آیت مین ہی کہ بعد دیکھنے اون نشانیون
کے کافر ہوجانا تعجب بتاتا ہے کیونکہ جب تک کوئی نبوت کی دلیل نہ دیکھے تو اوس سے انکار
کرنا تعجب نہین ہی قرآن مجید پر اوسکا اطلاق بھی اسی وجہ سے ہے کہ وہ بھی بڑا معجزہ ہے
اوسکی تعلیم اوسکی بلاغت بےمثل ہی کوئی اوسکے مثل نہین لاسکتا اور جنھون نے اسکے معنی یہ
لکھے ہین الحجج الظاہرات یعنی کھلی دلیلین اونھون نے صرف لغوی معنی بیان کیے ہین
اس سے یہ خیال کرنا کہ بینات سے مراد سوا معجزہ کے اور کچھہ ہے محض جہالت ہے کیونکہ
اس مفسر کی غرض یہ ہے کہ واضح لفظ سے بیّنات کی تفسیر لفظی کردے اور وہ حجج ظاہرات
ہی اب یہ امر کہ حجج ظاہرات سے کیا مراد ہے سو وہ قرینہ سے نہایت ظاہر ہے کہ معجزات
مراد ہین کیونکہ اونکو رسول کیطرف منسوب کیا ہے اور جب کھلی دلیلین رسول کیطرف
منسوب ہوئین اور یہ کہا گیا کہ یہ روشن دلیلین رسول لایا ہے تو وہ سوا معجزات کے اور کیا
ہونگی باقی رہا پادری صاحب کا یہ اعتراض کہ اون معجزات کی تفصیل نہین ہوئی کیونکہ
یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کیا معجزات تھے اور کیونکر وقوع مین آئے اسکا جواب ہم پہلے ہی
دیچکے ہین کہ اجمال کی قطعیت کے لیے کچھہ تفصیل کی حاجت نہین اور یہ امر ایسا ظاہر ہے
کہ عام لوگ بھی اسکا انکار نہین کرسکتے بہت سی باتون کو وہ مجمل طور پر بخوبی جانتے ہین

اور تفصیل سے اونھین کچھ خبر نہین ہی بااین ہمہ پادری صاحب انکار ہی کرتے ہین
پس ہے کیف یہدی اللہ قوماً کفروا بعد ایمانہم الخ —

مقام دوم اذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاءھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین ○ یاد کرو جس وقت کہا مریم کے بیٹے عیسی نے ای بنی اسرائیل مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون تمھاری طرف سچ بتاتا توریت کو جو پہلے مجھ سے ہی اور خوشخبری دیتا ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والا ہے کہ نام اوسکا احمد ہے پس جب وہ آیا اونکے پاس کھلے معجزے لیکر تو کہا اونھون نے کہ یہ (معجزے) صریح جادو ہین یہان بینات سے مراد معجزات ہین اسپر پادری صاحب صفحہ ۳۷ مین دو طرح سے شبہہ کرتے ہین اول یہ کہ بینات عام ہے کہ قرآن کے فقرات کو کہین یا اون دلیلون کو جن مین سے ایک کا ذکر اوپر ہوا کہ حضرت عیسے نے بشارت دی تھی حالانکہ محض غلط ہے انتہے —

اسکا جواب یہ ہے کہ بینات کا لفظ عام سہی مگر اوسکا عام ہونا ہمارے کیا مضر ہے عام کا یہ خاصہ ہے کہ جمیع افراد کو شامل ہوتا ہی آپ نے بھی کسی سے سنا ہوگا اوسکا ایک فرد معجزہ بھی ہے اسکے تو آپ بھی قائل ہین پھر اس فرد کے خارج کرنے کے کیا معنی —
علاوہ اسکے اون بینات کی نسبت یہ کہا گیا کہ کفار قریش اونھین سحر کہتے تھے اور ہم تلبیسات عمادیہ مین بیان کرین گے کہ قریش جو حضرت کو ساحر کہتے تھے تو اونکی مراد جادوگر تھی اونکے گمان مین تھا کہ بابل ہی جادوگری حضرت کو پہونچی ہے پس یہ بھی قرینہ ہے اس بات کا کہ بینات سے مراد معجزات ہی ہین اور صفحہ ۳۸ مین یہ جو کہا کہ

ظاہر اسکے (یعنی سَاحِرٌ مُّبِینٌ) کے معنی یہ ہین کہ اوسکی باتین صاف مکاری کی ہین محض
خبث باطن ہی یہ کیسی کورباطنی ہی کہ اپنا قول بھی یاد نہین رہتا ابھی تو کہہ چکے ہین کہ بیّنات
سے مراد قرآن کے فقرے یا مسیح کے بشارت ہی اور یہان سحر کے معنی مکاری کے بتاتے
ہین حالانکہ عربی کے طفل مکتب بھی جان سکتے ہین کہ اس آیت مین خاص بیّنات کو
سحر کہا ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن کی آیتون یا مسیح کی بشارت کو مکاری کہنے کے کچھہ
معنی نہین ہین- علاوہ اسکے قریش کا آنحضرت کو ساحر بمعنی مکار کہنا ہرگز ثابت نہین ہے
تمام عرب آپکو نہایت سچا اور امین جانتے تھے البتہ دین کی مخالفت سے دشمن ہو گئے
تھے اور اگر پادری صاحب مدعی ہین تو ثابت کرین اور بغیر ثبوت کے ایسی تہمت خدا کے
کسی رسول پر لگانا ملحدون کا کام ہے یہ گروہ ہر ایک نبی کی نسبت ایسی بدگمانی کیا کرتا
ہے پھر کیا اوسکی بدگمانیون سے اونکی شان مین بٹہ لگ سکتا ہے ہرگز نہین —
یہ بھی یاد رہے کہ سحر کا لفظ گرچہ بلحاظ لغوی معنی کے مکاری کو شامل ہو مگر عرف مین یہ
معنی متروک ہین اب جب تک اس معنی کا عُرف ثابت نہولے اوس وقت
تک یہ معنی لینے ہرگز جائز نہونگے - دوسرا شبہہ اونکا یہ ہے کہ اگر معجزات ہین تو بھی بقول
منشی صاحب نامعلوم اور گول گول معجزے ہونگے جنپر لفظ بیّنات صادق نہین آتا
یہ تو اعتراض پادری صاحب نے ایسا کیا کہ مُعَلِّمُ الْمَلَكُوت بھی ہنستے ہونگے بیّنات اگر کھلی
اور ظاہر چیز کو کہتے ہین تو اسکا مصداق جو خارج مین ہے وہ ظاہر ہونا چاہیے نہ یہ کہ اوسکے
مصداق کا بیان ظاہر ہونا چاہیے الجناب منشی صاحب بیان معجزات کو مبہم کہتے ہین نہ کہ خود
معجزات کو منشی صاحب کے کلام کا حاصل یہ ہی کہ وہ معجزات جو حضرت نے دکھائے (جنکا ذکر
کچھہ آنے والا ہے) اونکا ذکر قرآن مین بعض جگہ بالاجمال ہے مثلاً یون کہا گیا فَلَمَّا جَاءَهُم

بِالْبَیِّنَاتِ جب لایا اونکے پاس معجزات۔ یہان صرف یہ کہدینا کہ معجزات لایا اور اس جگہ یہ بیان نکرنا کہ کونسا معجزہ لایا اجمالی بیان ہے اب پادری صاحب کی جہالت دیکھیے کہ اس بیان کو بیّنات کا مصداق ٹھہراتے ہین حالانکہ یہ اوسکا بیان ہے نہ کہ اوسکا مصداق بہرحال بینات سے مراد معجزات ہین اور انھین معجزات کیطرف اشارہ کر کے کہا گیا کہ ہٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔ یہ صریح جادو ہے پس معلوم ہوا کہ کفار اونھین معجزات کو سحر کہتے تھے جیسے مسیح کے بھوت وغیرہ نکالنے کو کفار کہتے تھے کہ یہ شیطان اور روح خبیث کے ذریعے سے انکو نکالتا ہے۔ معاندین کا دستور ہے کہ کیسا ہی اونکو معجزہ دکھایا جاے ضرور کچھ نہ کچھ بات بنا دینگے کہین فریب کہین شعبدہ بازی وغیرہ جسکی سرشت جیسی ہوگی وہ اوس طرف لیجائیگا چنانچہ پادری صاحب اکثر معجزات محمدی کو اور آپکے حالات کو مکاری کیطرف کھینچ لے جاتے ہین سچ ہے المرء یقیس علے نفسہ۔

مقام سوم وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ الخ جب اونکو نصیحت کیجاے تو قبول نہین کرتے اور جب وہ کوئی معجزہ دیکھین تو ہنسی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بلاشبہہ یہ صریح جادو ہے۔ دیکھیے یہان مراد آیت سے سواے معجزے کے اور کچھ نہین ہوسکتا اسیواسطے مفسرین اسکے معنی لکھتے ہین کہ رَاَوْا اٰیَةً ای معجزۃ من معجزات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یعنی آیت سے مراد معجزہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس اوسی معجزہ کو کفار نے کہا ہٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ یہ صریح جادو ہے اصل ثبوت معجزے کا لفظ آیت سے ہی کہ اس مقام پر اوسکے معنی سواے معجزے کے اور کچھ نہین ہوسکتے کیونکہ پادری صاحب نے آیت کی دو معنی بیان کیے ہین ایک تو قرآن مجید کا فقرہ دوسرے معجزہ اس مقام پر آیت سے مراد قرآن مجید کا فقرہ نہین ہوسکتا اسلیے کہ یہان آیت کی نسبت یہ ارشاد

ہوا ہی کہ جب وہ دیکھتے ہین تو ٹھٹھا کرتے ہین اور آیات قرآن مجید اوس وقت لکھی ہوئی
ایسی شائع نہ تھیں کہ منکرین اونہیں دیکھا کرتے البتہ سنا کرتے تھے اگر آیت سے مراد یہان
قرآن مجید کے فقرے ہوتے تو اذا راٰوا آیۃً نہوتا بلکہ اذا سمعوا آیۃً ہوتا یعنی جب وہ آیت کو
سنتے ہین تو ہنستے ہین۔ یہان سے معلوم ہوا کہ اس آیت مین پادری صاحب کا یہ کہنا کہ لفظ
سحر مشترک ہے اور مشترک کو مطلب واحد پر دلیل بنانا جائز نہین ہی محض جہالت یا فریب ہی
ہی کیونکہ اول تو ہمین اسکے اشتراک سے بحث نہین بلکہ ہم دوسرے لفظ سے استدلال کرتے ہین
جسکے معنی اس مقام پر بلاشبہہ معجزے کے ہین دوسرے یہ کون کہتا ہی کہ مطلق مشترک سے مطلب
واحد پر دلیل پکڑنا جائز نہین ہی بلکہ جس مقام پر قرینہ ایک معنی کا ہو وہان وہ معنی نہ لینے کی کیا
وجہ ہے جیسے یہان کلام ماسبق ایک معنی خاص کی تعیین کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ تمام علماے
مسیحی لفظ مشترک سے ایک معنی لیتے ہین اور اوسکو قطعی سمجھتے ہین تمام ترجمے بیبل کے اسپر شاہد
ہین مثلاً لفظ علمہ ہی کہ کنواری عورت اور غیر کنواری دونون کو کہتے ہین جیسا کہ مراۃ الیقین
مین اسکا ثبوت بخوبی کیا گیا ہی اب عیسائیون نے اوسکی معنی خاص کنواری عورت کے قرار دے رکھے ہین
اسی طرح لفظ خدا یا ابن اللہ کی متعدد معنی اوسی بیبل مین آئے ہین اب جہان پر اس لفظ کا
اطلاق مسیح پر آیا ہی اوس سے ایک معنی قطعی سمجھتے ہین یعنی خدا کا اطلاق بیبل مین بندہ پر بھی
آیا ہی اور اوس ذات واحد پر بھی اور ایسی ہی ابن اللہ کا اطلاق نبی اور رسول اور مومن پر آیا ہی مگر جہان
اس لفظ کا اطلاق مسیح پر آیا ہی اوس سے ایک معنی خاص مراد لیتے ہین تا کہ تثلیث ہاتھ سے نجاے اور اس قاعدہ کی کچھ پروا نہین
کرتے جسے یہان پر عقلی بتا رہے ہین کہ لفظ مشترک کو مطلب واحد پر دلیل بنانا جائز نہین ہے
پھر اگر منشی صاحب نے بھی آپ کے مقابلہ مین ایسا استدلال کیا تو کیا برا کیا جب آپ اپنے
استدلالون سے ہاتھ اوٹھاوینگے تو منشی صاحب بھی اس لفظ مشترک کو آپ کے سامنے پیش

نکرینگے اور جب تک کہ آپ ان الفاظ مشترکہ سے ایک معنی قطعی سمجھ رہے ہین تو منشی صاحب
کو بھی آپ کے سامنے ایسے الفاظ سے استدلال کرنے مین کوئی مانع نہین ہو سکتا۔
الحاصل اس تقریر سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ قرآن مجید معجزات محمدی کی تصدیق کرتا ہی۔
بیان قسم دوم یعنی خاص خاص معجزات جو دیکھنے والون کی شہادت سے یقینی
طور پر ثابت ہین مخفی نرہی کہ علماے مسیحیہ معجزات حضرت عیسی کا ثبوت صرف دو یا تین گواہون
سے کرتی ہین اور اوسکو یقینی بلکہ اوس سے بھی زیادہ سمجھتے ہین تو اب اگر ہم بھی صرف دو تین
شہادتون سے معجزات محمدی ثابت کرین تو عیسائیون کو بالضرور ماننا پڑیگا ورنہ معجزات
مسیحی سے بھی ہاتھ اوٹھانا ہوگا۔ اسمقام پر علماے مسیحیہ یہ کہا کرتے ہین کہ معجزات مسیحی الہام
سے دیکھنے والون نے لکھے ہین اسلیے وہ قطعی ہین مگر یہ بالکل فریب ہی کیونکہ اول تو اسکا
ثبوت نہین کہ مسیحی معجزات جن کتابون مین لکھے ہین وہ کتابین اونکی تصنیف ہین جنھون
نے وہ معجزات دیکھے تھے دوسرے یہ کہ اِن کتابون کا الہام سے لکھنا ثابت نہین بلکہ یقیناً
وہ کتابین غیر الہامی ہین چنانچہ پیغام محمدی مین اسکا ثبوت دیا گیا ہی اور آگے مین بھی دیا
جائیگا لہذا علماے مسیحیہ کا یہ قول محض بے اصل ہے یہان سے پادری صاحب کی وہ لن ترانیان
جو اونھون نے تقلیع نہم مین کی ہین کہ معجزات مسیحی کا ثبوت تاریخی واقعات کے ثبوت سے
کہین زیادہ ہے بالکل باطل ہوگئین اب اگر خاطراً یہ امر تسلیم کر لیا جاے کہ مسیحی معجزات
دیکھنے والون نے لکھے ہین تو ظاہر ہے کہ وہ لکھنے والے صرف دو ہی شخص ہین یعنے متی
اور یوحنا کیونکہ مسیح کے حالات لکھنے والون مین عیسائیون کے نزدیک یہی دو شخص
حواری ہین اور مرقس وغیرہ نے تو سنی سنائی باتین لکھی ہین — اور یہ کہنا کہ پطرس اور
پولوس نے انکی انجیلون کو دیکھ لیا تھا اول تو کوئی کافی دلیل اسکی نہین ہی اور بالفرض

ہمنے مانا کہ انھون نے دیکھا مگر پولوس تو حواری نہین نہ اوسنے معجزات کو دیکھا اور اوسکو
زبردستی حواری بتانا اونھین خیال پرستون کا کام ہے جو خواب وخیال پر یقین رکھکر اپنا
ایمان برباد کرتے ہین اب پطرس کی گواہی رہی وہ اگر مان لیجاے تو کلھم تین گواہ ہوے
پادری صاحب تو خوش ہونگے کہ یہان بہی تین کا عدد ہاتھہ سے نگیا - الغرض ان تین کی
گواہی سے عیسائیون کے نزدیک معجزات کا ثبوت یقینی ہوجاتا ہے اب ہمسے پادریصاحب
معجزات محمدی پر چار چار کی گواہی نہین بلکہ اس سے بہی زیادہ کی -

پہلا معجزہ شق القمر اس معجزہ کا ذکر اول تو قرآن مین آیا اور یون ارشاد ہوا -
اقتربت الساعة وانشق القمر ۝ وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ۝ قریب ہوئی قیامت اور
بلاشک دو ٹکڑے ہوگیا چاند اور جب وہ کفار دیکھتے ہین کوئی معجزہ تو مونہ پہیرتے ہین اور کہتے ہین
کہ یہ زبردست جادو ہی تمام محققین مفسرین بیان کرتے ہین کہ یہ واقعہ گذشتہ کی خبر ہے

تفسیر کبیر مین ہے - والمفسرون باسرہم علی ان المراد ان القمر انشق وحصل فیہ الانشقاق
ودلت الاخبار علی حدیث الانشقاق وفی الصحیح خبر مشہور رواہ جمع من الجماعة من الصحابة وقال بعض
المفسرین المراد سینشق وہو بعید ولا معنی لہ - حاصل یہ کہ تمام مفسرین (جو لائق اعتبار ہین)
کہتے ہین کہ اس سے مراد یہی ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور مشہور اور صحیح خبرین اسپر دلالت
کرتے ہین جسکو جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے - اور بعض مفسرین نے (جو غیر معتبر ہین)
کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آیندہ پہٹ جاے گا اور یہ قول نہایت بعید ہے اور کچھہ
معنی اسکے نہین ہین - اور تفسیر فتح البیان مین ہے کہ ابن کثیر نے کہا کہ شق القمر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین واقع ہوا جیسا کہ متواتر اور صحیح حدیثون سے ثابت ہی
اور پہر صاحب فتح البیان لکھتے ہین - والحاصل انا اذا نظرنا الی کتاب اللہ فقد اخبرنا بانہ

انشق ولم یخبر بانہ سینشق وان نظرنا الی سنۃ رسول اللہ فقد ثبت فی الصحیح وغیرہ من طرق متواترانہ قد کان ذلک فی ایام النبوۃ وان نظرنا الی اقوال اہل العلم فقد اتفقوا علی ہذا ولا یلتفت الی شذ ذو من شذ واستبعاد من استبعد۔ حاصل یہ کہ جب ہم دیکھتے ہین کتاب اللہ کیطرف تو وہ خبر دیتی ہی ہمکو کہ شق القمر ہوگیا اور جب ہم دیکھتے ہین احادیث کی طرف تو احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ واقعہ حضرت کے زمانے مین ہوا۔
اور جب ہم نظر کرتے ہین اہل علم کے قولون کیطرف تو اونھون نے بھی اسپر اتفاق کیا ہے (کہ لامحالہ شق القمر بلا شبہہ ثابت ہی اسوجہ سے) التفات نکیا جائیگا اوس شخص کیطرف جو ان سب سے الگ ہو گیا اور اوسنے مستبعد جانا اسکو۔ اس روشن وبدیہی ثبوت کو جو مثل آفتاب کے درخشان ہی پادری صاحب اپنی تیرہ درونی اور فریب کی کالی گھٹا سے چھپایا چاہتے ہین اور اس سچی اور واقعی بات کو اس طرح جھٹلاتے ہین۔
قولہ صفحہ ۶۷۔ سحر مستمر قدیمی جادو یعنی وہ جادو جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے یعنی کوئی خرق عادت نہین ہی اوسی قسم کے کام ہین جو ہم عرب کے لوگ ہمیشہ مکارون مین دیکھتے ہین انتہی پادری صاحب نے یہان یعنی یعنی لگا کر اپنی حالت کو خوب ظاہر کیا چونکہ اونکے رگ وپے مین مکر وفریب سمایا ہوا ہی اسلیے اونھین ہر جگہ وہی سوجھتا ہی آیت کے معنی تو مین بیان کرچکا ہون مگر اس مقام پر ان دو لفظون کی تفصیل کرنا مد نظر ہے واضح ہو کہ لفظ سحر اور مستمر دونون مشترک المعنی ہین سحر کے معنی جادو اور جادوگری اور فریب دینا وغیرہ ہین (دیکھو غیاث وصراح وغیرہ) یہ امر ظاہر ہے کہ یہ تین معنی جو مینے بیان کیے ہین علیحدہ علیحدہ چیزین ہین جادو اور چیز ہے اور جادوگری اور شے اور فریب دینا اور بات ہی اسی واسطے ہر ایک مکار اور فریبی کو جادوگر نہین کہتے اسیطرح ہر ایک جادوگر کو فریبی

نہین کہا جاتا غرضکہ یہ دونون صفتین جدا جدا ہین - یہان سے پادری صاحب کا فریب
کئی طور سے ظاہر ہوتا ہی اوّل یہ کہ پہلے تو سحر کے معنی جادو کے بیان کیے اور پھر دو مرتبہ
یعنی کر کے جادو سے مراد عام دغابازیکی قدرت بتائی بھلا کہان جادو اور کہان دغابازیکی
قدرت - تمام خاص و عام اسکو جانتے ہین کہ یہ دونون ایک شے نہین ہین مگر پادری صاحب
دونون کو ایک کرتے ہین پھر یہ فریب نہین تو کیا ہے کیا دو مرتبہ یعنی کرنے سے لفظ کی
ماہیت بدل جائیگی ہرگز نہین دوسرے یہ کہ لغت مین سحر کے معنی تو فریب دینے کے لکھے ہین مگر
اون معنی کا پتہ نہین لگتا جو پادری صاحب نے یہان بیان کیے ہین یعنی عام دغابازیکی
قدرت اونھین چاہیے کہ اس معنی کو کسی معتبر لغت کی کتاب سے ثابت کرین - اہل علم
خوب جانتے ہین کہ فریب دینا اور امر ہے اور عام دغابازیکی قدرت اور چیز ہے - تیسرے
یہ کہ قرآن مجید مین لفظ سحر ایسے محل پر فریب دینے کے معنون مین نہین مستعمل کیا گیا جو کوئی
مدعی ہو ثابت کرے کفار عرب نے آنحضرت کو کبھی مکار اور فریبی نہین کہا البتہ حضرت مسیح کو اونکے
مخالفین نے ایسے الفاظ کہے ہین دیکھو متی کا باب ۲۷ ورس ۶۳ وغیرہ - غرضکہ سحر کے معنی
عام دغابازی کے قدرت قرار دینا محض دغا ہی بلکہ اوسکے معنی جادو کے ہین - اور ظاہر ہی کہ
منکرین انبیا کی خرق عادت کو جادو کہا کرتے ہین - اور مستمر کے لغوی معنی بھی کئی ہین -
زبردست - پے درپے - گذر جانیوالا - تلخ - گرچہ بعض مفسرین نے ان چارون معنی کو یہان
چسپان کیا ہی مگر حقیقت مین یہان صرف اوّل ہی معنی مراد ہین جنمین کسی طرح کا تکلف نہین ہی -
اور دوسرے معنی کو یہان چسپان کرنا تکلف سے خالی نہین ہے اسیوجہ سے بعض محققین
نے جو قرآن مجید کے لغات لکھے ہین اونھون نے صرف یہی ایک معنی بیان کیے ہین
چنانچہ امام ابوبکر سجستانی نے نزہتہ القلوب مین (جسمین خاص قرآن مجید کے لغات بیان

کیے ہین) لکھا ہے قولہ عز وجل مستمر ای قوی شدید ویقال مستحکم انتہی یعنے مستمر کے معنی
زبردست سخت اور مستحکم کے ہین لغات القرآن فارسی مین جو بعض مطبوعہ قرآن کے حاشیہ
پر چھپا ہے اوسمین بھی صرف یہی ایک معنی بیان کیے ہین۔ بعض مفسرین نے دو معنی بیان
کیے ہین اوّل تو وہی زبردست اور قوی کے معنی دوسرے دایم کے مگر دائم سے مراد
وہ نہین ہے جو پادریصاحب ازراہ فریب دہی بیان کر رہے ہین بلکہ اوسکا ٹھیک ترجمہ
پے در پے ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے آیت کا مطلب یہ ہے کہ کفار عرب نے معجزہ شق القمر
دیکھکر کہا کہ یہ دائمی جادو ہے یعنی اوس قسم کی عجوبہ اور خرق عادت ہے جو پے در پے اور ہمیشہ
انسے (یعنے آنحضرت سے) ہوتی رہتی ہین اس معنی کے لحاظ سے یہ آیت نص ہے اس بات پر
کہ آنحضرت سے بہت معجزے صادر ہوے مگر چونکہ معاندین خرق عادت کو معجزہ نہین مانتے
بلکہ جادو کہتے ہین جیسا کہ فرعون اور اوسکے لوگون نے حضرت موسیٰ کے معجزون کو
کہا تھا اور جادوگرون کو اونکے مقابلہ مین بلایا تھا اسی طرح کفار عرب نے معجزہ شق القمر
دیکھکر یہ کہدیا کہ یہ ہمیشہ کا جادو ہے یعنی یہ فعل جو اسوقت اونھون نے کر دکھایا کوئی نئی
بات نہین ہے بلکہ اس قسم کے افعال یہ ہمیشہ کیا کرتے ہین۔ اب پادریصاحب کی تلبیس لائق
ملاحظہ ہے کہ اوّل تو اون معنی کا ذکر ہی نہین کیا جو خاص اس مقام پر محققین نے بیان
کیے ہین یعنی زبردست اور مستحکم کے۔ دوسرے یہ کہ جو معنی بیان کیے اوسمین اصلی مطلب کو
بالکل اوڑا کر ایک جھوٹا مطلب اپنی طرف سے بیان کر کے کہدیا کہ یہ آیت نص ہے اس بات پر
کہ جو کام اونھون نے دیکھا تھا وہ خرق عادت نہ تھی بلکہ کوئی شعبدہ بازی تھی انتہے
ناظرین بیان سابق کو ملاحظہ کر کے خود انصاف کر سکتے ہین کہ آیت مذکورہ کس مدعا پر
نص ہے ہر ایک منصف بے تامل یہی کہیگا کہ اس آیت سے صرف معجزہ شق القمر ہی ثابت نہین ہوتا

بلکہ یہ بات بھی ثابت ہوتی ہو کہ آنحضرتؐ نے بہت سے معجزات دکھائے ہین۔ تحریر سابق
کے علاوہ پادری صاحب کا مدعا تو خود اونھین کی تحریر سے باطل ہوتا ہو کیونکہ لفظ سحر اور
مستمر دونون مشترک المعنی ہین (جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا) اور چند سطر پہلے صفحہ ۳۵ مین لکھ
چکے ہین کہ لفظ مشترک المعنی کو مطلب واحد پر دلیل قطعی بنانا جائز نہین ہو پھر بیان الفاظ
مذکورہ کے ایک معنی لیکر اپنے مدعا پر دلیل قطعی سمجھنا کیسے جائز ہو گیا کیا غیرون ہی کے لیے
شرعی اور عقلی قاعدے پیش ہوتے ہین اور اپنے لیے کسی قاعدے کی پابندی نہین ہے
سبحان اللہ کیا انصاف ہی ناظرین پادری صاحب کی حق جوئی کو ملاحظہ کرین۔
واضح ہو کہ پادری صاحب جب آیت کے بیان معنی مین خاطر خواہ تلبیس کر چکے تو اونھین
خیال آیا ہوگا کہ اس آیت کے شروع کا جملہ تو ہماری تزویر کی پوری قلعی کھولتا ہو اور ہمارے
مطلب کو صاف صاف غلط بتاتا ہے کیونکہ وہان یہ بیان ہے کہ قیامت قریب ہوئی
اور چاند پھٹ گیا اور کفار عرب جب کوئی معجزہ دیکھتے ہین تو نہین مانتے اور کہدیتے ہین
کہ یہ زبردست جادو ہی یہان سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ کفار عرب نے جس فعل کو دیکھکر سحر
مستمر کہا تھا وہ شق القمر تھا پھر اسکی معجزہ ہونے مین کس منصف کو کلام ہو سکتا ہے۔
اس لیے پادری صاحب اس سچی بات کے چھپانیکو اسطرح روغن قاز ملتے ہین (جیسا کہ معاندون
اور منکرون کا دستور ہے) قولہ صفحہ ۳۶۔ اگر کہا جائے کہ اوپر لفظ شق القمر کا موجود ہی سوجاننا
چاہیے کہ انشق بمعنی سینشق ہو یعنی قیامت کو پھٹے گا کیونکہ الف لام الساعۃ کا بتاتا ہو
کہ عین دن قیامت مراد ہو اور دو فعل ماضی کے ملکر استقبال کا ذکر کرتے ہین انتہے۔
اب مین اہل علم کیخدمت مین عرض کرتا ہون کہ برای خدا پادری صاحب کی تلبیس کو ملاحظہ
کرین کہ کیسے زٹل قافیہ اوڑاکر عوام کو فریب دیتے ہین۔ بھلا فرمائیے تو کہ یہ کونسا قاعدہ ہے

اور کس کتاب مین لکھا ہی کہ لفظ الساعۃ سے مراد اگر عین دن قیامت ہو تو انشق بمعنے سینشق ہوجاے یا دو فعل ماضی ملکر استقبال کا ذکر کرین دنیا کی موجودہ کتابون مین تو کوئی قاعدہ ایسا ہو نہین سکتا ہان اگر پادریصاحب کی خانگی کتاب روغن انگنجد مین لکھا ہو تو مین نہین کہہ سکتا - حق تو یہ ہے کہ پادریصاحب کو نہ خوف خدا ہی نہ کچھ شرم وحیا ہے یہ خیال نہین کرتے کہ اگر میری تحریر کسی ذیعلم کے پاس جائگی تو وہ کیا کہیگا -

اس مقام پر الساعۃ سے مراد عین دن قیامت ہی اور معنی آیت کے یہ ہین کہ قیامت کا دن قریب ہوا اور (اوسکی علامت معجزہ کے وسیلے سے یہ ظاہر ہوگہ) چاند پھٹ گیا لیجیے صاحب الساعۃ سی مراد عین دن قیامت ہی اور انشق اپنے معنی مین ہے بمعنی سینشق نہین ہے آپ کیون آیت قرآنی مین تحریف کرکے عوام کو فریب دیتے ہین - ایجناب یہ حاکم کی بیٹی زندہ کرنے کا معجزہ نہین ہی جسکا ثبوت انجیل کی عبارت سے نہین ہوتا - عجب بات ہی کہ حضرت مسیح تو خود کہہ رہے ہین کہ لڑکی مری نہین مگر پادریصاحب زبردستی اوسے مارکر معجزہ ثابت کیا چاہتے ہین اور یہ خیال نہین کرتے کہ حضرت مسیح کا قول جھوٹا ہوا جاتا ہی - الغرض یہانتک تو اس معجزے کے ثبوت مین قرآنی شہادت کا بیان کیا گیا اب اون گواہون کا ذکر کیا جاتا ہے جو صاحب معجزہ کے ہم صحبت اور اونکے اقوال اور افعال کے روایت کرنیوالے اس واقعہ پر شہادت دیتے ہین وہ یہ ہین عبداللہ ابن مسعود اور عبداللہ بن عمر اور مطعم اور عبداللہ بن عباس اور حذیفہ بن الیمان اور انس وغیرہم یہ اصحاب بیان کرتے ہین کہ ایکبار جماعت قریش کے ساتھ مکہ مین آنحضرتؐ نے شبکو اونگلی کے اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کردیا مطعم کہتے ہین کہ کفار نے[1]

---

[1] کفار عرب کے اس قول سے بھی پادریصاحب کا وہ مطلب مردود ہوتا ہی جو اونھون نے صفحہ ۳۶ مین سحر مستمر کے تحت مین بیان کیا ہی یعنی سحر کے معنی قریب دینیکے نہین ہین -

کہا سحر نامحمد یعنی محمد نے ہمپر جادو کیا۔ بہرحال جب اتنی جماعت نے اس معجزے کو روایت کیا اور پھر ہر ایک دیکھنے والے سے متعدد لوگ روایت کرتے ہین اور اون سبھون کے نام بخاری اور مسلم وغیرہ نے اپنی کتابون مین لکھے ہین جسکا جی چاہے دیکھ لے پھر کوئی وجہ اسمین شک کرنے کی نہین ہی کیا وجہ ہے کہ مسیحی معجزے تو دو شخص غایت تین شخص کی گواہی سے قبول کیے جائین اور محمدی معجزے چھ سات شخصون کی گواہی سے بھی قبول نہ کیے جائین اگر یہ کہا جاے کہ مسیحی گواہون کی تحریر موجود ہی اور محمدی گواہون کی کوئی تحریر نہین ہی تو اسکا جواب ہم بخوبی تقلیع سہم کی جواب مین دیچکے ہین کہ تحریری شہادت اور زبانی شہادت کا ایک حال ہی بلکہ زبانی شہادت کا مرتبہ زائد ہے کیونکہ تحریری شہادت ہرگز تمام نہین ہوتی بغیر زبانی شہادت کے اور قطع نظر اسکے ہمارے پاس زبانی شہادت کا ثبوت بخوبی موجود ہی بخلاف اوس تحریری شہادت کے جسے مسیحی پیش کرتے ہین کہ اوسکا ثبوت اونکے پاس ہرگز نہین ہی چنانچہ اوسکا ذکر تھوڑا سا گذرا اور آیندہ آئیگا۔

پادری عماد الدین نے اس طور کے ثبوت کو صرف یہ کہکر ٹال دیا ہی کہ حدیث شق القمر کی متواتر نہین ہی بلکہ قول آحاد مین ہی اور دلیل اوسکے عدم تواتر کی یہ عبارت مدارک کی پیش کی

ہی لو ظہر عندہم لنقلوا متواترا لان الطباع جبلت علی نشر العجائب لانہ یجوز ان یحجب عنہم الخ۔

مین کہتا ہون کہ جب ہمنے ثابت کیا اور دکھا دیا کہ متعدد راویون نے اسے روایت کیا اور پھر بکثرت اسکا شیوع ہوا اسیواسطے محققین اسکو متواتر کہتے ہین تو اسکو خبر احاد کہنا غلط ہو گیا جناب معجزات مسیحی سے اسکا تواتر زیادہ ہی ذرا ہوش کیجیے اور وہ جو آپ نے مدارک کی عبارت سے یہ دلیل پکڑی ہی کہ یہ معجزہ متواتر نہین ہی وہ محض آپکی جہالت یا دھوکے بازی ہی کیونکہ تواتر کی دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ تمام جہان یا اکثر ملکون مین ایک امر پھیل جاوے اور سب

اسکو بیان کرین - یہ تواتر کچھہ ثبوت قطعیت کے لیے شرط نہین ہی ورنہ کسی نبی کا کوئی
معجزہ قطعی نہوگا مثلاً وقت صلیب مسیح مسیحون کا قول ہی کہ آسمان تاریک ہوگیا اور یہ ہوا
اور وہ ہوا سواے مسیحیون کے اور کوئی جہان مین اسکی تصدیق نہین کرتا کیا یہ معجزہ
بھی کسی مکان کے کونے مین یا پہاڑ کے کھو مین ہوا تھا جیسے پادریصاحب شق القمر
کو کونے مین چپکے سے ہونا بیان کرتے ہین صاحب تفسیر مدارک نفی تواتر کی توجیہ کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ ایسا تواتر ہونا کچھہ ضرور نہین ہی اور دوسری قسم کا تواتر جو اکثر امور
مذہبی مین ہوتا ہی جسکے سبب سے قطعیت ہوجاتی ہی اوسکی نفی صاحب مدارک کی عبارت سے
ہرگز نہین نکلتی پادریصاحب دونون تواتر کو خلط کرکے عوام کو فریب دیا چاہتے ہین - اور
علاوہ اسکے پادریصاحب کو ہماری اصطلاح سے کیا بحث ہی ہماری اصطلاح مین وہ متواتر
ہو یا نہو ہم اوسکے ثبوت مین اوس سے زیادہ گواہ لاتے ہین جسقدر آپ مسیحی معجزات کے ثبوت
مین پھر آپ کو اوسکے قبول کرنے مین کیا عذر ہے جب آپ نے مسیحی معجزے قبول کرلیے باوجود
کہ اونکی شہادت دینے والے اس قدر نہین ہین جسقدر محمدی معجزات کی شہادت دینے والے
ہین تو محمدی معجزات کو قبول نکرنا بجز تعصب اور عناد کے اور کیا کہا جاوے - ناظرین کو اگر
اس معجزے کے ثبوت مین زیادہ تفصیل دیکھنا منظور ہے تو رسالہ[١] شق القمر لمعجزۃ خیر البشر مولفہ
جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب ملاحظہ فرمائین اسمین نہایت تفصیل سے اس معجزہ کا اثبات
ہی اور ہر ایک مخالف کا جواب عمدہ طور سے دیا ہی —

دوسرا معجزہ - اونگلیون سے بکثرت پانی کا جاری ہونا - یہ معجزہ حضرت کی کئی مرتبہ ہوا ہے
اور متواتر دیکھنے والے اسے بیان کرتے ہین اس معجزے کو دیکھکر روایت کرنے والون مین

[١] یہ رسالہ مطبع مفید عام آگرہ مین حسب ایماء جناب یمین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علیخان صاحب بہادر صولت جنگ رئیس ٹونک چھپا ہے

انس بن مالک جابر بن عبداللہ عبداللہ بن مسعود عمران بن حصین ہین یہ لوگ بچشم دید
اس معجزے کو بیان کرتے ہین اور پھر ہر ایک ان دیکھنے والون سے اشخاص کثیر روایت
کرتے ہین مثلاً انس سے قتادہ اسحق بن عبداللہ ابن ابی طلحہ حسن بصری۔ حمید۔ ثابت
وغیرہم ستر آدمی روایت کرتے ہین غرضکہ اسی طرح سلسلہ راویون کا برابر چلا آیا اور ہر ایک
راوی نہایت ثقہ اور معتبر اور اسی معجزے کو اسحق بن عبداللہ نے امام مالک سے بیان کیا
اور امام مالک نے اپنی کتاب موطا مین لکھا چونکہ یہ معجزہ کئی مرتبہ ہوا ہی تو جس وقت جسطرح
پر ہوا ہے دیکھنے والے نے اوس طرح بیان کیا ہے ایک مرتبہ کی صورت یہ ہے کہ حدیبیہ
کے دن لوگ پیاسے ہوے اور حضرت کے پاس ایک لوٹے مین پانی تھا اوس سے حضرت
نے وضو کیا تمام لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوے اور کہنے لگے ہمارے پاس سوا اس پانی
کے جو آپ کے لوٹے مین ہی کچھ پانی نہین ہی آنحضرت نے اوسمین ہاتھ رکھدیا اوسیوقت
اونگلیون کے درمیان سے مثل چشمہ کے پانی جوش مارنے لگا اس خاص قصہ کو جابر
صحابی نے روایت کیا ہے انکے شاگرد نے انسے دریافت کیا کہ تم سب یعنی جو وہان موجود
تھے کتنے آدمی تھے جابر نے جواب دیا کہ ہم پندرہ سو آدمی تھے مگر پانی کی یہ حالت تھی کہ
اگر لاکھ آدمی ہوتے تو وہ پانی کفایت کرتا۔ جس طرح ہم معجزات محمدی کی سند بتواتر سلسلہ وار
پیش کرتے ہین کوئی معجزات مسیحی کے پیش کرے تو ہم جانین۔ ایصاحب یہ تو کہدیا گیا کہ
فلان معجزہ متی نے اپنی انجیل مین لکھا یہ تو کہیے کہ اسپر کیا سند ہی کہ متی نے فلان معجزہ بیان
کیا کوئی متی کا شاگرد کوئی اونکا دیکھنے والا تو اسکی شہادت دے کہ ہمارے روبرو متی نے
یہ معجزہ لکھا یا اپنا لکھا ہوا بیان کیا اٹکل پچو ہی کہا جاتا ہے کہ متی نے اسکی تصدیق کی۔

تیسرا معجزہ حضرت سے بارہا درختون وغیرہ نے کلام کیا چنانچہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے

اسی قبیل سے یہ امر تھا کہ ایک ستون حضرت کی مسجد کا کہ حضرت سرور انبیا اوسکے پاس
کھڑے ہوکر اور کبھی اوس سے تکیہ لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے اور جب منبر بن گیا تو اوس سے
علیحدہ ہوکر منبر پر کھڑے ہوے وہ ستون رونے لگا اور اس زور سے اوس سے آواز
آتی تھی کہ مسجد گونج اوٹھی حضرت منبر سے اوترے اور آکر اوسپر ہاتھ دھرا وہ فوراً خاموش
ہوگیا یہ معجزہ بھی بہت دیکھنے والون نے بیان کیا ہی چنانچہ قاضی عیاض اسکو لکھتے ہین

وہو فی نفسہ مشہور منتشر والخبر بہ متواتر اخرجہ اہل الصحیح۔ اور بخاری کی شرح قسطلانی مین
بھی اسکو متواتر لکھا ہے جن لوگون نے اس واقعہ کو دیکھکر روایت کیا ہی اونمین سے
بعض یہ ہین ابی بن کعب۔ اور جابر بن عبد اللہ۔ انس بن مالک۔ اور عبد اللہ
بن عمر۔ اور عبد اللہ بن عباس۔ اور سہیل بن سعید۔ اور ابو سعید خدری۔ اور بریدہ
اور مطلب بن ابی وداعہ۔ اتنے لوگ جو حضرت کے صحابی ہین اس معجزے کی شہادت دیتے
ہین اور پھر ہر ایک راوی نے بہت لوگون سے یہ معجزہ بیان کیا ہے اور وہ اس
بیان کی شہادت دیتے ہین اور اسی طرح برابر سلسلہ وار روایت کرتے چلے آتے ہین
چنانچہ صحاح ستہ مین مذکور ہے جنکی شہادت مین کوئی شک و شبہہ نہین ہو سکتا۔ بھلا کوئی
مسیحی حضرت مسیح کے کسی معجزے پر اسقدر گواہ لاوے تو ہم جانین زبانی زٹل اوڑا دینا
کہ مسیحی معجزات کا ثبوت یقینیات سے بھی زیادہ ہی دوسری بات ہے اور ثبوت دینا دوسری
بات ہی ناظرین خوب یاد رکھین کہ اگر کوئی پادری یہان یہ کہے کہ حواریون نے الہام سے
بیان کیا ہے اسکا جواب پہلے تو یہ دینا چاہیے کہ اسکا ثبوت دو کہ اناجیل حواریون کی لکھی
ہوئی ہین مسیحی اسکا ثبوت ہرگز نہین دیسکتے پھر کہنا چاہیے کہ اسے ثابت کرو کہ انھون نے
الہام سے لکھا محققین علماے مسیحیہ خود اس بات کے قائل ہین کہ اناجیل الہام سے

نہین لکھی گئین جیسا کہ آیندہ ذکر کیا جائیگا اور پیغام محمدی مین ہم بیان کر چکے ہین—
علاوہ اسکے ہم یہ بھی کہتے ہین کہ جسطرح کے صاحب الہام حواری تھے ویسے ہی صاحب الہام آنحضرت
کے صحابہ بھی تھے کوئی فرق نہ تھا سوا اسکے کہ مسیح تا بحیات حواریونکی شکایت کرتے رہے اور
انکو بے ایمان اور ضعیف الاعتقاد کہتے رہے اور حضرت کے صحابی دیانت و امانت اور قوت ایمان
مین ہمیشہ قابل مدح رہے چنانچہ خدا تعالے نے اپنے کلام پاک مین جابجا تعریف کی اور میور صاحب نے
بھی اپنی تاریخ مین اسکی تصدیق کی ہے یہ کہدینا کہ مسیح کے معجزات الہامی شخصونکے لکھے ہین اور
محمد صاحب کے معجزات ایسے شخصون نے روایت نہین کیے محض فریب ہے پس جب مسیحی دو تین شخصونکی گواہی سے
حضرت مسیح کے معجزات کو یقینی جانتے ہین تو کیا وجہ ہے کہ محمدی معجزات کو چار پانچ بلکہ اوس
سے بھی زائد شخصونکی گواہی سے یقینی نہین جانتے یہ تعصب اور ہٹ دھرمی نہین تو کیا ہے
یہ تین معجزے تو دوسری قسم کے بیان کیے گئے اب قسم سوم کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے—

بیان قسم سوم— وہ معجزات کہ قدر مشترک اون مین متواتر ہے اور معجزات مسیحی سے
بدرجہا اوسکا ثبوت زائد ہے گرچہ فرداً فرداً متواتر نہون— مثلاً حضرت صلعم کی برکت و دعا سے
کھانے کا زیادہ ہو جانا حضرت جابر بچشم دید بیان کرتے ہین کہ سرور انبیا نے خندق کے
دن دو سیر جو سے ہزار آدمیون کو سیر کر دیا تھا حضرت جابر قسم کھا کر کہتے ہین کہ سب نے کھایا اور
چھوڑ دیا— اور جابر سے سعید بن مینا— اور ایمن روایت کرتے ہین— اور ایک دوسرا واقعہ
ابو طلحہ کا مشہور ہے اوس سے انس بن مالک نے روایت کیا ہے کہ ایک روز حضرت نے ستر یا اسّی
آدمیون کو جو کی چند روٹیون سے سیر کر دیا اس معجزے کو امام مالک نے جو صحابہ کے دیکھنے
والے تھے اپنی کتاب موطا مین روایت کیا ہے— اور اسی قبیل سے حدیث ابو ایوب انصاری
کی ہے کہ ایک روز انھون نے فقط اسقدر کھانا پکایا کہ حضرت کو اور ابو بکر صدیق کو کافی ہو

حضرت جب تشریف لائے تو فرمایا کہ بیس آدمیونکو اشراف قریش سے بلاؤ اونھون نے بلایا وُ
آئے اور کھاکر سیر ہوگئے اور کھانا بچ رہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور ساٹھ
آدمیون کو بلالو وہ بھی بلائے گئے اور کھاکر سیر ہوگئے اور کھانا بچ رہا حضرت نے اور ستر آدمیون
کو بلوایا اور وہ بھی کھاکر سیر ہوگئے اور کھانا بچ رہا۔ اَبُوْ اَیُّوْب کہتے ہین کہ وہ دو آدمیون کا
کھانا ایک سو اَسّی آدمیون نے کھایا اور بچ رہا۔

اور اسی طرح عمرؓ اور ابوہریرہؓ اور سلمہ بن الاکوعؓ اور ابو عمرؓ انصاری چارو صحابی بیان کرتے
ہین کہ ایک معرکے مین لوگ بھوکے ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچا بچایا
کھانا منگایا ایک شخص تھوڑا سا کھانا لایا اور ساڑھے تین سیر چھوہارے تھے حضرت نے انکو
ایک دسترخوان پر جمع کیا سلمہ کہتے ہین کہ مینے اندازہ کیا تو اتنا ڈھیر معلوم ہوا جتنا بکری کا
جثہ ہوتا ہے پھر حضرت نے لوگون کو کھلا بھیجا کہ اپنے اپنے برتن لیکر آدین تمام لشکر کے لوگ
برتن لیکر آئے اور ہر ایک کا برتن بھر گیا اور کھانا بچ رہا۔ الحاصل اسی طرح بہت مرتبہ کھانے
کا زیادہ ہوجانا جوان روایتون مین قدر مشترک ہے بہت دیکھنے والون نے روایت کیا
چنانچہ اون مین سے یہان چار واقعے بیان کیے گئے جنھین سات آدمیون نے روایت
کیا ہی پس حضرت کا یہ معجزہ کہ آپ نے تھوڑے سے کھانے سے بہت آدمیون کو سیر کردیا
متواتر اور یقینی ہی پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح کا وہ معجزہ کہ پانچ روٹیون سے بہت سے
لوگون کو سیر کردیا صرف دو شخصون کی روایت سے یقینی ہوجاے اور حضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ یقینی اور لائق قبول نہو اور لطف یہ ہی کہ مسیح کا یہ معجزہ خود یوحنا
راوی کی روایت سے لائق اعتبار نہین رہتا کیونکہ یوحنا نے اپنی تاریخ کے باب ۶ مین
اس معجزے کو نقل کیا ہے اور بعد نقل معجزہ کے لکھا ہی وہ تمام بھیڑ آدمیونکی جنھون نے یہ

یہ معجزہ دیکھا اور معجزہ کی روٹیان کھائی تھین مسیح کے پاس گئے اور انھون نے کہا کہ ہم
کیا کرین تاکہ خدا کے کام بجا لاوین یسوع نے جواب مین اونھین کہا خدا کا کام یہ ہے کہ
تم اوسپر جسے اوسنے بھیجا ہے ایمان لاؤ تب اونھون نے اوس سے کہا پس تو کونسا نشان
دکھاتا ہے تاکہ ہم دیکھ کے تجھپر ایمان لاوین تو کیا کرتا ہے ہمارے باپ دادون نے تو
بیابان مین من کھایا - یہ مضمون ورس ۲۸ سے ۳۱ تک ہی حضرت مسیح نے اسکے جواب مین
کچھ نہین کہا سوا اسکے کہ اپنے آپکو زندگی کی روٹی بتایا اور کہا جو مجھپر ایمان لایا وہ کبھی بھوکا
اور پیاسا نہوگا - اب مقام غور ہے کہ اگر وہ اتنا بڑا معجزہ دیکھ چکے ہوتے کہ پانچ روٹیون
سے پانچہزار آدمی سیر ہوگئے اور بارہ ٹوکریان روٹیون کے ٹکڑے بچ رہے تو وہ کیون
کہتے کہ تو کونسا نشان دکھاتا ہے اور اگر اونھون نے کہا بھی تھا تو حضرت مسیح صاف اونکے
جواب مین کہتے کہ تم ابھی اتنا بڑا نشان دیکھ چکے ہو اور پھر کہتے ہو کہ تو کونسا نشان دکھاتا ہے
مسیح نے اسکا اشارہ بھی نہین کیا پھر کیونکر یہ کہا جاوے کہ یہ واقعہ کوئی معجزہ تھا ذرا انصاف
کرو کہ اون تمام حاضرین کا ایسا سوال کرنا اور پھر حضرت مسیح کا مطلقاً اوس طرف اشارہ
نکرنا کیسی صاف شہادت دیتا ہی کہ وہ کوئی معجزہ نہ تھا اور جو کچھ کہا گیا ہی وہ یارونکی بناوٹ یا غلط فہمی ہے
مخفی نرہے کہ یہ قدر مشترک متواتر جو ہمنے قسم سوم مین یہان تک بیان کی ہی ایک امر خاص مین
تھی یعنی صرف کھانے کے زیادہ ہونے مین اور ایک قدر مشترک یہ ہے کہ حضرت سرور انبیا
سے معجزات ہوے یعنی اون سب روایات صحیحہ کے ملانے سے جو فرداً فرداً معجزات کے بارے
مین منقول ہین یہ قدر مشترک نکلتی ہے کہ حضرت سے معجزات صادر ہوے مثلاً پندرہ بیس
دیکھنے والون نے یہ معجزہ بیان کیا کہ حضرت نے تھوڑے کھانے سے بہت سے لوگون کو
سیر کردیا اور دس بارہ دیکھنے والون نے لکڑی کے ستون کا رونا اور پھر حضرت کے ہاتھ

دھر لینے سے تھم جانا روایت کیا اور پانچ سات صحابہ نے شق القمر کا معجزہ نقل کیا اور چار
پانچ معائنہ کرنے والون نے اونگلیون سے پانی کا جاری ہونا بیان کیا تو اب ان تیس
چالیس دیکھنے والونکی گواہی سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت سے معجزہ ہوا پس
اس قدر ثبوت تصدیق نبوت کے لیے کافی ہے حضرت مسیح کے معجزات کا ہرگز ایسا ثبوت
نہین ہی کیونکہ وہان نہ کوئی خاص معجزہ اور نہ قدر مشترک کوئی ایسی ہے کہ تین چار شخصون
کے سوا اور کوئی روایت کرتا ہو پھر یہ عناد و تعصب نہین تو کیا ہے کہ تین چار شخصون
کی گواہی سے تو تصدیق معجزات مسیحی کیجاے اور تیس چالیس شخصونکی شہادت سے اعجاز محمدی نمانا جاے
یہ مختصر بیان تھا تینون قسم کے معجزات کا جسکی طرف جناب منشی صاحب نے اشارہ کیا ہی
بعض کم فہمون کو یہان یہ شبہہ ہوتا ہی کہ بہت سے عمدہ عمدہ اور بڑے بڑے معجزے جو احادیث
مین مذکور ہین قرآن مجید مین کیون نہین بیان کیے گئے چونکہ معجزہ نبوت کی بڑی دلیل ہی
اسلیے ضرور تھا کہ قرآن مجید مین معجزات محمدی مفصل مذکور ہوتے تا کہ کسی مخالف کو گفتگو
کی گنجایش نرہتی اسکا جواب کئی طور پر ہے اگر اہل حق بنظر انصاف غور فرماینگے تو بیشک خیتح
کہہ اوٹھینگے کہ بیشک قرآن مجید مین کل معجزات کا ذکر نہونا ایک بڑی مصلحت پر مبنی ہی اور اس سے
یہ بات بھی معلوم ہوتی ہی کہ اس کلام کا متکلم بڑا دانا اور علام الغیوب ہی۔ اول اس امر مین
غور کرنا چاہیے کہ جتنے منکرین و مخالفین ہین اون سب کا یہی گمان ہی بلکہ یقین رکھتے
ہین کہ قرآن مجید خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور اس کتاب مقدس کے
مصنف آپ ہی ہین پھر جب ان لوگون کا گمان ایسا ہو تو کیونکر قرین مصلحت یہ بات
ہوسکتی ہی کہ مفصل معجزات آنحضرت صلعم کے قرآن مجید مین ذکر کیے جاتے کیونکہ اس حالت
مین مخالفین کو زیادہ موجب انکار ہوتا ظاہر ہے کہ اگر کوئی مدعی صرف اپنی زبان سے

دعوی کی تصدیق کرے اور اپنی سچائی ظاہر کرے تو کسی طرح مخالف کے نزدیک وہ قابل
تسلیم نہین ہو سکتا اسیواسطے قران مجید مین بہت سے تفصیلی معجزات محمدی بیان نہین
ہوے دوسرے یہ کہ معجزہ ایک ایسا امر ہے کہ شعبدہ بازی وغیرہ سے بہت مشابہ ہو جاتا
ہی اسیواسطے حضرت مسیح فرماتے ہین کہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اوٹھینگے اور نشانیان
اور کرامات دکھلاوینگے کہ اگر ہو سکتا تو برگزیدون کو بھی گمراہ کرتے (مرقس ۱۳/۲۲) غرضکہ
سچے اور جھوٹے معجزون مین تمیز کرنا نہایت دشوار ہے پادری صاحب نے ہدایت المسلمین
مین بہت کچھ خاک چھانی ہی مگر دونون طرح کے معجزون مین کچھ فرق نہین بیان کر سکے
ناظرین صفحہ ۱۶ کتاب مذکور کو ملاحظہ کرین صرف اتنا کہدینا کافی نہین ہی کہ جادوگرون کے
کام طاقت بشری سے خارج نہین ہوتے اور معجزات انبیا انسان کی طاقت سے خارج
ہوتے ہین کیونکہ یہ فرق تو آپ کا اعتقادی اور ذہنی امر ہے اس سے کوئی ظاہری
اور بدیہی فرق ان دونون مین نہین پایا جاتا جسکی وجہ سے طالب حق دونون کو دیکھکر
تمیز کر سکے ہر ایک پابند ملت اپنے معتقد علیہ اور نبی کی کرامات کو ایسا ہی اعتقاد کرتا ہے
کہ وہ خدا ہی کی طاقت سے ہین اور انسان کی طاقت سے خارج ہین اور منکرین بڑے
بڑے معجزون کو شیطان کی طاقت سے سمجھتے ہین چنانچہ حضرت مسیح کی نسبت منکرین بھی
کہتے تھے[۱] کہ روح خبیث کے ذریعے سے یہ کرشمے دکھاتے ہین یہی وجہ تھی کہ یہود مسیحی معجزات
کو نہین مانتے تھے علاوہ اسکے بھوت پلیدون کا نکالنا اور بیمارون کو اچھا کرنا جسکو پادری صاحب
مسیحی معجزے کہتے ہین کسی طرح طاقت بشری سے خارج نہین اب بھی ایسے لوگ موجود ہین

---

[۱] چنانچہ متی کے باب ۹ ورس ۳۴ مین ہے فریسیون نے کہا کہ وہ دیوون کے سردار کی مدد سے
دیو کو نکالتا ہے اور یہی مضمون مرقس ۳/۲۲ اور لوقا ۱۱/۱۵ اور یوحنا ۷/۲۰ و ۸/۴۸ و ۱۰/۲۰ مین ہے ۱۲
چودھری مولا بخش عفی عنہ

جو بڑی قوت اور زور سے بھوت پلیت کو نکال دیتے ہین پھونک دیتی ہین جلا دیتی ہین
اور بیمارونکو بھی چنگا کرتے ہین اور اس قبیل کے منتر حضرت مسیح علیہ السلام کے بہت پیشتر
سے رائج تھے چنانچہ یوسیفس اپنی تاریخ کی کتاب آٹھوین کے باب ۲ مین لکھتا ہی کہ سلیمان نے
بہت سے منتر بنائے تھے کہ جنسے بیمارونکو تخفیف ہو اور اسیطرح ایسے عمل جنسے جنون اور دیوون کو
نکالا جاوے اور وہی عمل آجتک خوب جاری ہین اسلیے مینے دیکھا ہی کہ میرے ہموطنی الیعازر نے
وس پی سین بادشاہ اور اوسکے بیٹون اور اوسکے سرداروں اور تمام سپاہیون کے حضور
مین لوگونسے جنون اور دیوونکو نکالا اور طور اوسکے نکالنے کا یہ تھا کہ شخص دیوزدہ کی
ناک مین ایک چھلا رکھکر دیو کو نتھنونکی راہ سے نکال لیتا تھا اور جبھی وہ دیوزدہ گرجاتا تھا بعد اوسکے
اوس جن سے اقرار لیتا تھا کہ پھر نہ آوے اور اوسوقت منتر پڑھتا اور نام سلیمان کا لیتا جاتا تھا
اور لوگون کے یقین کرانیکے لیے ایک برتن پانی کا بھرا ہوا تھوڑی دور پر رکھوا دیتا تھا کہ بعد نکالنے جن کے
اوسکو حکم کرتا تھا کہ اوس برتن کو اولٹ دیوی اور وہ جن اولٹ دیتا تھا انتہی (اعجاز عیسوی)
لیجیے صاحب بہت سے مسیحی معجزے اس مورخ کے قول سے اوڑ گئے باقی کا بھی یہی حال ہی بڑا معجزہ حضرت
مسیح کا مردیکو زندہ کرنا تھا مگر وہ بھی مشکوک ہی اسکے تفصیل خود اہل یورپ نے اپنی تصانیف مین کی ہی
بشرط زندگی ہم بھی کسی موقع پر سنا دینگے غرضکہ پادریصاحب نے جو کچھہ بیان کیا ہی وہ سب ڈھکوسلا ہے
حق بات یہ ہی کہ معجزات حق و باطل مین تمیز کرنا نہایت دشوار ہی الحاصل جو کوئی انصاف دلی سے
غور کریگا وہ جان لیگا کہ قرآن مجید مین معجزات محمدی کے بیان پر زور نہ دینا بڑی عمدہ مصالح پر مبنی ہی
اس بیان سے تعلیق دہم کی عمدگی اور خوبی اظہر من الشمس ہوگئی لہذا صفحہ ۳ مین پادریصاحب کا یہ لکھنا کہ اس
تعلیق کا سارا بیان ناکارہ ہی اونکے دل و دماغ کی فساد پر مبنی ہی اسکے بعد اونھونے ایک صاف و
صریح خلاف واقع امر لکھا ہی وہ یہ کہ یہان سے خوب ثابت ہوگیا کہ اون چھہ دلیلون کی جواب

اہل اسلام کے پاس کچھہ نہین ہین الخ ــ واضح ہو کہ منشی صاحب نے حسب عادت اپنے
اون بیجا اور مردود دلیلون کے رد مین تفصیلی طور پر توجہ نہین کی بلکہ مجمل طور پر اونکا قلع اور قمع کر دیا
ہی مگر پادریصاحب ایسے نجیب کہان تھے کہ اشارہ سے چل نکلتے اونکے لیے تو سخت اڑ در کار ہے مگر
غضب یہ ہی کہ اگر اشارہ پر کفایت کیجاے تو مونہ زوریان کرتے ہین اور اگر زور سے اڑ دیجاے
تو پھس پھسا کر بیٹھہ جاتے ہین اور کہدیتے ہین کہ اسکے کچھہ نہین ہو سکا ایصاحب اگر منشی صاحب نے
مجمل طور پر بیان کیا تھا تو آپنے اپنے شفیق مولوی حافظ ولی اللہ صاحب کی کتاب صیانتہ الانسان
کو تو ملاحظہ کیا ہوتا اونھون نے تو آپکے دلایل کو ایسا رد کیا ہی کہ آپ پانچ برس کے بعد تقلیعات
لکھنے بیٹھے ہین مگر اونکے جواب الجواب مین ایک حرف بھی نہ لکھہ سکے اور محض جھوٹ بول کر
دفع الوقتی کر گئے ناظرین صیانتہ الانسان کے صفحہ ۵۴ سے صفحہ ۶۶ تک ملاحظہ کرکے پادریصاحب
کی حیا کی وسچائی کو خیال فرمائین خیر اگلے جوابون کو جانے دیجیے اب اور سنیے اگر پادریصاحب
کانون مین تیل ڈالکر آنکھو نپر پٹی باندھہ لینگے تو بہت اللہ کے بندے حق بین اور حق شناس
ہین وہ تو انصاف کرینگے ــ

دلیل اوّل قرآن مین محمد صاحب کا کوئی معجزہ مذکور نہین ہی بلکہ بہت سی آیات سے معجزات کی
نفی ثابت ہوتی ہی پس جن احادیث مین معجزات کا ذکر ہے وہ مخالف قرآن ہین اور یہ اہل اسلام
کا اعتقاد ہی کہ حدیث مخالف قرآن مردود ہی لہذا معجزات کی حدیثین مردود ہوئین انتہی ملخصا (صفحہ ۱۱۱ وغیرہ)
جواب یہ کہنا کہ قران مجید مین معجزات کا ذکر نہین ہی محض غلط ہی چنانچہ ناظرین نے بیان
سابق سے دریافت کیا ہوگا علاوہ اسکے قرآن مجید تو اول سے آخر تک اپنے تئین معجزہ
کہہ رہا ہے جسکا ظہور آنحضرت کی زبان سے ہوا دیکھیے کس زور وشور سے ندا ہو رہی ہی فَاْتُوا بِسُوْرَةٍ
مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ یعنی لے آؤ اسکے مثل ایک سورت

اور بلاؤ اپنے مددگارونکو خدا کے سوا اگر تم سچے ہو اور دوسری جگہ بڑے دعوی سے یہ بھی
کہدیا قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ الخ یعنی اگر جن وانسان سبکے سب قرآن کے مثل
لانے پر مجتمع ہون تو نہین لاسکینگے اگرچہ ایک دوسرے کی مدد کرین۔ اب فرمایئے کہ یہ معجزے
کا ذکر نہین تو کیا ہی دیکھیے کس زور شور سے معجزے دائمی کی خبر دیجاتی ہی اور صاف وصریح
پیشین گوئی بیان کیجاتی ہی اور وہ جو پادریصاحب نے اس اعجاز کے چھپانے مین تحقیق الایمان
وغیرہ مین خاک چھانی ہی اوسکا جواب صیانۃ الانسان اور تنزیہ الفرقان اور ساطع البرہان
مین عمدہ طور سے دیا گیا ہے جسکے جواب الجواب سے پادریصاحب بالکل عاجز ہین۔

اب یہان اوس آیت کا مطلب بھی معلوم کر لینا چاہیے جسے پادریصاحب تاریخ محمدی کے
صفحہ ۱۹ اور تقلیبات کے صفحہ ۳۴ مین نقل کرکے اپنے زعم مین معجزات کی نفی ثابت کرتی
ہین وہ آیت یہ ہے وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ
اس آیت مین لفظ آیات جسکے معنی معجزے کے لیے جاتے ہین مُعَرَّف باللام واقع ہے
اب اس امر مین نزاع ہی کہ یہ الف لام اس مقام پر عہد کے لیے ہے یا استغراق کے لیے
ہمارے علمانے بالاتفاق اس الف لام کو عہد کا لکھا ہے اس وجہ سے کہ کلام عرب مین
اصل وضع الف لام کی خاص عہد کے لیے ہی اسیواسطے یہ قاعدہ معین ہی کہ جب تک یہ
معنی صحیح ہو سکین دوسرے معنی لینا جائز نہین اور ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ مین یہ معنی بے تکلف
صحیح ہین کیونکہ اس تقدیر پر آیت کے یہ معنی ہوتے ہین کہ ہمین اون خاص نشانیون کے
بھیجنے سے کوئی امر مانع نہین ہوا (جنھین منکرین طلب کرتے ہین) مگر یہ کہ اون نشانیون
کو اگلون نے جھٹلایا۔ اس معنی کے صحیح ہونے مین کسی طرح کا شبہہ نہین ہو سکتا اسکے بعد
کی آیت بھی اسی مطلب کی موید ہے کیونکہ ادہمین اوس معجزے کی طرف اشارہ ہے

جو قوم ثمود کی حسب طلب حضرت صالح نے دکھلایا تھا اور پھر اونھون نے اوسکی تکذیب کی تھی حسب طلب منکرین کے معجزے کا ظاہر نکرنا بڑی عمدہ مصلحت پر مبنی ہے کیونکہ جب موافق اونکی خواہش کے معجزہ ظاہر کر دیا جاے اور منکرین حسب عادت اپنے ایمان نہ لائین اور اپنے اقرار پر قائم نرہین تو عند العقل اوس احکم الحاکمین کے عذاب کے مستحق ہوجاینگے اسیواسطے عادت الہی جاری رہی جب حسب طلب منکرین کے معجزہ دکھایا گیا اور پھر وہ اپنے اقرار کے خلاف اوسی انکار پر قائم رہے تو سخت عذاب الٰہی اونپر نازل ہوا چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین ایسا ہی ہوا اسیوجہ سے اوس ارحم الراحمین نے اپنی رحمت کی فراوانی سے بعد کو وہ نشانیان بھیجنی موقوف کر دین جنھین منکرین طلب کرتے تھے تاکہ بہت سی مخلوق تباہ ہونے سے بچی رہے۔ یہ بھی معلوم کر لینا چاہیے کہ یہ موقوفی کچھہ حضرت سرور انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے خاص نہین ہے بلکہ حضرت مسیح کے زمانے مین بھی یہی حال تھا۔ اسیواسطے حضرت مسیح نے منکرون کے مقابلے مین معجزہ دکھانیسے صاف انکار کیا جیسا کہ عنقریب ذکر کیا جائیگا۔ آیت مذکورہ سے اشارۃً یا کنایۃً بھی نہین سمجھا جاتا کہ ایسے معجزات کا نہ بھیجنا حضرت سرور انبیا کے لیے خاص تھا بلکہ آیت مین ایسے عام طور سے نفی کی گئی ہے کہ حضرت مسیح اور حضرت محمد مصطفے صلواۃ اللہ علیہم دونون شامل ہین۔ پادریصاحب نے ناحق شور مچا رکھا ہے کہ اس آیت سے محمدی معجزات کی نفی ہوتی ہے ایجناب اس آیت سے اگر نفی ثابت ہوگی تو معجزات عیسوی اور محمدی دونون کی ہوگی۔

پادریصاحب یہ لکھتے ہین کہ لفظ الآیات پر الف لام استغراق کا ہے۔ مین یہ کہتا ہون کہ اگر الف لام استغراق کا لیا جاے تو علاوہ مخالف ہونے اوس قاعدۂ مقررہ کے جو اوپر بیان کیا گیا آیت کا مطلب کسی طرح صحیح نہو گا کیونکہ اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہونگے کہ ہمین کل معجزات

بھیجنے سے کوئی امر مانع نہین ہوا مگر اگلون کا اون معجزات کو جھٹلانا۔ مینے الآیات کا ترجمہ
کل معجزات کیا ہی اسکی وجہ یہ ہے کہ قواعد عربیہ مین یہ بات مقرر ہی کہ الف لام استغراق کا وہی
ہوسکتا ہے جسکی جگہ لفظ کل آسکے یعنی لفظ کُل اوس الف لام کا ترجمہ سمجھنا چاہیے اس معنی
کے لحاظ سے آیت کا مطلب یہ ہوتا ہی کہ اگلون کے جھٹلانے کی وجہ سے ہم کل معجزات بھیجنے
سے باز رہے یعنی جسقدر معجزے وقوع مین آسکتے تھے وہ سبکے سب ہمنے نہین بھیجے۔ اس سے یہ بات
نکلی کہ اگر اگلے لوگ معجزات کی تکذیب نکرتے تو ہم کل معجزات جنکا وقوع ممکن ہے سبکے سب
ظاہر کر دیتے۔ اور اہل علم اس امر کو بخوبی جان سکتے ہین کہ یہ بات علاوہ فضول ہونے کے
غیر ممکن ہی کیونکہ خوارق عادات قدرت الٰہی کی نظر سے غیر متناہی ہین۔ اور جو زمانہ اونکے
وجود کا اس آیت سے سمجھا جاتا ہی وہ متناہی ہی پھر غیر متناہی چیزین متناہی زمانے مین کیونکر
موجود ہوسکتی ہین لہذا یہ الف لام استغراق کا نہین ہوسکتا۔ بلکہ تقریر سابق کے لحاظ سے
عہد کا ٹھہریگا اور اونھین خاص معجزات کے ظہور کی نفی ہوگی جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔
اور اگر پادری صاحب کی خاطر سے قواعد عربیہ کو چھوڑ دیا جاے اور غیر ممکن کو ممکن مان لیا جاے
تو بھی پادری صاحب کا مدعا حاصل نہین ہوتا کیونکہ وہان تو کل معجزات کی بہئت مجموعی نفی ہے
(یعنے جسقدر معجزات مقدور الٰہی ہین وہ سبکے سب ظاہر نہین کیے گئے) اس سے بالکلیہ معجزے
کی نفی نہین ہوسکتی یعنی یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ ایک معجزہ بھی ظاہر نہین ہوا اسکی نظیر بعینہ
ایسی ہی کہ کوئی امیر کہے کہ ہمنے بنظر دور اندیشی اپنا کل مال مساکین کو نہین دیا اس کلام سے
کوئی عاقل یہ نہین سمجھتا کہ اس امیر نے مسکینون کو کچھ نہین دیا بلکہ اس طرز کلام سے صاف
مترشح ہوتا ہی کہ اسنے کسیقدر مال ضرور دیا ہی ورنہ اسطرح نہ کہتا کہ مینے اپنا کل مال نہین دیا
بلکہ یہ کہتا کہ مینے کچھ نہین دیا۔ یہان سے ثابت ہوگیا کہ پادری صاحب نے جو تقلیعات کی صفحہ ۴۳

مین آیت مذکورہ کا مطلب اور معنی بیان کیے ہین وہ محض اونکی تلبیس ہی اوسکے معنی ہین
یہ کہنا کہ ہمنے محمدؐ کو اسلیے معجزے دیکر نہین بھیجا الخ سراسر غلط ہی اوس آیت مین خاص
آنحضرت صلعم کیطرف اشارہ بھی نہین ہی اور نہ مطلقاً معجزے کی نفی ہی بلکہ اوسکا مطلب وہی ہے
جو ہمنے اوپر بیان کیا۔ اسی بیان سے وہ تقریر بھی پادری صاحب کی باطل ہو گئی جو تاریخ
محمدی کے صفحہ ۱۹۱ و ۲۰۰ مین کی ہی وہ یہ ہی۔

قولہ ہم عیسائی کہتے ہین کہ الف لام استغراق کا ہی دلیل ہماری یہ ہے کہ سارے قرآن
مین کہین معجزے کا ذکر نہین ملتا اگر کسی مقام سے کوئی معجزہ ثابت ہو سکتا تو ہم کہہ سکتے
کہ الف لام معہود ذہنی ہے۔

اقول یہ امر تو ابھی ثابت ہو لیا کہ الف لام استغراق کا یہان نہین ہو سکتا پھر پادری صاحب
کی یہ سب تقریر فضول ہی اور یہ جو استغراق کی معنی کی دلیل بیان کی ہی وہ بھی محض ذہنک ہی
استغراقی معنی کے لیے اس امر کو کچھہ دخل نہین ہی کہ قرآن مجید مین معجزے کا ذکر ہی یا نہین
اگر استغراقی معنی صحیح ہوتے تو قرآن مجید مین معجزیکا ذکر ہرگز منافی نہوتا کیونکہ یہان
معنی استغراقی سے سلب کلی معجزات کا نہین ہوتا ہی جیسا کہ پادری صاحب بسبب اپنی بیعلمی
کے سمجھے ہوے ہین بلکہ یہان سلب جزئی ہی جس سے بعض معجزات کی نفی ثابت ہوتی ہی
اسی طرح قرآن مجید مین معجزات کا ذکر نہونا استغراق کو ثابت نہین کرتا کیونکہ اوسکے ثبوت
کے لیے دو شرطون کا ہونا ضرور ہے اول یہ کہ عہد کے معنی نہ بنتے ہون دوسرے یہ کہ
استغراق کے معنی صحیح ہو سکین اور یہان دونون امر مفقود ہین اور اسیطرح الف لام عہد کے
لیے یہ ضرور نہین کہ معجزات وقوعی کا ذکر قرآن مجید مین پایا جاے کیونکہ الف لام عہد کے
لیے اوس معہود کا مذکور ہونا ضرور ہی جسکی طرف یہ الف لام اشارہ کرتا ہی اور وہ یہان معہود

ہی یعنی وہ معجزات جو منکرین طلب کرتے تھے اونکا ذکر اس آیت کے تھوڑی دور بعد آیا ہے
اسکے علاوہ ہم تو معجزات کا وجود بھی قرآن مجید مین ثابت کر چکے اب تو اونکے اختراعی قاعدے
کے بموجب بھی اس آیت مین الف لام استغراق کا نہین ہو سکتا بلکہ عہد کا ہوگا۔

الغرض اس آیت سے معجزات کی نفی ثابت نہین ہوتی اور دوسری آیتون سے اونکا
وجود ثابت ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا- لہذا وہ حدیثین جنمین معجزات کا ذکر ہی قرآن مجید
کے بالکل مطابق ہین البتہ حضرت مسیحؑ کے معجزات جو انجیلون مین مندرج ہین وہ بالکل
حضرت مسیحؑ کے قول اور فعل کے مخالف ہین چنانچہ مرقس کے باب ۸ مین ہی (۱۱) تب
فریسی نکلے اور اوس سے حجت کر کے اوسکے امتحان کے لیے آسمان سے کوئی نشان چاہا
(۱۲) اوسنے اپنے دل سے آہ کھینچ کے کہا اس زمانے کے لوگ کیون نشان چاہتے ہین
مین تمسے سچ کہتا ہون کہ اس زمانے کے لوگون کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا - دیکھیے
کیسی صاف اور صریح کلیۃً معجزات کی نفی ہی جسمین کسیطرح کی تاویل نہین چل سکتی کیونکہ
حضرت مسیحؑ صاف کہہ رہے ہین کہ اس زمانے کے لوگون کو کوئی نشان ندیا جائیگا لہذا
جسقدر معجزات انجیلون مین مذکور ہین وہ سب یارون کی بناوٹ ہی - اور لوقا کے باب ۲۳
مین ہی (۸) اور ہیرودیس یسوع کو دیکھکے بہت خوش ہوا کیونکہ مدت سے چاہتا تھا کہ
اوسے دیکھے اسلیے کہ اوسکی بابت بہت کچھ سنا تھا اور اوسکی کوئی کرامات دیکھنے کی امید
تھی (۹) اور اوسنے اوس سے بہتیری باتین پوچھین پر اوسنے اوسے کچھ جواب نہ دیا
(۱۱) تب ہیرودیس نے اپنی فوج سمیت اوسے ناچیز ٹھہرایا الخ - دیکھیے باوجودیکہ ہیرودیس
معجزہ دیکھنے کا مشتاق تھا مگر حضرت مسیحؑ نے اوسکے جواب مین بالکل سکوت کیا اور کوئی
معجزہ اوسے نہ دکھایا اور نہ کسی معجزے پر حوالہ دیا اس سے ہی ثابت ہوتا ہی کہ جس قدر

معجزات انجیلون مین مذکور ہین وہ محض بے اصل ہین اس مضمون کی آیتین انجیل مین بہت ہین سب کا نقل کرنا موجب طوالت ہے۔

دوسری دلیل محمدی معجزات کے انکار پر یہ ہے کہ موسیٰ کی کتاب استثنا کے ۱۳ باب آیت ۱ سے ۵ تک مرقس کے ۱۶ باب آیت ۱۷ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ معجزات بیشک دلیل نبوت ہین مگر بدون صحیح تعلیم کے معجزات کو فریب سمجھنا چاہیے اور قرآن وحدیث کی تعلیم صحیح نہین ہی چنانچہ حصۂ دوم مین اسکی تفصیل آویگی اس صورت مین اگر کوئی معجزہ اوسنے دکھایا تو وہ فریب ہی انتہے ملخصًا۔

جواب ناظرین اون مقامات کو ملاحظہ کرین جنکا حوالہ پانی پتی صاحب نے دیا ہی اون دونون مقامونسے تین امر ثابت ہوتے ہین (۱) معجزات دلیل نبوت نہین ہین اور جو معجزے دلیل ہوسکتے ہین وہ حضرت مسیحؑ مین پائے نہین گئے۔ (۲) اور وہ مسیح جواپنے تئین ابن اللہ اور خدا کہتے تھے سچے نبی نتھے (۳) عیسائیون مین ایمان کی علامت نہین پائی جاتی اسکا ثبوت سنیے۔ استثنا کے تیرہوین باب کا مضمون یہ ہی (۱) اگر تمھارے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو اور تمھین کوئی نشان یا معجزہ دکھاوے (۲) اور اوس نشان یا معجزے کے مطابق جو اوسنے تمھین دکھایا بات واقع ہو اور وہ تمھین کہے آؤ ہم غیر معبودون کی جنھین تمنے نہین جانا پیروی کرین اور اونکی بندگی کرین (۳) تو ہرگز اوس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات پر کان مت دھرو کہ خداوند تمھارا خدا تمھین آزماتا ہی (۵) اور وہ نبی یا وہ خواب دیکھنے والا قتل کیا جائیگا۔ اس کلام سے تین باتین ثابت ہوئی ہین۔ اوّل یہ کہ جھوٹے نبی بھی معجزہ دکھا سکتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ دلیل نبوت نہین ہے دوسرے یہ کہ جو نبی غیر معبودونکی طرف بلائے جنھین بنی اسرائیل نہین جانے

وہ جھوٹھا ہی - تیسرے یہ کہ جھوٹھا نبی قتل کیا جائیگا اب پادریصاحب سر کوز انویر کھکر
غور کریں کہ توریت میں جو جھوٹے نبی کی دو شناختیں بیان کی گئیں وہ آپ کے اعتقاد
کے بموجب حضرت مسیح میں پائے جاتے ہیں یا نہیں بھلا کوئی منصف یہ کہہ سکتا ہے کہ
بنی اسرائیل کسیوقت میں حضرت مسیح یا روح القدس کو خدا جانتے تھے اور اوس خدا ے
وحدہ لاشریک میں تین اقنوم مانتے تھے ہرگز نہیں ہرگز نہیں - پس حضرت مسیح نے
اپنے آپکو اور روح القدس کو بزعم آپکے خدا بتایا تو بیشک اونھوں نے غیر معبودوں کی
طرف بلایا جنھیں بنی اسرائیل ہرگز نہیں جانتے تھے پس بموجب اسی آیت کے معجزات مسیحی
ہرگز دلیل نبوت نہیں ہو سکتے اس صورت میں اگر کوئی معجزہ اونھوں نے دکھایا بھی تو اوسے
وہی کہنا چاہیے جو اوپر پادری صاحب کہہ چکے ہیں - اور دوسری شناخت جو جھوٹے نبی
کی توریت میں بیان کی گئی ہے وہ بھی بموجب عقیدے پادری صاحب کے حضرت مسیح میں
پائی گئی کیونکہ صلیب دیے گئے سبحان اللہ پادری صاحب نے یہ عجب ولمبی دلیل بیان کی کہ
جو بالیقین مسیحی معجزات کو رد کرتی ہیں اونکو محمدی معجزات پر لاتے ہیں شاید پادریصاحب
کی یہ پیش بندی معلوم ہوتی ہی تاکہ توریت کے اس مقام سے کوئی مسیحی معجزات کو باطل نکرے
ہم پہلے ہی سے اون آیات کو دوسری طرف جھکا دیں مگر وہ اطمینان رکھیں کہ جھوٹ
کو فروغ نہیں ہوتا - اور دوسرا حوالہ پادریصاحب کا یہ ہی کہ مسیح فرماتے ہیں اور وے
جو ایمان لاوینگے اونکے ساتھ یہ علامتیں ہونگی کہ وہ میرے نام سے دیوؤں کو
نکالینگے اور نئی زبانیں بولیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پییں گے اونھیں کچھ
نقصان نہوگا وے بیماروں پر ہاتھ رکھینگے تو چنگے ہو جائینگے (مرقس باب ۱۶ ورس ۱۷ و ۱۸)
اب پادریصاحب بیان کریں کہ کس عیسائی میں یہ علامتیں پائی جاتی ہیں خود وہی

نئے عیسائی ہوے ہین کچھ وہی عیسویت کی نشانی دکھاوین ورنہ اقرار کرین کہ جھوٹے عیسائی ہین محض دنیا کمانے کے لیے بھروپ بھرا ہے - خیر ہمین اس سے کچھ بحث نہین اس وقت ہم یہ بیان کیا چاہتے ہین کہ جب مسیح نے اظہار کرامات عام مومنین کی نشانی ٹھہرائی تو ثابت ہوا کہ خاصہ نبوت نہین البتہ اس قول پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ خود مسیح کا یہ بھی قول ہی کہ جھوٹے مسیح آئینگے اور بڑی بڑی نشانیان دکھائینگے پس جھوٹے مسیحون نے نشانیان دکھائین تو نشانیونکو مومنین مسیح کی علامت قرار دینا صحیح نہوا کیونکہ جو جھوٹے مسیح آئینگے وہ مومن تو ہرگز نہونگے حالانکہ نشانیان دکھائینگے - پادریصاحب کو اگر دعوی ہے تو ان اعتراضون کا جواب صاف صاف دین صرف یہ کہکر نہ ٹالین کہ جھوٹی او سچی نشانیون مین غور کرنے سے خود فرق ظاہر ہوجاتا ہی یہ اونکے عجز کی دلیل ہے جہان کچھ بیان نہین ہوسکتا وہان یہ کہکر اپنے بار سے سبکدوش ہوجاتے ہین -

اور یہ کہنا کہ قرآن وحدیث کی تعلیم صحیح نہین ایسا ہے کہ کوئی کہے کہ آفتاب مین روشنی نہین قرآن وحدیث کی عمدگی تعلیم مثل آفتاب نیمروز کے روشن ہی موافق اور مخالف سب اوسکی خوبی کے قائل ہین پھر اگر ایک پادریصاحب تعصب کی پٹی آنکھونپر باندھکے اندھیر مچائین اور دن کو رات بتائین تو کیا ہوتا ہے اونھین چاہیے کہ اپنے ہم مشرب اہل یورپ کے اقوال ملاحظہ کرین اور چند قول ہمنے اوپر نقل بھی کردیے ہین اور زیادہ تفصیل چاہین تو پیغام محمدی غور سے دیکھین مگر ہم جانتے ہین کہ طمع دنیاوی اور عناد کے مرض نے اونکے مزاج کو ایسا فاسد کردیا ہے کہ عمدہ غذاے روحانی اونکو تلخ معلوم ہوتی ہے بھلا جسے تعلیمات مسطور الذیل پسند ہون وہ قرآن کی تعلیم کیون پسند کریگا -

بت پرستون کیطرح خدا کے اوتار لینے کا قائل ہونا - اوس ذات غیر محدود کو ایک ذرا سے

جسم مین مقید اعتقاد کرنا - اوس بے نیاز کو انسان کیطرح محتاج ماننا - اوس قادر توانا
کا اپنے بندون کے ہاتھہ سے ذلت اور خواری اوٹھاکر صلیب دیا جانا اوس فرات مقدس
کا انسان کے گناہ کے عوض ملعون ہونا - معاذ اللہ - اوسکا جہنم مین جاکر گنہگارون
کی طرح عذاب اوٹھانا - وغیرہ ذلک من الکفریات یہ پادریصاحب کے مذہب کی تعلیم
ہی ناظرین انصاف فرمائین کہ بڑی عمدگی مذہب اور اوسکی سچائی کی نشانی یہ ہی کہ اوسمین
عقائد عمدہ ہون جس مذہب کے عقائد خراب ہین وہ بلاشبہہ جھوٹا مذہب ہی - اب
فرمایے کہ عقائد مذکورہ سے بدتر اور کیا عقیدے ہونگے بڑے افسوس کی بات ہی کہ ایسی
باتون کے ماننے والے اسلام کی تعلیم پر حرف گیر ہون اور جو کچھہ اونھون نے حصۂ دوم
مین اپنی قابلیت اور ہتبازیکو ظاہر کیا ہے اوسکا حال اوسکے جواب سے اہل حق
پر کھل جائیگا بالفعل تو ناظرین پیغام محمدی ملاحظہ کرکے تعلیم محمدی کی خوبی کو دریافت کرین
اسکے بعد پادریصاحب نے ایک ایسا طوفان باندھا ہی کہ شاید کسیکو اوسکے غلط ہونے
مین شک نہوگا لکھا ہے کہ - وہ (قرآن وحدیث) دوسرے معبودون کیطرف بلاتا ہی
ابراہیم و اسحق اور یعقوب کے خدا کیطرف وہ ہمین ہرگز نہین بلاتا - صاحبو اس جھوٹ
کا بھی کچھہ ٹھکانا ہے ذرا قرآن شریف پڑھکر دیکھو کہ وہ صاف صاف کیا کہہ رہا ہے -
یَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ
شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ (آل عمران آیت) اے اہل کتاب سیدھی بات
کیطرف آؤ جو ہمارے تمھارے درمیان متفق علیہ ہے (وہ یہ کہ) بندگی نکرین مگر خدا کی اور شریک ٹھہراوین
اوسکا کسیکو اور نہ بناوے بعض ہمارے بعض کو پروردگار سوا خدا کے - جس طرف قرآن مجید
بلا رہا ہی وہ تو یہ ہے مگر عیسائی اس طرف نہین آتے اونھون نے تو خدا کے دو شریک

بنا رکھے ہین اور انسان کو اپنا پروردگار سمجھتے ہین آی گمراہو کہان بہکے جاتے ہو ابراہیم
و اسحق کے خدا کو مانو وہ وحدہ لاشریک ہی الحاصل نہ قرآن و حدیث کی عمدگی تعلیم مین
کسی منصف مزاج کو شک ہو سکتا ہے اور نہ قرآن و حدیث غیر معبودونکی طرف بلاتی ہین
لہذا معجزات محمدی کو فریب بتانا کسی اہل حق کا کام نہین بلکہ آپ کے معتقدات کی وجہ
سے انجیلی معجزات کو فریب کہنا نہایت قرین قیاس ہی آپ تثلیث پرستونکی بلا موحدین کے گلے نہ مڑھیے

تیسری دلیل۔ اس دلیل کا محصل یہ ہے کہ شعراے مداحین کا دستور قدیم ہے کہ امرا
کی جھوٹی مدح بسبب طمع دنیاوی کے کیا کرتے ہین حضرت کے پاس ۱۸۱ اشاعر موجود تھے
وہ مدح سرائی اسی غرض سی کیا کرتے تھے اور معجزات کا ذکر اکثر انکے اشعار سے پیدا ہوا ہے
پس جب ایک شاعر بالمیک نے راجہ رامچندر کو خدا بنا کر دکھلا دیا تو کیا حال ہوگا اوس
شخص کا جسکے ۱۸۱ اشاعر مداح ہون۔

جواب۔ چونکہ پادری عماد الدین نے معاندانہ اور ملحدانہ طرز اختیار کیا ہے لہذا ہم کو بھی
بعض جگہ وہ کلمات کہنے پڑتے ہین کہ ہم اوسے ہرگز پسند نہین کرتے مگر بہ مجبوری کہنا پڑتا
ہے سنیے طمع دنیاوی کی وجہ سے جھوٹی مدح کرنے والے ناظم اور ناثر دونون گذرے ہین
جھوٹی مدح کے لیے کچھ شاعر ہونا ضرور نہین۔ اب یہ کہا جاتا ہی کہ مداحین آنحضرت صلعم کی تشبیہ
بالمیک سی دینا ٹھیک نہین کیونکہ آنحضرت کے مداحون نے تو حضرت کو کچھ نہین بنایا وہ تو سب
آنحضرت کو عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنی خدا کا بندہ اور اوسکا رسول کہتے رہی البتہ مسیح کے مداحون نی مسیح
کو خدا اور خدا کا بیٹا بنا دیا وہان یہ کہنا عماد الدین کے قول کے بموجب بہت ٹھیک ہوگا کہ
جب ایک بالمیک نے رامچندر کو خدا بنا دیا اور جہان مین ایک جھوٹا مذہب قائم کر دیا پھر
کیا حال ہوگا جسکے ہزارون مداح ہوان اور رات دن جھوٹی سچی باتین بنا کر معزز ہونا چاہتے ہون

چنانچہ اس وقت تک یہی حال ہے کہ سیکڑون پادری ہزارون روپیہ پاتے ہین اور بنگلون مین بیٹھے چین اوڑاتے ہین اوسی زمرے مین سے ہمارے مخاطب بھی ہین ان سب خوشامدیون کی تحریرات کے علاوہ صرف اون تواریخ اور خطوط کو ملاحظہ کیجیے جو حواریون کی طرف منسوب ہین کہ اونمین کسقدر مبالغے شاعرانہ موجود ہین دیکھیے یوحنا حواری اپنی تاریخ کے ۲۱ باب کے ۲۵ ورس مین کیا شاعرانہ مبالغہ کرتے ہین۔ پر اور بہت سے کام ہین جو یسوع نے کیے اگر وے جدا جدا لکھے جاتے تو مین گمان کرتا ہون کہ کتابین جو لکھی جاتین دنیا مین نہ سما سکتین۔ ناظرین ملاحظہ کرین کہ اس سے زیادہ مبالغہ شاعرانہ اور کیا ہوگا مسیح کے معجزات اور کرشمے انھین کے بیان کیے ہوے ہین جنکے مبالغۂ شاعرانہ کا یہ حال ہے پھر ایسے معجزات کیونکر قابل اعتبار ہو سکتے ہین باقی رہا پادری صاحب کا یہ کہنا کہ ادا شاعر آنحضرت کی مدح سرائی دنیاوی طمع کی غرض سے کیا کرتے تھے اوسی طرح پر ہے جسطرح کوئی بدطینت اپنے مخالف پر بدگمانی کیا کرتا ہے کیونکہ کوئی ثبوت اسکا اونکے پاس نہین ہے اسمین توشک نہین کہ رسول اللہ کے صحابی مجہوے وغیرہ نہ تھے بلکہ بڑے بڑے فصیح و بلیغ تھے اور اگرچہ مسلمان ہونیسے پہلے اونکی کیسی ہی حالت تھی مگر اسلام کے بعد اونکی وہ حالت ہوگئی جس سے یقین ہوتا ہی کہ خدا نے اپنا جلال اپنر ظاہر کیا تھا اور انوار نبوت حقہ نے انکو منور کر دیا تھا جو کوئی انصاف دلی سے اوس وقت کے حالات کو دیکھیگا وہ صحابہ کی تغیر حالت کو دیکھکر کہ کیا کی وہ کیسے ہوگئے تھے بے تردد کہدیگا کہ انمین اوس خداے قادر کی تعلیم نے کامل اثر کیا ہے جسکے قبضۂ قدرت مین انسانون کے دلون کا پھیرنا ہے جہان اونکے بہت سے بُرے عادات بالکل خوبیون سے بدل گئے اسی طرح جو شاعر مسلمان ہوگئے تھے اونکی قدیم شاعری کی حالت ایسی بدل گئی تھی کہ پہلے لحاظ سے اونھین شاعر ہی نہین کہہ سکتے اسیواسطے یہ بات مشہور

ہوگئی تھی کہ مسلمان شاعرونکے اشعار ہین وہ مزہ نہین ہے جو اونھین کے اشعار ہین اونکے مسلمان ہونے سے پہلے تھا کیونکہ جھوٹ اور مبالغے اونسے چھوٹ گئے تھے اسکی وجہ یہی تھی کہ اوس سچے نبی اور معلم روحانی نے جسکا پیارا نام محمدؐ ہی جھوٹ اور تملق اور بیہودہ شاعریکو اس سختی کے ساتھہ منع فرمایا جس سے زیادہ خیال مین نہین آسکتا اور بالتخصیص اپنی جھوٹی تعریف کو صرف منع ہی نہین کیا بلکہ باربار نہایت تاکید سے فرمایا کہ جو کوئی جھوٹی بات میریطرف قصداً منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین کرلے یعنی جو بات مینے نہین کہی یا جو کام مینے نہین کیہو اوسے میریطرف نسبت کرے (گو اوس سے کیسی ہی میری تعریف نکلتی ہو) وہ شخص اپنا ٹھکانا جہنم مین کرلے اس تعلیم کا اثر جو کچھہ مسلمان شاعرون پر ہوا اوسکی تصدیق اونکے اشعار سے ہوسکتی ہی مثلاً اوس وقت کے بڑے شاعرون مین ابو قیس ہین یہ حضرتؐ کے پہلے سے متلاشی دین تھے اور مذہب عیسوی کو بھی اونھون نے دیکھا تھا جب آنحضرتؐ مدینے تشریف لیگئے اوسوقت یہ شاعر مسلمان ہوے انکی چار شعر نمونے کے طور پر لکھتا ہون ؎

اوصیکم باللہ والبر والتقی + واعراضکم والبر باللہ اول ÷ وان قومکم سادوا فلا تحسدنہم ÷ وان کنتم اہل الریاسۃ فاعدلوا ÷ یعنی مین تمھین نکوئی اور پرہیزگاری اور بُرے کامونسے بچنے کی وصیت کرتا ہون اور سب سے مقدم اللہ کی فرمانبرداری ہے اگر تمھاری قوم سردار ہو تو تم اونسے حسد نکرو اور اگر تم رئیس ہو تو انصاف کرو۔ یہ تو اونکی نصیحتانہ اشعار کا نمونہ تھا اور مدح کے اشعار بھی سن لیجیے حضرتؐ کی تعریف مین لکھتے ہین ؎ یقص لنا ما قال نوح لقومہ + وما قال موسیٰ اذا جاب المنادیا + واصبح لا یخشی من الناس واحداً قریباً ولا یخشی من الناس نائیا + یعنی حضرتؐ ہمکو وہ تعلیم کرتے ہین جو نوح نے اور موسی نے اپنی قوم کو کی تھی اور وہ کسی آدمی قریب و بعید سے نہین ڈرتے ہین یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہی کہ واللہ یعصمک من الناس۔ اللہ بچالیگا تجھے لوگونکی گزند سے اسلیے

حضرت کو کچھہ خوف نہین رہا آنحضرتؐ کے بڑے مداحون مین جو معاندین کی ہجو کا جواب بھی
دیا کرتے تھے حسّان بن ثابتؓ ہین انکے اشعار سینیے ابوسفیان نے آنحضرتؐ کی ہجو لکھی
تھی اوسکے جواب مین لکھتے ہین ~ هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَاَجَبْتُ عَنهُ ؛ وعند اللہ فی ذاک الجزاء
ہجوت محمدا برا تقیاً ؛ رسول اللہ شیمتہ الوفاء ؛ اتہجوہ ولستَ لہ بندٍ ؛ فشرکما لخیرکما فداء
فمن یہجو رسول اللہ منکم ؛ ویمدحہ وینصرہ سواء ؛ فان ابی ووالدتی وعرضی ؛ لعرض محمد
منکم وقاء ؛ آب ناظرین ان سیدھے اور سچے شعرون کو ملاحظہ کرین جنکو مذاق شاعری
ہے وہ اس بات کا یقین کرسکتے ہین کہ ان اشعار سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ انکے ناظم
یا تو مبالغہ کرنا جانتے ہی نہین یا محض سچائی کیوجہ سے ترک کردیا ہے اسواسطے خدا تعالے
نے قرآن مجید مین اوسوقت کے شاعرون کی دو قسمین کردین ایک وہ جو ایمان نہ لائے
تھے اور اسلام کی تعلیم اونھون نے نیائی تھی دوسرے وہ جو ایمان لائے تھے اور بسبب
تعلیم اسلام کے جھوٹی شاعری چھوڑکر سچے شاعر بنگئے تھے چنانچہ فرمایا وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ
الْغَاوُوْنَ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ الخ یعنی شاعرونکی بات کی پیروی گمراہ لوگ کرتے
ہین کیا تو نہین دیکھتا ہی کہ وہ ہر ایک میدان مین بھٹکتے پھرتے ہین (یعنی جو مضمون

ترجمہ تونے محمدؐ کی ہجو کی تھی مینے اوسکا جواب دیا اسکی جزا اللہ کے پاس ہے۔
تونے محمد کی ہجو کی جو نہایت نیکوکار اور متقی ہین اور خدا کے رسول ہین جنکی عادت اور سرشت مین وفا کرنا ہے۔
تو اونکی ہجو کرتا ہے حالانکہ تو اونکے مانند نہین ہے (خدا کرے) کہ تم مین سے جو بد ہو وہ نیک کا فدیہ ہوجاے۔
تم مین سے جو کوئی رسول اللہ کی ہجو کرے یا تعریف کرے اور مدد کرے سب برابر ہے (نہ ہجو سے اونکی شان
مین کچھہ بٹہ لگتا ہے اور نہ تعریف سے اونکی شان بڑھہ جاتی ہی) میرا باپ اور میری مان اور میری آبرو محمدؐ
کی آبرو پر قربان ہین۔ ناظرین انصاف کرسکتے ہین کہ ان مدحیہ اشعار مین مبالغہ ہے یا انجیلون جسمین سے ایک قول
یوحنا حواری کا نقل کیا گیا کہ مسیح نے جو کام کیے ہین اگر وہ جدے جدے لکھے جاتے تو دنیا مین کتابین نہ سما
سکتین کیسا اندھیر ہے کہ یہ قول تو سچے بلکہ الہامی مانے جاتے ہین جسکے مبالغے کی انتہا نہین اور اون سچے
شعرون کو جھوٹ اور مبالغہ کہا جاتا ہے ۱۲

سچا یا جھوٹا اونکے خیال مین آگیا اوسکے پیچھے ہولیے) اور جو کہتے ہین وہ نہین کرتے مگر (اس سے مستثنےٰ ہین) وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور اللہ کی بہت یاد کی - یہ آیت صاف کہہ رہی ہی کہ جو مومنین شاعر تھے وہ شاعری مین جھوٹ کی آمیزش نہین کرتے تھے بلکہ سچے مضامین نظم کیا کرتے تھے چنانچہ اشعار منقولہ سے ظاہر ہوگیا اب مین ناظرین کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ جب ان شاعرون کے حالات اور انکے اشعار انکی سچائی اور دیانت کی کامل شہادت دیتے ہین تو ان شہادتون سے قطع نظر کرکے بلا دلیل اونپر بدگمانی کرنا اور محض شاعری کے نام سے اونھین جھوٹا ٹھہرانا کسی ایماندار کا کام نہین ہے

قولہ صفحہ ۲۲ معجزات اور کرامات کے بیانات جو احادیث مین ہین اکثر اونھین شاعرونکے اشعار مین سے پیدا ہوے ہین -

اقول جھوٹے پر خدا کی پھٹکار ہزار بار لاکھہ بار کڑور بار اگر پادری صاحب سچے ہین تو وہ اشعار ہمین دکھائین جنسے احادیث مین معجزات نقل کیے گئے ہین ورنہ خدا سے ڈرکر ایسے طوفان سے باز آئین -

قولہ کیا حال ہوگا اوس شخص کا جسکی مدح ۱۸۱ شاعر کرتے ہین اور رات دن نئی بات سناکر اوسکے مصاحب باعزت ہونا چاہتے ہین دیکھو قصیدہ بانت سعاد اور ہمزیہ اور بردہ کو کسقدر مبالغے انمین موجود ہین -

اقول ہم نہین کہہ سکتے کہ پادری صاحب کو طمع دنیاوی یا تعصب وعناد کے نشہ نے کسقدر مخمور و مدہوش کردیا ہی اونھین کچھہ خبر نہین کہ ہم کیا طوفان باندھ رہے ہین قصیدہ ہمزیہ اور بردہ کے مولف کو حضرت سرور انبیا کا مصاحب اور بات سنانے والا ظاہر کرتے ہین حالانکہ امام شرف الدین بوصیری ان دونون قصیدون کے مولف ۶۰۸ھ ہجری مین پیدا ہوے اور

سنہ ۶۹۴ ہجری مین انتقال کیا تعجب ہے جناب پادری صاحب امام شرف الدین کو اونکی پیدایش سے چھ سو برس پیشتر اونخین حضرت سرور انبیا کا مصاحب بتاتے ہین سبحان اللہ کیا معلومات ہی البتہ قصیدہ بانت سعاد کو کعب بن زہیر صحابی کا تالیف لوگون نے لکھا ہی مگر پادری صاحب حسب بیان کرین کہ اوسمین یا قصیدہ ہمزیہ وغیرہ مین کونسے مبالغے ہین کیا اندھیر ہے کہ انجیلی مبالغو پر نظر نہین کیجاتی جنکی وجہ سے ایک انسان خدا بنا دیا گیا اور سچی اور واقعی تعریف کو مبالغہ کہا جاتا ہے۔

قولہ صفحہ ۲۲ - معجزہ ایک خرق عادت ہی جو قدرت الٰہی سے بوقت مناسب ظاہر ہوتا ہے نہ یہ کہ بات بات مین ٹھٹھہ بازی ہو جاے۔

اقول معاند اور منکر ایسا ہی کہا کرتے ہین اگر اونخین دو چار معجزے دکھائے گئے تو اونھون نے کچھ لغو اور بیہودہ تاویل کر کے اور باتین بنا کے عوام کی نظرون مین اونکا اعجاز باطل کر دیا جیسے عماد الدین نے معجزات قرآنی کی نسبت کیا ہے اور بہت سے ملحدین نے معجزات مسیح کی نسبت اور جس نبی اولوالعزم نے زیادہ معجزے دکھائے اور اوسمین ناطقہ بند ہوا کچھ تاویل نہ چل سکی تو یون بات بنائی کہ معجزہ ٹھٹھہ بازی نہین کہ بات بات مین ہوا کرے ان معاندون سے کوئی یہ کہے کہ بات بات مین معجزے کا کون قائل ہے اور کون کہتا ہے کہ ایسے معجزون کو آپ مانیے ہم تو صرف اون معجزات مین گفتگو کرتے ہین جو صحیح روایتون سے ثابت ہین اور اوسکے دیکھنے والے بھی بہت ہین اور وہ چند معجزے ہین اونکے نہ ماننے کی وجہ بیان کیجیے خدا کے لیے کہین تو دھوکے بازی سے چوکیے۔

چوتھی دلیل اس دلیل کی تقریر پادری صاحب نے نہایت مہمل طور پر کی ہی مگر اونکا مدعا صرف اس قدر ہے کہ خرق عادت ایک امر تواریخی ہے اور ایسا امر جب تک کوئی معتبر

راوی اپنی تحریر مین اپنا معائنہ بیان نکرے تو وہ قابل قبول نہین ہوسکتا اور محمدی معجزات کا حال ایسا نہین ہی بلکہ اونکا ذکر بخاری اور مسلم وغیرہ کرتی ہین اور آپ ہی ایک سلسلہ راویون کا بتاتے ہین لہذا وہ قابل اعتبار نہین۔

جواب تحقیقی امر تاریخی کا ثبوت اسپر موقوف نہین کہ راوی دیکھنے والا کسی تحریر مین اپنا معائنہ بیان کرے بلکہ کسی شخص معتبر کے روبرو بیان کرنا کافی ہی اور اگر کسی تحریر مین اوسکا اقرار پایا گیا تو وہ تحریر بھی جب ہی قابل اعتبار ہوسکتی ہی کہ کسیکے روبرو اوسکا زبانی اقرار موجود ہو کہ یہ تحریر میری ہی اور پھر وہ تحریر بھی ہر طرح سے محفوظ رہی ہو بہر حال زبانی اقرار پر مدار رہا فقط تحریر سے کچھ کلام نہ چلا پس مطابق اسکے معجزات محمدی کو معتبر راوی اپنا معاینہ بیان کرتے ہین اور صاف اقرار کرتے ہین کہ فلان معجزہ ہمنے بچشم خود دیکھا اور جن معتبرین کے سامنے دیکھنے والون نے بیان کیا وہ دوسرون سے بیان کرتے ہین اور وہ دوسرے معتبرین بعضے صرف زبانی اقرار کرتے ہین اور بعض تحریری اور زبانی دونون طرح سے اور تاریخی امر کے ثبوت کے لیے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین اور اسی طریقے سے معجزات محمدی کا ثبوت ہی پس ضرور وہ لائق اعتبار ہین

جواب الزامی خرق عادت یعنی معجزہ ایک واقعہ تاریخی ہے اور اوسکے ثبوت کے لیے ضرور ہے کہ کوئی معتبر راوی اپنا معائنہ بیان کرے اور اگر کسی تحریر کے ذریعے سے ہمکو اوس راوی کا بیان پہونچا ہے تو ضرور ہے کہ کوئی شاہد معتبر اسکی گواہی دے کہ یہ تحریر اوس معاینہ کرنے والے کی ہی ہمارے سامنے اوسنے اسکا اقرار کیا یا ہمارے روبرو اوسنے لکھا ہی پھر اگر عرصہ دراز گذر گیا ہے تو ہر زمانے مین اوس تحریر پر معتبر گواہ ہونے چاہیئین کہ وہ بیان کرتے چلے آوین کہ فلان راوی معتبر نے کہا کہ یہ تحریر اوس راوی کی ہے اور بغیر اس مسلسل شہادتون کے ہرگز وہ واقعہ جو کسی تحریر مین مندرج ہی قابل اعتبار نہین

ہو سکتا اس بناپر ہم کہہ سکتے ہین کہ معجزات مسیحی جو بعض تاریخون مین مندرج ہین (جنکو انجیل کہا جاتا ہے) وہ قابل اعتبار نہین کیونکہ ہمکو کوئی سراغ اس بات کا نہین ملتا کہ یہ تحریرین یعنی اناجیل اون شخصون نے لکھی ہین جنھون نے حضرت مسیح کے حالات معائنہ کیے تھے بلکہ علماے مسیحیہ فقط اس بات کا دعوی کرتے ہین کہ یہ تحریر فلان راوی کی ہے اسکے ثبوت مین کوئی دلیل پیش نہین کرتے پادریصاحب بھی باوجود اس شور وشغب کے کچھ بیان نہین کرسکے پس معجزات کی سند کا یہ حال اور مسیح کے قول کا وہ حال کہ بالکل معجزے سے انکار ہی اب تبلاؤ کہ کس دلیل سے معجزات عیسوی کا اقرار کرین اسلیے صاف کہتے ہین کہ یہ بیانات اناجیل بالکل غلط ہین یہ چوتھی دلیل ہے معجزات مسیحی کے عدم اعتبار کی

قولہ صـ۲۳ محمدی معجزات کا ذکر بخاری ومسلم وغیرہ اپنی تحریرون مین سناتے ہین اور آپ ہی ایک سلسلہ راویون کا بتاتے ہین —

اقول پادری صاحب تقلیع ہشتم صفحہ ۲۲ مین اقرار کرتے ہین کہ محدثین بدیانت اور جعلساز ہرگز نہتے کوئی وجہ نہین ہی کہ اونکی تحریر پر اعتبار نکیا جاے اور یہ خوب کہا کہ آپ ہی سلسلہ راویونکا بتاتے ہین اگر صاحب وہ نہ بتائین تو کون بتائے سلسلہ راویونکا اونپر آکر منتہی ہوا اور راویونکی حالات کی اونھون نے تحقیق کی اونکے سوا اور کون بتا سکتا ہے پس جب آپ اونکی دیانت کے مقر ہین تو ضرور ہوا کہ آپ اونکی باتکو مانین

پانچوین دلیل قرآن وحدیث پر غور کرنے سے حصہ دوم مین معلوم ہوتا ہی کہ محمد صاحب اور اوس عہد کے لوگ علم الٰہی سے بالکل ناواقف تھے کیونکہ اونکی سب باتین جہل اور ناواقفی پر مبنی ہین پس جب کہ حصہ دوم مین ان سب کا غلطی مین ہونا ثابت ہوگیا تو اسکے کیا معنی ہین کہ وہ لوگ بیان معجزات مین حق پر ہین —

جواب الزامی انجیل وغیرہ پر غور کرنے اور بہت سی کتابون کے مطالعہ سے جن مین

محققانہ طور سے انجیلون کے مضامین پر بحث کی گئی ہی معلوم ہوتا ہی اور حصہ دوم کے
جواب مین معلوم ہوجائیگا کہ انجیلون کے مؤلف علم الٰہی سے بالکل ناواقف تھے کیونکہ
سب باتین اونکی جہل و ناواقفی پر مبنی ہین اور خود اونہین کتابون سے ظاہر ہے کہ
حضرت مسیح اون کو تادم صعود نادان اور بے ایمان کہتے رہے پس جب حضرت مسیح خود
اونکے فہم اور اعتقاد کی شکایت کرتے رہے اور اونکی تحریرات سے بخوبی اوسکا ثبوت ہوگیا
تو اسکے کیا معنی ہین کہ وہ لوگ بیان معجزات مین حق پر ہین جب وہ حضرت مسیح کا کلام نہین
سمجھ سکتے تھے تو معجزہ حق و باطل مین کیونکر تمیز کر سکتے ہونگے پھر کیونکر اونکا بیان قابل اعتبار ہوسکتا ہی

جواب تحقیقی- قرآن و حدیث مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت محمد رسول اللہ
نے علم الٰہی کو ایسا جانا جیسا کہ جاننے کا حق تھا اور وہ صفات الٰہی بیان کیے کہ کسی نے
بخوبی نہ بیان کیے تھے تمام کتب سابقہ کی تکمیل قرآن وحدیث نے کی اسکی تفصیل نیاز نامہ
کے جواب مین مسطور ہے اسکا انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہی اکثر اہل یورپ اسکی قائل ہوگئے ہین

چھٹی دلیل- الہام اور انبیا کا سلسلہ جو موسیٰ سے حواریون تک ہی اوسکی دیکھنے سے اور خوب سمجھنے سے اور
اوسکی عمدیت اور قوت اور فضائل ذاتی اور صفاتی پر ملاحظہ کرنے سے ہم لوگ جو غیر قوم تھے
رسالت اور الہام کے قائل ہوے ہین اور ہمنے اس سلسلہ مین جھوٹے معجزون اور جھوٹے
پیغمبرون کا حال بھی پڑھا ہی پس جس سلسلہ نے ہمین الہام اور رسالت کا قائل کیا ہی اگر کوئی
شخص اوسکے مخالف ہوکر معجزات بھی دکھلادے ضرور وہ آدمی جھوٹا اور اوسکے معجزات فریب بازی
ہونگے پس محمد صاحب جو اس انبیا کے سلسلے کے بالکل مخالف ہین عقائد اور عبادت اور معاملات
اور قصص مین بھی اور اونکی تعلیم انبیا کی تعلیم سے جدی ہے تو اب بتلاؤ کہ ہم محمد صاحب کو
اور اونکے معجزات کو کیا سمجھین۔

جواب ناظرین انصاف پسند اس امر کا یقین کر سکتے ہین کہ پادری صاحب نے یہان
کوئی دلیل پیش نہین کی بلکہ چند امور اعتقادی بیان کرکے (جنھین اپنے گمان فاسد مین
مسلم کر رکھا ہی) ایک نتیجہ نکالا ہی وہ اعتقادی امور یہ ہین اوّل سلسلہ الہام و انبیا کا
فقط حواریون تک فرض کیا (حالانکہ محض غلط ہے) دوسرے اوسکے سمجھنے کے مدعی ہوے
(باوجودیکہ کچھہ نہین سمجھتے) تیسرے اوسکے عمدہ ہونے اور فضائل ذاتی اور صفاتی کا اعتقاد کیا
چوتھے ایک شخص کو محض اپنے خیال سے اوسکا مخالف قرار دیا (حالانکہ وہ خیال باطل ہی) پانچوین
بموجب اپنے گمان کے اوسکے مخالف کو جھوٹا قرار دیا- اسکا جواب تحقیقی یہ کہ یہ سب امور
پادری صاحب کے خیالات فاسدہ ہین حضرت محمدؐ رسول اللہ انبیا کے مخالف نہین ہین
جو کوئی مخالفت کا مدعی ہی وہ جھوٹا ہی وہ نہ قرآن وحدیث کو جانتا ہی اور نہ توریت و
انجیل کو سمجھتا ہی اسکی تفصیل پیغام محمدی مین مذکور ہے طالبین حق اوسمین ملاحظہ کرین
اور جواب الزامی یہ ہے کہ یہود کہتے ہین کہ الہام اور انبیا کا سلسلہ جو موسی سے ملاکی
تک ہی اوسکے دیکھنے سے اور خوب سمجھنے سے اور اوسکی قوت اور فضائل پر لحاظ کرنے سے
ہم لوگ ایمان لائے اور اوسمین جھوٹے پیغمبرون کا حال دیکھا اور اونکی نشانیان معلوم
کین پس جس سلسلہ نے ہمکو الہام و رسالت کا قائل کیا ہی اوسکے جو کوئی مخالف ہو کر
معجزات دکھاوے ضرور وہ آدمی جھوٹا ہی پس مسیح جو سلسلۂ انبیا کے عقائد اور عبادات
اور معاملات مین بالکل مخالف ہین اور جھوٹے نبی کی نشانیان جو کتب سماوی مین بیان
کی گئی ہین وہ بھی اونمین ہم پاتے ہین تو اب بتاؤ کہ ہم مسیح کو اور اونکے معجزات کو کیا
سمجھین اور یہود پر کیا ہی ہر ایک مذہب والا اپنے مخالف کو ایسا ہی اعتقاد کرتا ہے-
لیجیے پادری صاحب اب آنکھین کھولکر اپنی دلیلون کا جواب ملاحظہ کیجیے اور کہیے کہ

یہ آپکی دلیلین کیسی آپ پر پلٹ گئین مصرعہ زبان تو آخر زیان تو شد ؛ اب انکا جواب
دیجیے اور اوس بڑے بول کو یاد کیجیے جو آپ نے صفحہ ۳۲ تقلیعات مین لکھا ہی دیکھیے یہ
بڑا بول آپ کو کیسا نیچا دکھاتا ہے۔ اب آپ پر واجب ہے کہ جب تک آپ انکا جواب
نہ دے لین مسیح کے معجزات کا ذکر ہرگز نکرین۔

انجیل کی اسناد پر گفتگو

چونکہ یہان مختصر طور سے ذکر اسناد قرآن مجید و احادیث کا کیا گیا اور یہ بات ثابت
ہو گئی کہ قرآن مجید ہی خدا کی وہ مقدس کتاب ہی جو بلا شک و شبہہ اور بغیر کسی آمیزش
کے ہم تک پہونچی ہی اور جو طریقے اسکی حفاظت کے خدا نے اپنے خاص بندون کو الہام
فرمائے وہ کسی کتاب کے لیے نہین فرمائے تھے اور احادیث کی سند کا بھی یہ حال ہی کہ خود
محققین علمای مسیحیہ اوسکی صحت کا اقرار کرتی ہین اسلیے مناسب تھا کہ کسیقدر انجیل کی سند کا بھی
حال بیان کیا جائے تاکہ طالبین حق دونون کا مقابلہ کر کے دیکھہ لین کہ انجیل کی سند کا
کیسا ابتر حال ہی لہذا منشی صاحب تحریر کرتے ہین۔

تعلیق ۱۱- جب ہم اس بات پر نظر کرتے ہین کہ مسیح کے حالات و سرگذشت کی کوئی
انکی ہم عصر تحریر موجود ہی یا نہین۔ تو معلوم ہوتا ہی کہ مسیح نے اپنے کلمات و مواعظ و نیز حالات
نہ تو خود لکھے اور نہ زمان قیام مین لکھوائے اور نہ حواریون نے عہد مسیح مین اپنے
مشاہدات اور مدرکات قلمبند کیے انتہے۔

واضح ہو کہ اگرچہ حضرت مسیح کی الوہیت ایسی صریح البطلان ہی جیسے آفتاب کا تاریک ہونا مگر
اس سے قطع نظر کر کے ہم یہ کہتے ہین کہ جن عیسائیون نے اونھین خدا بنا رکھا ہے وہ اب
اونکو بھی مانتے ہین کہ مسیح کامل انسان اور رسول بھی تھے لہذا اونھین بحیثیت رسالت ضرور

تھا کہ تعلیمات الہی اور دیگر امور ضروری کو قلمبند کرتے یا کرا دیتے تاکہ کسیکو شک وشبہ کا محل نرہتا حواریون کے اس مدت کے بعد لکھنے مین (اگر لکھنا ثابت ہو) مخالف اور موافق ہر ایک کو مختلف شبہات کا موقع ملا اور طرح طرح کی راے لوگ لگانے لگے مثلاً مخالف کو اس کہنے کی گنجایش ہوئی کہ حواریون کی نافہمی اور کم اعتقادی کی شکایت تا دم صعود حضرت مسیح کرتے رہے پھر بعد اسکے جو کچھ اونھون نے اپنی یاد اور فہم کے بموجب لکھا وہ کب قابل اطمینان ہو سکتا ہی یہ کہنا کہ اونھون نے روح القدس کی مدد سے لکھا ایک بے اصل بات ہی جسکے بے اصل ہونے کے خود محققین مسیحیہ قائل ہین علاوہ اسکے حضرت مسیح کی زندگی مین تو ابن اللہ اور روح القدس دونونکی مدد تھی اور بقول شما خدا کا بیٹا جسم انسانی مین ہوکر خاص اونکی تعلیم وتربیت کے لیے اونمین رہا اور روح القدس اونمین پھونکی مگر پھر بھی اونکی فہم اور اونکا اعتقاد درست نہوا اب فرمایئے کہ اگر دوبارہ روح القدس کا نزول اونمین مان لیا جاے تو کیونکر اونکی حالت کے عمدہ ہونیکا یقین ہو سکتا ہی کیا (نعوذ باللہ منہ) خدا کے بیٹے کی صحبت کا یہ اثر تھا کہ جب تک وہ رہے اونکی فہم اور اونکا اعتقاد درست نہوا اور اونکے سدھارتے ہی وہ کامل ہوگئے خود عیسائیون مین ان تحریرونکی بابت بہت کچھ اختلاف ہی جسکا ذکر آیندہ آئیگا۔ اگر حضرت مسیح کے روبرو تحریر ہو جاتی تو یہ اختلافات نہوتے مگر افسوس ہی کہ ایسی تحریر کا وجود نہین ملتا ان باتون کیطرف تو پادریصاحب نے غور نہین کیا صفحہ ۴۶ مین حواریون کی نسبت صرف اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا ہی کہ وہ انبیاء سابقین سے کہین زیادہ معزز تھے اور صاحب الہام تھے اور دنیاوی شوکت کے خواہان بھی نہ تھے پر جان نثار تھے وغیرہ۔ مین کہتا ہون کہ ایجناب مقام استدلال مین آپ کے عقیدون کو کون پوچھتا ہے اونھین طاق مین رکھدیجیے یہان تو ہر ایک بات کی دلیل

درکار ہی اگر ہو تو پیش کیجیے مگر اس سے آپ عاجز ہین ایصاحب ہمنے آپ کی خاطر سے مان لیا
کہ حواری ایسے تھے مگر یہ تو فرمائیے کہ آپکے بڑے بڑی پیر و مرشد یہ جو کہہ گئے ہین کہ اونھون نے
الہام سے نہین لکھا پھر غیر الہامی تحریر پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہی اور یہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہی
کہ وہ انبیاء سابقین سے کہین زیادہ معزز تھے تو شاید اس نظر سے فرمایا ہوگا کہ اگلون کو
حضرت مسیح نے چور وبٹ مار بتایا ہی اور حواریونکو ضعیف الاعتقاد فرمایا ہی اسوجہ سے اونکی
نسبت زیادہ معزز ہوے جان نثاری کا وصف جو پادریصاحب بیان کرتے ہین اوسمین کیا
شک ہی اس سے زیادہ اور کیا جان نثاری ہوگی کہ حضرت مسیح کے پکڑے جاتے ہی سب کے
سب رفوچکر ہو گئے اور پطرس علیہ السلام نے تو جھوٹ بولکر اور مسیح پر لعنت کرکے اپنا پیچھا
چھوڑایا اور دنیاوی شوکت کا خواہان نہونا آپ نے اس نظر سے کہا ہوگا کہ میسر نہوئی ورنہ
حقیقت حال صیانۃ الانسان مین ملاحظہ کیجیے اور کچھہ حال آیندہ حوالون سے بھی
معلوم ہو جائیگا اور صفحہ ۸۴ مین حضرت مسیح کے خود نہ لکھنے کی وجہ مین یہ پیش کرتے ہین
کہ صاحب خدا نے خود توریت کیون نہ لکھی موسی سے کیون لکھوائی الخ۔ الجواب اول تو
مسیح کا خدا ہونا مشرکون کے روبرو بیان کیجیے جنھون نے عقل و فہم کو طاق مین رکھدیا ہی موحدون
کے سامنے ایسی بیہودہ باتین نہ کیجیے وہ صرف ایک ہی خدا کو مانتے ہین اور مسیح کو اوسکا
برگزیدہ بندہ جانتے ہین اونکے سامنے نہ لکھنے کی یہ وجہ پیش کرنا محض نادانی ہی۔ دوسرے
یہ کہ حضرت مسیح آپ کے نزدیک رسول بھی ہین لہذا رسالت کی جہت سے اونھین لکھنا ضرور
تھا۔ تیسرے یہ کہ توریت کا لب لباب اور اصل الاصول تو خدا نے خود ہی لکھکر دیا تھا یعنی
احکام عشرہ (دیکھو خروج ۲۴/۱۲) پھر اگر یہان بھی لکھدیتے تو بڑے اطمینان کی بات تھی
بہت سے شبہات رفع ہو جاتے اور صفحہ ۸۴ مین اسکی وجہ کہ حواریون نے حضرت مسیح کی

عہد مین کیون نہین لکھا اس طرح لکھتے ہین کہ جب تک مسیح مر کر جی نہ اوٹھے اور صعود نفرمائے
تو حواری کس طرح پہلے سے لکھہ رکھین آلخ یہی وجہ ہے جسے پادریصاحب صفحہ ۹۴ مین
عمدہ اور سچی اور معقول بتارہے ہین اب کوئی صاحب اونسے دریافت کرین کہ کیا انجیلون
مین صرف حضرت مسیح کا مرنا اور زندہ ہونا ہی مذکور ہے جو اوسکے نہ لکھنے کی یہ وجہ پیش کیجاتی
ہے کہ جبتک مسیح نہ مرین تو حواری کسطرح لکھہ رکھین اجناب انجیل مین بہت باتین ہین اونمین سے اس ایک باتکو
چھوڑکر اور تمام انجیل نہ لکھنے کی کیا وجہ تھی ساری انجیل پہلے لکھہ جاتی اور اسقدر حال پیچھے سے لکھا جاتا
اور اگر بطور پیشین گوئی یہ کل حال بھی پہلے ہی سے لکھوا دیتے اور بعد وقوع حواری صرف
اس قدر لکھدیتے کہ جیسا یہ لکھا گیا تھا ہمارے روبرو بعینہ ایسا ہی وقوع مین آیا تو نہایت
ہی مناسب ہوتا کیونکہ اس سے مخالفون پر بڑی حجت ہوتی اور یہ بھی کچھہ ضرور نہین ہے کہ
ساری کتاب ایک مرتبہ لکھی جاتی دیکھو توریت ایک مرتبہ نہین لکھی گئی پہلے خدانے دس
حکم لکھدیے پھر رفتہ رفتہ اور احکام لکھوائے پادریصاحب نے جو وجہ نہ لکھنے کی بیان کی
تھی اوسکا حال تو معلوم ہو لیا اب جو وجہ منشی صاحب نے تحریر کی ہے اوسے ناظرین ملاحظہ کرین

تعلیق صفحہ ۲۵ - ایک مغالطۂ شدید نے (کہ مسیح اسیوقت آسمانی بادشاہت قائم کرینگے)
متقدمین مسیحیون اور حواریون کو ضبط اور تحریر حالات مسیحیہ کیطرف متوجہ نہین ہونے دیا
مسیح نے جو آسمانی بادشاہت کے قریب آنے اور اپنے دوسرے مرتبہ کے نزول اجلال
کا وعدہ ایسا قریب دیا تھا کہ اس پشت یا طبقہ کے لوگ منقرض نہونگے جب تک ابن آدم
کو بادلون مین آتے ہوے نہ دیکھہ لین اور بارہ شاگردون کے لیے وعدہ تھا کہ تم اسرائیل
کی بارہ قومون پر حکومت کروگے اس آسمانی بادشاہت کا ایسی سرگرمی سے انتظار تھا
کہ بعض انمین جو زیادہ بیتاب تھے مسیح سے جاتے وقت پوچھتے تھے کہ کیا تو ابھی بادشاہت

قائم کریگا (اعمال ۱/۳) اور حواریون کے زمانے مین جمہور مسیحیون کا بھی یہی خیال باطل اور
گمان بیہودہ تھا اور سب قدماء مسیحی اور ابتدای کلیسا اسی امید اور تمنا مین تھے انتہی —
اسکے ثبوت مین اول تو منشی صاحب نے حاشیہ پر انجیل سے حوالے لکھے ہین جنسے صاف ظاہر
ہے کہ اسیوقت کے لوگون کے سامنے قیامت آجائیگی پھر ایک معتبر مورخ عیسائی کا قول نقل
کیا ہے پادری صاحب اسکے جواب مین یہ کہتے ہین —

قولہ صفحہ ۴۸ - یہ کیسی واہیات وجہ منشی صاحب نے بنائی ہے یا ملحدون کی بات
مین سے نکالی ہے تاکہ بڑا حملہ کرین —

اقول منشی صاحب نے اگرچہ اپنے قول کی سند مین ایک معتبر عالم عیسائی کا حوالہ دیا تھا
مگر پھر بھی پادریصاحب اس قول کو منشی صاحب کا بنایا ہوا یا ملحدون کا نکالا ہوا کہتے
ہین اسکا کیا علاج ہے —

اب مین اول تو حضرت مسیح کا قول نقل کرتا ہون جس سے صاف ظاہر ہے کہ قیامت ویسوقت
کے لوگونکی حالت حیات مین آجائیگی پھر حواریون اور علمای مسیحیہ کے اقوال نقل کیے جائینگے
لوقا باب ۲۱ مین ہے (۲۵) اور سورج اور چاند اور تارون مین نشانیان ہونگی اور زمین
پر قومونکی مصیبت اور سمندر اور اوسکی لہرون کے شور کے سبب گھبراہٹ ہوگی (۲۷) اور
تب لوگ ابن آدم کو بدلی مین قدرت و جلال کے ساتھ آتے دیکھین گے (۳۲) مین سچ
سچ کہتا ہون کہ جبتک یہ سب ہو نہ لیوے یہ پشت کبھی نہ گذریگی اور متی کے باب ۲۴
مین ہے (۲۹) اون دنون کی مصیبت کے بعد ترت سورج اندھیرا ہو جائیگا اور چاند
اپنی روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گرجائینگے اور آسمان کی قوتین ہل جائینگی (۳۰)
تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اوسوقت زمین کے سارے گھرانے

چھاتی پیٹین گے اور ابن آدم کو بڑی قوت اور جلال کے ساتھہ آسمان کی بدلیونپر آتے دیکھین گے (۳۱) اور وہ نرسنگھے کے بڑے شور کے ساتھہ اپنے فرشتونکو بھیجیگا اور وے اوسکے برگزیدونکو چارون طرفسے آسمان کی اس حد سے اوس حد تک جمع کرینگے (۳۴) مین تمسے سچ کہتا ہون کہ جب تک یہ سب کچھہ نہ ہولے اس زمانے کے لوگ گذر نجائینگے انتہی اس مضمون کے حوالے منشی صاحب نے اپنی کتاب کے حاشیہ پر بہت سے لکھے ہین مگر مینے اختصار کے لیے دو ہی حوالون پر کفایت کی ناظرین کو لوقا اور متی کے دونون بابون مذکورین کے دیکھنے سے واضح ہوگا کہ حواریون نے مسیح سے دو سوال کیے ہین ایک یہ کہ بیت المقدس کب غارت ہوگا - دوسرے یہ کہ قیامت کب آئیگی - حضرت مسیح نے دونون سوالون کا جواب دیا ہے اور ہر ایک کی علامت بیان کی ہے مینے جو ورس نقل کیے ہین وہ صرف قیامت سے متعلق ہین اور بیت المقدس کے غارت ہونیکا بیان ان ورسون کے قبل ہولیا ہے - عیسائی مفسرون کو ان ورسون کی شرح مین بڑی دقت پیش آئی ہے کیونکہ مسیح کے مسلسل بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ بیت المقدس کی خرابی اور قیامت کا آنا اسی عہد مین ہولیگا چنانچہ لوقا کے باب ۲۱ - ورس ۳۲ - اور متی کے باب ۲۴ ورس ۳۴ مین صاف مذکور ہی کہ جبتک یہ سب کچھہ ہو نہ لے اس زمانے کے لوگ گذر نجائینگے - لفظ سب کچھہ سے ہر شخص جان سکتا ہی کہ جو جو نشانیان اوپر بیان کی گئی ہین اون سب کا وقوع اوس زمانیکے لوگون کے گذر جانے سے پہلے ہونا چاہیے اسکے سوا اور کچھہ اسکا مطلب نہین ہوسکتا اسیواسطے حواریونکا یہ اعتقاد تھا کہ قیامت کا وقوع ہمارے ہی عہد مین ہوگا اور یہ جو پادری صاحب اون ورسونکے معنی اپنی کتاب خزانۃ الاسرار مین دکھاتے ہین تو ہمین اونکی کتاب دیکھنے کی حاجت

نہین ہم اونکی حالت اور قابلیت سے خوب واقف ہین آیات مذکورہ کے معنی وہی ہین
جو مینے بیان کیے ناظرین انصاف پسند خود ملاحظہ کرسکتے ہین۔ جب بڑے بڑے علمای مسیحیہ
ان ورسون کی تفسیر مین متحیر ہین تو پادریصاحب کس شمار مین ہین کہ اونکی کتاب کیطرف
توجہ کیجاے دیکھیے اسکاٹ صاحب متی کے باب ۲۴ ورس ۳ کی تفسیر مین لکھتے ہین۔
یہان تین سوال ہین پہلے یہ غارت کب ہوگی۔ دوسرے مسیح کے آنے کی (یعنی یروشلم
کے غارت کے لیے) کیا نشانیان ہونگی۔ تیسرے زمانے کے آخر ہونیکے کیا نشان ہونگے
مسیح پہلے سوال کی بابت صاف لکھتا ہی کہ کوئی انسان نہین جانتا صرف خدا اوس وقت
سے واقف ہی۔ دوسرے اور تیسرے کے جواب آپسمین ملے ہوے ہین کہ کبھی ایک کا ذکر ہے اور
کبھی دوسرے کا اور کبھی کبھی اونمین تفریق کرنا مشکل ہی اور اسکا سبب یہ ہوگا کہ یہ دونون ارادہ مین
آپس مین موافقت رکھتی ہین اور جو ذکر ایک کے لائق ہے وہ دوسرے کے بھی لائق ہے
پس سچ تو یہ ہے کہ بعضی باتین اس نبوت مین سمجھنا مشکل ہین انتہے۔
اب حواریون کے اقوال ملاحظہ کرنا چاہیے جنسے ثابت ہوتا ہی کہ اونکے اعتقاد مین قیامت
کا آنا بہت قریب تھا چنانچہ نامۂ اوّل پطرس باب ۴ ورس ۷ مین ہی ہر سب چیزون کا آخر
نزدیک ہی اسلیے ہوشیار اور دعا مانگنے کے لیے جاگتے رہو انتہی۔ اور نامۂ یعقوب باب ۵
ورس ۸ مین ہی سو تم صبر کرو اور اپنے دل مضبوط رکھو کیونکہ خداوند کا آنا نزدیک ہی اور
نامۂ اوّل تسلنیقیون کے باب ۴ ورس ۱۵ مین ہی۔ ہم تمھین خداوند کے حکم سے یہ کہتے ہین
کہ وے جو ہم مین سے خداوند کے آنے تک زندہ باقی رہینگے اونسے جو سوگئے ہین سبقت نہ لیجائینگے الخ
اور مکاشفات کی باب اول ورس ۳ مین ہی۔ مبارک وہ جو اس نبوت کی باتین پڑھتا ہی اور وے
جو سنتے ہین اور جو کچھ اسمین لکھا ہی اوسے حفظ کرتے ہین کیونکہ وقت نزدیک ہی اور اسیکے باب ۲۲

ورس ۷ مین ہی - دیکھہ مین جلد آتا ہون اور ورس ۱۰ مین ہی پھر اوسنے مجھسے کہا کہ تو اس
کتاب کی نبوت کی باتون پر مہر مت رکھہ کیونکہ وقت نزدیک ہی اور ورس ۲۰ مین ہے
وہ جو اِن چیزون کی گواہی دیتا ہی یہ کہتا ہی کہ مین یقیناً جلد آتا ہون اور نامۂ اول قرنتیون
کے باب ۱۰ ورس ۱۱ مین ہی یہ سب واقعات جو اونکو ہوئین نمونہ ہوئین اور ہماری نصیحت
کے واسطے جو آخری زمانے مین ہین لکھی گئین - اور نامۂ اوّل یوحنا باب ۲ ورس ۱۸ مین ہے
ای بچو یہ آخری زمانہ ہے اور جیسا تمنے سنا ہی کہ مسیح کا مخالف آتا ہی سو ابھی بہت سے مسیح کے
مخالف ہوے ہین اس سے ہم جانتے ہین کہ یہ آخری زمانہ ہی - اب ناظرین ملاحظہ کرین کہ
ان حوالون سے کیسا صاف صاف ثابت ہوتا ہی کہ حواری اپنے اعتقاد مین اپنے وقت
کو آخری وقت سمجھتے تھے بھلا اِن حوالون کے سامنے وہ حوالے کیا وقعت رکھہ سکتے ہین
جو پادریصاحب نے صفحہ ۴۹ و ۵۰ مین دیے ہین (۱) بہت مدت کے بعد اون نوکرون کا
خاوند آیا (متی باب ۲۵/۱۹) بھلا اس حوالے سے یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہی کہ مسیح سیکڑون برس
کے بعد آئینگے اگر پادریصاحب کے معنی تسلیم کر لیے جائین تو بھی ظاہر ہے کہ بہت مدت کا اطلاق
دس بیس پچاس برس پر بھی آتا ہی (۲) جب دولھانے دیر کی سب اونگھنے لگین اور سو گئین
(متی ۲۵/۵) یہان بھی اگر پادری صاحب کے ذہنی معنی مان بھی لیے جائین تو بھی اونکے مدعا
سی کچھ لگاؤ نہین ہی کیونکہ دیر کا اطلاق ایک دن دو دن چار دن پر بھی آتا ہے پھر اِن
حوالون سے یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہی کہ حواری قرب قیامت کا اعتقاد نہین رکھتے تھے
(۳) پس اونھون نے جو اکھٹے تھے اوس سے یہ کہکے پوچھا کہ ای خداوند تو اسیوقت اسرائیل
کی بادشاہت پھر بحال کرتا ہی الخ (اعمال ۱/۶-۸) یہ حوالہ تو پادریصاحب کے مدعا کے بالکل
برخلاف ہی اگر اونھین قرب قیامت کا گمان نہوتا تو یہ سوال کیون کرتے پادری فاربس

صاحب اسکی تفسیر مین بڑے مزے کی بات لکھتے ہین پادری صاحب ملاحظہ کرین وہ یہ ہی
ایک دفعہ اور اونکی نادانی اس بات مین ظاہر ہوئی کہ وہ ہنوز اسرائیل کی دنیاوی بادشاہت
کے منتظر تھے جسکا بادشاہ مسیح ہوگا جو ظاہری طور سے حکومت کرکے سب قومون کو اپنی تابع
کریگا (تفسیر اعمال مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۷ء) کہئیے جناب اگر حضرات حوارئین دنیاوی شوکت
کے خواہان نہ تھے (جیسا کہ آپ صفحہ ۶۴ مین لکھہ چکے ہین) تو پھر دنیاوی بادشاہت کی
کیون منتظر تھے الغرض حواریون کے اقوال سے بھی ثابت ہوگیا کہ اونکے اعتقاد مین وہی
آخری زمانہ تھا جسمین وہ تھے - اب علمای مسیحی کے اقوال سنیئے اڈورڈ گبن تاریخ رومۃ الکبری
کے باب ۱۵ مین لکھتا ہی یہ جمہور کا اعتقاد تھا کہ دنیا کا ختم ہونا اور آسمان کی بادشاہت قریب
تھی حواریون نے اس عجیبۃ الشان واقعہ کے نزدیک آنیکی پیش خبری دی تھی اور بہت ہی
قدیم شاگردون نے اسکی روایت محفوظ رکھی تھی اور ان لوگون کو جو مسیح کے کلمات کو اپنے
لغوی معنون مین سمجھتے تھے اس طبقے کے لوگون کی (جنہون نے اوس زمین پر اوسکی سکنت
کی حالت دیکھی تھی) کلیۃً منقرض ہوجانے سے پہلے ابن آدم کے دوسری مرتبہ نزول اجلال کا
انتظار کرنا پڑا انتہی - اور دین مسیحی کے بڑے حامی پیلی صاحب اپنی کتاب مین لکھتے ہین دوسری
غلطی جو متقدمین عیسائیون پر لگائی ہی یہ ہی کہ وے امید قرب قیامت رکھتے تھے اور مین
پہلے تقریر اعتراض کے ایک اور نمونہ پیش کرتا ہون کہ ہمارے خداوند نے یوحنا کے حق مین
پطرس سے فرمایا کہ اگر مین چاہون کہ وہ میرے آنے تک یہین ٹھہرے تو تجھے کیا اور لفظون
کے معنی خلاف سمجھے گئے کہ یوحنا نہ مریگا اور بھائیون مین یہ بات پھیل گئی خیال کرو اگر یہی بات
عام رائے عیسائیونکی ہوکر ہم تک پہونچتی اور جس سبب سے یہ غلطی ہوئی اوسکا علم ہمین نہوتا اور
کوئی آج کے دن اس غلطی کا حوالہ دیکر دین عیسوی کے رد پر مستعد ہوتا تو یہ بات بلحاظ اوس

بات گے جو ہمکو پہونچی بہت ہی بے انصافی کی تھی اور جو لوگ کہتے ہین کہ انجیل یقین کراتی
ہی کہ حواریون اور پہلے عیسائیونکو قیامت کے آنے کی اپنے ہی زمانے مین امید تھی اونکو
وہی خیال کرنا چاہیے جو ہمنے درباب اس غلطی پرانی چندروزہ کے کہا اور اس غلطی نے
اونکے فریبی ہونے کو روکا اب اس بات مین مشکل سوال یہ ہے کہ جب ہمنے قبول کیا کہ
حواریونکی رائے قابل سہو کے تھی تو پھر ہم کس چیز پر بھروسہ کرین اسکے جواب مین منکرون کے
مقابلے مین حامی دین عیسوی کو اتنا جواب کافی ہے کہ ہمکو گواہی حواریونکی چاہیے اور
اونکی رائے سے کچھ غرض نہین انتہی اور تفسیر ڈوالی اور رچرڈ منٹ مین یوحنا کے باب ۲۱
ورس ۲۱ وغیرہ کی شرح مین ہی کہ خداوند کے اس اظہار مبہم سے بعض مریدون نے سمجھا
کہ یوحنا کبھی نہ مریگا اور اُن لوگون مین پایا جائیگا جو وقت نزول عیسوی کے زندہ رہینگے
دیکھو ورس ۵۱ و ۵۲ باب ۱۵ نامۂ اول قرنتیون کا اور ورس ۱۷ باب ۴ نامہ اوّل تسلینیقیونکا
الخ - اسیطرح اور بہت سے اقوال ہین ہمنے بعد تثلیث صرف تین قول نقل کردیے ہین -
اب ناظرین پادری صاحب کی ناواقفی ملاحظہ فرمائین کہ جو امر اقوال حواریین اور معتبر علمائے
مسیحیین سے ثابت ہی اوسے ملحدون کا قول بتاتے ہین افسوس اونکی لاعلمی اور بیباکی
پر اسی بساط پر منشی صاحب کو ناواقف بتاتے ہین -
تعلیق صفحہ ۲۷ - بالجملہ جمہور مسیحی تو اسی امید و انتظار مین تھے اور آیندہ کے واسطے تصنیف
کرنے پر توجہ نہین کرتے تھے اور کتابت کی بھی قدر کم کرتے تھے اور مسیح کی باتونکو جو اونکی
منتہائے آرزو تھی اور جسکو بادلون مین پھر آتے دیکھنے کے بڑے منتظر تھے صرف اپنے دل
مین محفوظ رکھتے تھے اور زبانی روایتون کو کتابت پر ترجیح دیتے تھے جب زمانہ ممتد گذر گیا
اور لوگونکو اپنی آرزو اور مقصد سے یاس ہوئی اور زبانی روایتون مین بھی ضعف آگیا

اوس وقت لوگون نے تحریری تذکرون پر توجہ شروع کی اس عرصے تک بہت سی چھوٹی تحریرین
انجیلون اور حواریون کے خطوط کے نام سے جمع ہو کر ایک انبار ہو گئین تھین پس جمہور کی
مصروفیت تو اس خواب خیال مین تھی اسلیے مسیح کے کلمات اور حالات کے حفظ اور ضبط
پر توجہ تام اور اہتمام نہین ہوا اور زبانی روایتون کی تنقیح اور تنقید اور اونکے مخرج
اور ماخذ پر نظر اور قصہ کہانیون اور واقعات تاریخی مین تمیز نہین کی گئی چنانچہ ابتدا
اہل شوق نے عرامائی زبان مین مسیح کے مواعظ کو علیحدہ علیحدہ مثلاً کسی نے تمثیلون
کو کسی نے اور کلمات کو اپنی یاد اور سماعت کے موافق قلمبند کیا تو وہ رسالے
مانگے جاتے اور عاریت کے طور پر بعض مومنین مین متداول رہتے تھے اور یہ لوگ
انمین قصص اور روایات کی درج کرنے مین کچھ باک نکرتے تھے اور جداگانہ تصنیفون
کی ایک دوسرے سے تکمیل کرتے تھے مگر مسیح کی انجیل کا کوئی مستقل متن یا ایک مسلم
کتاب جو عامۂ مومنین اور جماعت مسیحین کی ہدایت اور ارشاد اور دین کے خادمون
اور عالمون کا مرجع اور متمسک ہو نہ تھی انتہی ۔ اس عبارت کے سمجھنے مین پادری صاحب
متحیر ہین چنانچہ صفحہ ۲۵ مین لکھتے ہین ۔

قولہ (منشی صاحب) ایسی عبارت بولتے ہین جس سے کچھ معلوم نہین ہوتا ایا حدیث
کی نسبت کہتے ہین یا کلام الہی کی نسبت ایسی گول گول بات لکھتے ہین جس سے
جاہلون کو کلام کی نسبت شک پڑ جاے ۔ اگر احادیث مسیحیہ کی نسبت ایسا بولتے
ہین تو سچ ہے اور اگر کلام الٰہی کی نسبت ایسا خیال کرتے ہین تو بالکل ناواقف
ہین انتہے ملخصاً ۔

جواب ۔ افسوس ہے کہ پادری صاحب اردو عبارت کا مطلب بھی نہین سمجھتے

اچھا جناب ہمسے سنیئے اگر منشی صاحب نے گول گول کہا ہی تو ہم کھول کھول کر کہتے ہین
منشی صاحب کا اصلی مطلب یہ ہے کہ جس طرح سرور انبیا پیغمبر اسلام نے اس جہان سے
سفر فرمانے کے وقت ایک ایسی کتاب تمام مومنین کی ہدایت کے لیے چھوڑی جسکی طرف
ہر خاص و عام رجوع کر سکتے تھے اسیواسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وقت انتقال
آنحضرت صلعم کے فرمایا حَسۡبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ یعنی ہمکو اللہ کی کتاب کافی ہے اسطرح حضرت
مسیح علیہ السلام نے کوئی کتاب ایسی نہین چھوڑی جو مسیحی مومنین کے لیے مرجع اور متمسک
ہوتی اور نہ ابتدای ملت مسیحیہ مین مومنین مسیحیہ نے تعلیمات اور حالات حضرت مسیح کو
بخوبی حفظ اور ضبط کیا اسکی وجہ یہ تھی کہ اوس وقت جمہور مسیحی بسبب اعتقاد قرب قیامت
کے تصنیف اور تحریر کیطرف توجہ نہین کرتے تھے اور دین کی باتون کو زبانی یاد رکھنا کافی
جانتے تھے (اگرچہ بعض نے کچھہ تصنیف کیا ہو مگر جمہور کو اون بعض کی تصانیف پر کچھہ توجہ
نہ تھی اور نہ اونکی کچھہ قدر کرتے تھے اسمین کل تحریرین آگئین) جب دوسری صدی قریب
بہ ختم آئی اور لوگ اپنی امید سے مایوس ہوے اوسوقت تحریری تذکرون پر توجہ شروع
ہوئی اس عرصۂ دراز مین جعلی تحریرین بھی بہت رائج ہو چکی تھین جو حواریون کی طرف
منسوب تھین اسی وجہ سے مسیحیون کو سچی تحریرون کے دریافت کرنے مین سخت دشواری
ہوئی اور ہر ایک گروہ نے اپنے قیاسات اور گمانات سے ایک تحریر کو سچا اور دوسری
کو جھوٹھا قرار دیا مگر ہرگز ہرگز کوئی یقینی اور قطعی دلیل نہین کہ جو تحریر اونھون نے سچی
قرار دی وہی سچی تھی اسیواسطے ابتدا ہی مین بہت کچھہ اختلاف ہوا چنانچہ فرقہ ابیونی
جو پہلی صدی مین تھا اناجیل مروجہ مین سے صرف انجیل متی کو مانتا تھا اور وہ بھی انجیل
مروجہ متی سے بہت کچھہ مختلف تھی اور پہلے دو باب تو اوسمین بالکل ہی نہ تھے اور فرقہ

مارسیونی صرف لوقا کی انجیل اور پولوس کے دس خطوط کو مانتا تھا اور اونکی انجیل لوقا بھی
مروجہ انجیل لوقا سے مختلف تھی (دیکھو اظہار الحق) پادر گرا اپنی کتاب مین ثابت کرتا ہی
کہ قبل تیسری صدی کے قدماے مسیحیہ اون انجیلونکو مانتے تھے جنکو اب اپاکریفل انجیل
کہتے ہین - علاوہ اسکے جو کتابین کہ متعدد کونسلون کے ذریعے سے کتب الہامی ہین
شامل کی گئین تھین اور سیکڑون برس تمام کلیسیا اوسے بالاتفاق واجب التسلیم جانتی
رہی اونمین سے بعض کتابین مثل جوڈتھ اور وزڈم وغیرہما کے پندرہوین صدی
مین کتب الہامیہ سے خارج کی گئین اب فرمائیے کہ اگر اون کونسلون کی راے کا مبنی کسی
امر یقینی پر ہوتا تو اس مدت دراز کے بعد وہ کتابین کتب الہامیہ سے کیون خارج کیجاتین
نہایت غور کا مقام ہے کہ جب ایسی بڑی بڑی کونسلون کی راے جسے تمام دنیا کی
کلیسیا نے سیکڑون برس واجب التسلیم جانا غلط نکلی پھر اب کس فرقے اور کس کلیسیا کی
راے کتابونکی نسبت قابل اطمینان ہوسکتی ہی اس امر سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوتی
ہی کہ عیسائیون کے پاس کتب مقدسہ کی کوئی کامل سند نہین ہے ہر ایک گروہ اپنے
قیاس سے ایک کتاب کو مان رہا ہے اور یہ امر بھی ثابت ہوا کہ کلیسیا کا ماننا قابل
سند نہین ہی - منشی صاحب نے اپنے قول کی سند مین ایک فاضل عیسائی ارنسٹ رینان
کا قول تذکرہ عیسیٰ کے مقدمۂ مطبوعۂ ۱۸۶۵ء سے نقل کیا ہے اوسے بھی مین یہان
لکھنا مناسب سمجھتا ہون وہ یہ ہے - بہرحال یہ یقینی ہی کہ ابتدا ہی مین عیسے کے کلمات
عرامائی زبان مین لکھے گئے تھے اور شروع ہی مین اونکے افعال بھی قلمبند ہوے تھے یہ
ایسی تحریرین نہ تھین کہ تشخیص کرکے یقیناً لکھی گئی ہون علاوہ ان انجیلون کے جو ہم تک
آئی ہین اور بھی کئی ایک تھین جنمین مشاہدین کی روایتین تھین ایسی تحریرونکی قدر

کم ہوتی تھی اور حفاظ مثل پے پیاس کے زبانی روایتون کو بڑی ترجیح دیتے تھے کیونکہ ہنوز لوگونکا
یہ اعتقاد تھا کہ دنیا قریب ختم ہونیکے ہے تو آیندہ کی کتابین تصنیف کرنیکی پروا کم کرتے تھے
صرف اپنے دلون مین اوسکی زندہ تمثال رکھنا کافی جانتے تھے اسی سبب سے انجیل کی کتابون
کا ایک سو پچاس برس تک کم اعتبار ہوا اور اونمین اور باتین درج کرنے اور کئی طور پر
تطبیق دینے اور بعض کو بعض سے تکمیل کرنے مین کچھ باک نکرتے تھے - جس بیچارے کے
پاس ایک ہی کتاب ہی وہ چاہتا ہے کہ جو کچھ اسکے دل کو عزیز ہے وہ اسمین سب ہووے
یہ چھوٹے چھوٹے رسالے مستعار جاتے تھے تو ہر ایک شخص اپنے نسخے کے حاشیہ پر جو الفاظ
اور تمثیلین کہین پاتا اور اوسکے دل کو بھلی لگتین نقل کرلیتا کوئی مستقل لائق اعتبار کتاب
نہ تھی - یوسطینوس جو اکثر اوس کتاب پر حوالہ کرتا ہے جسے وہ حواریون کے تذکرے کہتا
ہے اسکے علم مین انجیل کی تحریرین ایسی تھین جو ہمارے پاس کی انجیلون کے نسبت اوسی
طرح پر تھین اور وہ انکا کبھی متن مستند کے طور پر حوالہ نہین دیتا اور کلیمنٹ کی موضوعی تحریرون
مین جو فرقہ ابیونی کی اصل ہین انجیلون کے حوالون کی یہی صورت ہی مضمون سب کچھ
تھا مگر عبارت کچھ نہ تھی - دوسری صدی کی نصف ثانی مین جبکہ روایتین ضعیف
ہوگئین تو وہ کتابین جنپر حواریون کا نام تھا قطعی الحکم ہوگئین اور شرع کے حکم مین ہوگئین انتہی
اہل انصاف ملاحظہ کرین کہ اناجیل کے باب مین خود علمائے مسیحیہ کیا کہتے ہین میرے کہنے
کی کوئی حاجت نہین - الغرض منشی صاحب کا مطلب تو مع دلیل کے معلوم ہوا یا دریصاحب
طیش مین آکر اسکے جواب مین منشی صاحب کو ناواقف بتاتے ہین اور چند باطل دعوونکو
بلا دلیل پیش کرتے ہین اور کچھ اونسے نہین ہوسکتا - مین اونکے ہر ایک دعوی کو مع اوسکے
بطلان کے بیان کرتا ہون -

پہلا دعوی حواریون نے حدیثین جمع کرکے یا روایتون کے ضعف اور سلسلے تلاش کرکے
اناجیل اور خطوط نہین لکھے بلکہ وہ پیغمبر تھے اور خدا اونمین لبسا تھا اونھون نے اپنی دیدوشنید
روح سے انجیلین وغیرہ لکھین انتہے جواب پہلے یہ تو فرمائیے کہ حواریون کی تحریرین
کہان ہین اسکی سند تو پیش کیجیے ابھی تو اسمین گفتگو ہورہی ہی دیکھیے تو پادری صاحب
بات کو کیسا اوڑاتے ہین منشی صاحب کی تو یہی غرض ہی کہ حواریون کی کوئی تحریر یقینی
طور پر ثابت نہین ہوتی اور پادریصاحب بے دلیل کہہ رہے ہین کہ حواری ایسے تھے اور
ایسے تھے اور اونکی تحریر اس طرح کی تھی اور اوس طرح کی نہ تھی - ایجناب اِن زٹل قافیون
سے کچھ کام نہین چلتا حواریونکی تحریر کی قطعی سند پیش کیجیے مگر اس سے آپ بالکل عاجز ہین
کیونکہ آپنے عیسائی ہونیکے بعد بہت دفتر سیاہ کیے ہین مگر کسی مقام پر آپ نے اپنی کتب
مقدسہ کی سند پیش نہین کی - علاوہ اسکے جو دعوی یہان کیا ہے وہ بھی غلط ہی کیونکہ
مرقس اور لوقا نے جو انجیلین لکھی ہین وہ تو بالیقین حدیثین ہی جمع کرکے لکھی ہین کیونکہ اسکے
تو آپ بھی قائل ہین کہ اونھون نے ہر ایک سے دریافت کرکے اور حالات کو پوچھ پوچھ کر
لکھا ہی اور اسکو حدیثین جمع کرکے لکھنا کہتے ہین - اب رہین متی اور یوحنا کی انجیلین اونکا
بھی یہی حال ہی اور مین نہین کہتا خود پادری صاحب اور اونکے ہم مشرب کہتے ہین کیونکہ
ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۱۷۷ مین نسب نامہ متی اور لوقا کی نسبت خود لکھتے ہین
یہ کچھ الہامی بات نہین ہی خاندانی نسب نامون مین سے اور کچھ بائبل مین سے نام لیکر
لکھدیے انتہی — کہیے جناب اگر حدیثین جمع کرکے حواریون نے اناجیل نہین لکھی تو یہود
کے کاغذات جمع کرکے تو لکھین پھر یہ تو حدیثون کے جمع کرنے سے بھی بدتر ہوگیا اگر کہیے کہ
یہ امر خاص نسب نامہ مین ہوا ہی اور جگہ نہین ہی تو اسکی دلیل ارشاد ہو کہ انجیل کے ایک باب

لکھتے وقت وہ خدا جو اونمین سمایا ہوا تھا کہین چلا گیا تھا باقی کل کتاب لکھتے وقت موجود رہا جس طرح یہ باب باوجود انجیل کا جز ہونے کے الہام سے نہین لکھا گیا اسیطرح اگر انجیل کے اور باب بھی الہام سے نہ لکھے گئے ہون تو کیا محال لازم آئیگا بیان فرمائیے۔

یہان پادریصاحب نے ایک بات بہت صحیح کہی ہے ہم بھی اوسپر صاد کرتے ہین یعنے حواریون نے روایتون کے ضعف اور سلسلے تلاش کر کے اناجیل اور خطوط نہین لکھے بلکہ جو غلط سلط سنا یا یہود کے کاغذات مین پایا یا جو کچھ اپنے فہم مین آیا گو وہ غلط ہی کیون نہو وہی لکھدیا۔ اگر روایتون کے ضعف اور قوت کو دریافت کرتے اور اونکے سلسلے تلاش کر کے اونکی تنقیح کرتے تو اونکی تحریر کا ایسا ابتر حال نہوتا کہ بیسیون غلطیان اور اختلافات موجود ہین کہ خود اونکے ماننے والون کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔

دوسرا دعوی حواریون نے اپنی دید و شنید روح سے انجیلین اور خطوط لکھے۔

یہان اوّل تو وہی کلام ہے کہ اونکی دید و شنید لکھی ہوئی کہان ہے مدت سے ہم اسی امر کی سند آپ سے مانگ رہے ہین اور آپ نہین دیتے اس سے قطع نظر اسکا کیا ثبوت ہی کہ جو کچھ اونھون نے انجیلون اور خطوط مین لکھا وہ روح کی مدد سے لکھا دیکھیے آپ ہی کے علما کو مجبوراً ماننا پڑا ہی کہ انجیلین الہام سے نہین لکھی گئین۔ پھر بعض تو من اولہ الی آخرہ انجیلون کو غیر الہامی مانتے ہین اور کہتے ہین کہ حواریون نے دیکھہ اور سنکر لکھا ہی اوسمین الہام کی کچھہ حاجت نہین جیسا کہ میکالس قائل ہی چنانچہ ابراہام ریس نے سائیکلوپیڈیا کی اونیسوین جلد مین لکھا ہی کہ لوگون نے کتب مقدسہ کے تمامہا الہامی ہونیکی نسبت گفتگو کی ہی اور وی کہتے ہین اون لوگون یعنی مولفین کے افعال اور ملفوظات مین غلطیان اور اختلاف ہین اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حواری لوگ ایک دوسرے کو صاحب وحی نہین سمجھتے تھے (مگر اسوقت کے

ہتنری اپنے پیٹ پالنے کے لیے اونھین صاحب وحی ظاہر کرتے ہین) جیسا کہ یروشلم کی
کونسل کے آپس کی بحث اور پولوس کے پطرس کو الزام دینے سے ظاہر ہے اور ہم نہین
پاتے ہین کہ حواری لوگ ایسے طور پر گفتگو شروع کرتے ہین جیسے پیغمبر لوگ شروع کرتے
تھے (پھر لکھا ہی) کہ میکالس نے اوس ہوشیاری اور خیال سے جو ایسے بڑے مطلب کے
واسطے ضرور تھا طرفین کے دلائل تول کر اس اعتراض کا یون فیصلہ کرنا مناسب جانا کہ
ناموںکے لیے تو الہام البتہ مفید ہے لیکن تاریخی کتابون کے واسطے مثلاً انجیلین اور اعمال
اگر الہام سے بالکل قطع نظر کیجاے تو کچھہ نقصان نہین بلکہ کچھہ فائدہ ہی ہوگا الخ —
اور بعض صرف تعلیمات کو الہامی کہتے ہین اور باقی کو غیر الہامی مولفین انسائیکلوپیڈیا برٹینکا
نے گیارہوین جلد مین الہام کے بیان مین لکھا ہے کہ اس امر مین اختلاف واقع ہوا ہے کہ
کتب مقدسہ کے کل اقوال الہامی ہین یا نہین جیروم اور ارازمس اور پروکوپیس و ربہت سے
دوسرے علما یہ کہتے ہین کہ کتب مقدسہ کا ہر قول الہامی نہین ہی اور پھر جلد ۱۹ مین لکھا ہے کہ اگر
کوئی ہم سے تحقیق کی راہ سے دریافت کرے کہ تم عہد جدید کے کونسے جز کو الہامی مانتے ہو تو
ہم کہینگے کہ مسائل اور احکام اور آیندہ کی خبرین جو ملت مسیحیہ کی جڑ ہین اونسے الہام جدا
نہین ہوسکتا اور دوسرے حالات کے لیے حواریونکی یاد کافی تھی انتہے —
اور ڈاکٹر پیلی لکھتے ہین کہ اناجیل کے نفس مسئلے اور نتیجے تو الہامی ہین اور اونکے دلائل اور مقدمات
غیر الہامی چنانچہ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۳۲۳ مین لکھتے ہین حواریون کے ملفوظات مین اونکے
مسئلون اور دلیلون مین امتیاز کرنا چاہیے اونکے مسئلے تو الہامی ہین لیکن وے لوگ اپنے
ملفوظات اور گفتگو مین اون مسائل کی توضیح اور تقویت کے لیے مناسبتین اور دلیلین ذکر کرتی
ہین لیکن حمایت دین عیسوی مین حواریونکی ہر دلیل کی صحت اور ہر تشبیہ کے درست ہونیکا

حامی ہونا ضرور نہین میری رای مین یہ بات خوب مضبوط ہی کہ جب ز بانی لوگ کسی بات پر اتفاق کرین تو جو اونکے مقدمات سے نتیجہ نکلے وہ ہمپر واجب التسلیم ہے لیکن ہمپر واجب نہین کہ تمام مقدمات کو قبول کرین انتہے ملخصًا –

بشپ مارشس واکہارن وغیرہ کہتے ہین کہ مسیح کے حالات مین ابتداءً ایک تحریر تھی جسکی نقلین مبتدلہ مولفین اناجیل کے پاس تھین اونہین نقول سے ان لوگون نے اناجیل ترتیب دین اور کچھہ اپنی طرفسے اضافہ کیا چنانچہ فاضل نورٹن اپنی کتاب کی جلد اول کے دیباچے مین لکھتا ہی کہ اکہارن نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ ابتداءً مسیح کے حالات مین ایک چھوٹا سا رسالہ تھا ممکن ہی کہ اوسیکو اصل انجیل کہا جاے اور غالبًا یہ رسالہ اون مریدون کے لیے بنایا گیا تھا جنھون نے مسیح کی باتین اپنی کانونسے نہین سنی تھین اور نہ اونکے حالات اپنی آنکھونسے دیکھے تھے – اور یہ رسالہ بمنزلہ قالب کے تھا اور اوسمین مسیح کے حالات ترتیب وار نہین لکھے تھے (اب فاضل نورٹن لکھتا ہی) اکہارن کے قول کے بموجب یہ رسالہ اناجیل مروجہ کے بہت مخالف تھا اور یہ رسالہ تمام اون انجیلون کا ماخذ تھا جو پہلی اور دوسری صدی مین رائج تھین اور انجیل متی اور لوقا اور مرقس کے لیے بھی ماخذ تھین الخ

جمبرس نے اکہارن کے قول کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو اصلی تحریر تھی اور اسکی پہلی نقل سنٹ متی کے استعمال مین تھی اور دوسری نقل متغیرہ سنٹ لوقا کے استعمال مین تھی اور تیسری وہ نقل جو دونون نقول مذکورہ سے لی گئی تھی اور سنٹ مرقس کے استعمال مین تھی – اور چوتھی وہ نقل جو سنٹ متی اور لوقا دونون کے استعمال مین تھی (جمبرس انسائیکلوپیڈیا جلد ۵ مطبوعہ ۱۸۶۸ء لندن بیان گاسپل) –

ان شدید اختلافون سے دو باتین ثابت ہوئین اول یہ کہ جس طرح عیسائیون کے پاس

انجیل کے وجود کی کوئی یقینی سند نہین ہی اسیطرح اونکے الہام یعنی روح سے لکھے جانیکی بھی اونکے
پاس کوئی قطعی دلیل نہین ہی ہر ایک اپنے گمان سے جس جزو کو چاہتا ہی الہامی قرار دیتا ہی اور
جس جز کو چاہتا ہی غیر الہامی کہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بعض کے نزدیک تو چارون انجیلین
غیر الہامی ہین اس قول پر تو یہ انجیلین محض تاریخ کی کتابون کے مرتبہ مین ہینگی۔ لہذا جس قدر
تاریخ کی کتابون کو اعتبار ہوتا ہی اوسیقدر انکا بھی ہوگا اور بعض کے نزدیک انمین الہامی
کلام ملا ہوا ہے اس تقدیر پر بھی ان انجیلون کو الہامی نہین کہہ سکتے اور جو فائدے اور
ثمرات الہامی کلام پر ہو سکتے ہین وہ اپر نہونگے ظاہر ہے کہ جب گیہون مین جو اور چنے ملا دیے
جائین تو پھر اوسے گیہون نہ کہینگے بلکہ اوسکا نام گجھڑا ہوگا اور جو فائدے خالص گیہون پر
مرتب ہوتے تھے وہ گجھڑے پر ہرگز نہونگے جس محل پر گیہون کا استعمال ضروری ہی وہان گجھڑے
کا استعمال نہین ہو سکتا اسی طرح جن باتون کے ثبوت کے لیے الہامی کلام ضرور ہی وہ انجیلون
سے ثابت نہونگی۔ اب ناظرین حق پسند غور فرمائین کہ عیسائیون کے مذہب کی بنیاد کس قدر
ضعیف ہی اونکی کتاب جسپر تمام دین کا دارومدار ہے وہی اسقدر مشتبہ اور بے وقعت ثابت
ہوتی ہے کہ اوس سے کوئی امر یقینی ثابت نہین ہو سکتا۔ اے حق کے طالبو قرآن ہی خدا
کی وہ سچی کتاب ہی کہ اوسکے ماننے والے گرچہ فروعات مین مختلف ہوے مگر اوسکے الہامی ہونے
مین کسی فرقے کو ادنی شبہہ بھی نہین ہوا سبکے سب بالاتفاق اوسے کلام الٰہی اور وحی ربانی
ابتدا سے مانتے چلے آئے فنعم الوفاق وحبذا الاتفاق۔ الغرض منشی صاحب نے جو انجیل پر
قدح اجمالی کی تھی اوسکی تفصیل تو معلوم ہوئی اب پادری صاحب کی لن ترانی سنیے
صفحہ، ۷۵ مین لکھتے ہین کیا خوب قدح اجمالی ہے کہ جسکا سر ہے نہ پیر الخ۔ اب مین ناظرین
ہی کے انصاف پر چھوڑتا ہون وہی فرمائین کہ منشی صاحب کی قدح بے سر پیر ہے

یا پادریصاحب کی باتین بے ٹھکانے ہین- ملاحظہ کرین کہ ہمنے کس طرح ہر ایک اپنے دعوی کی دلیل پیش کردی ہی بھلا پادری صاحب نے بھی کہین اپنے دعوی کو دلیل سے ثابت کیا ہے جہان دیکھیے بے دلیل اپنے فاسد گمانات بڑے زور شور سے ظاہر کررہے ہین بیچارے کیا کرین دین عیسوی مین کوئی دلیل لانا جانتا ہی نہین کیونکہ اونکا کل دین ہی بے دلیل ہے پھروہ دلیل کہان سے لائین اور سنیے پادریصاحب جب تعلیقات کی مدلل باتون کا جواب نہ دیسکے تو غصے مین آکر قرآن شریف پر جھوٹی طنز کرنے لگے (جنھین خود بھی وہ جھوٹا اور بے بنیاد سمجھتے ہین) چنانچہ صفحہ ۵۳ مین لکھتے ہین—

قولہ منشی صاحب محمدی قرآن تو قبول کرتے ہین جسے عثمان نے لکھا جو خود پیغمبر نہ تھا اور جسنے محمد صاحب کے زمانے کا لکھا ہوا قرآن اور ابوبکر کا جمع کیا ہوا دوسرا قرآن اور بعض متفرق اوراق جلادیے الخ—

اقول پادریصاحب کو نہ خوف خدا ہی نہ دنیا کی شرم وحیا ہی کس بیباکی سے لکھتے ہین کہ قرآن محمدی جسے عثمان نے لکھا- اور جسنے محمد صاحب کے زمانے کا لکھا ہوا قرآن اور ابوبکر کا جمع کیا ہوا دوسرا قرآن جلادیا- اسکے جواب مین اسقدر کہتا ہون کہ اگر پادریصاحب سچے ہین تو ثابت کرین ورنہ ایسی افتراپردازیون سے بازآوین- ناظرین نے تحریر سابق سے دریافت کیا ہوگا کہ حضرت عثمانؓ نے نہ کوئی نیا قرآن لکھا اور نہ کوئی قرآن جلایا بلکہ اوسی قرآن کو جسکے اجزا سرور انبیا نے اپنے سامنے لکھوائے تھے اور جنکی نقل حضرت ابوبکر صدیق نے بالہام ربانی حضرت زید بن ثابت کاتب وحی سے جمع کراکر نقل کرائی تھی اوسی قرآن کی چند نقلین حضرت عثمانؓ نے کراکے مشتہر کردین اسکی تفصیل مینے پیغام محمدی مین اچھی طرح کی ہے اور صیانۃ الانسان مین بھی پادریصاحب کے شبہات کا جواب کافی طور سے موجود ہے

مگر پادری صاحب ایسے باحیا ہین کہ وہی مردود باتین بڑی سرخروئی سے باربار پیش کرتے ہین
اور یہ جو حضرت عثمانؓ کی نسبت کہا کہ خود پیغمبر نہ تھے اسے ہم مانتے ہین ہمارا یہ دستور نہین کہ
عیسائیون کی طرح خواہ مخواہ بے دلیل کسیکو پیغمبر یا خدا بناوین مگر اتنا کہتے ہین کہ حواریان
مسیح سے کہین زیادہ رتبہ رکھتے تھے پادری صاحب یہ تو فرمائین کہ اونہین پیغمبر ہونیکی
کیا ضرورت تھی وہ تو اوس قرآن مجید کی جو سرور انبیا کے سامنے لکھا ہوا تھا نقل
کرانے والے تھے اور یہ جو بعض متفرق اوراق جلادینے کے نسبت طعن کیا ہے یہ بھی غلط
ہے کسی مقام پر ثابت نہین ہی کہ حضرت عثمانؓ نے ایک ورق بھی قرآن کا جلایا ہو —
واضح ہو کہ متفرق اوراق جلانیکا طعن پادریصاحب نے کئی جگہ کیا ہے مگر ہم نہین جانتے کہ
وہ اپنے یہانکی تحریرون کے نابید کرنے کا کیا جواب رکھتے ہین وہ اصلی تحریر جو ان انجیلون
کی ماخذ تھی جسکا اقرار بشب مارش وغیرہ کرتے ہین کہان ہی متی کی عبرانی انجیل کہان ہے
ان تحریرونکو گم کرکے اون متفرق اوراق کے جلانے پر طعن کرتے ہین جو مثل ردی کے ہوگئے
تھے یہ عیسائیون کا انصاف ہی اب مین اس بحث کو طول نہین دیتا کیونکہ جو کچھہ قدح اجمالی
اونھون نے یہان کی ہی اوسے وہ خود لغو خیال کرتے ہین اور قرآن مجید کے مضر نہین
سمجھتے (دیکھو صفحہ ۵۰ تقلیعات) پھر مجھے تفصیلی جواب کی کیا حاجت ہے —
منشی صاحب نے یہ بھی لکھا تھا کہ عیسائیون کی غفلت کے زمانے مین یعنی ڈیڑھ سو یا
دو سو برس کے عرصے مین بہت سی جھوٹی تحریرین انجیلون کے نام سے جمع ہو کر انبار
ہوگئین تھین اس سے غرض منشی صاحب کی یہ تھی کہ اصلی اور صحیح تحریرونکی تنقیح اس عرصے
مین بسبب غفلت کے نہونے پائی تھی کہ جعلی تحریرون کے انبار ہوگئے اس صورت مین
اصلی اور جعلی تحریرون مین تمیز کرنا سخت دشوار ہوگیا اور محض اٹکلون سے ایک کو صحیح اور

دوسریکو غیر صحیح ماننا پڑا اور بقول فاضل ہیپن کے توکونسل نائس نے عجیب غریب قاعدہ
کتب الہامی و غیر الہامی دریافت کرنیکے لیے مقرر کیا تھا فاضل مذکور اپنی کتاب سائیکلوپیڈیا
مین لکھتا ہے کہ جب بہت سی انجیلین مجتمع ہوگئین تو اس کونسل نے اونکے الہامی و غیر الہامی
کے تمیز کرنیکے لیے یہ تصفیہ کیا کہ گرجا مین میز کے نیچے کل کتابین گڈ مڈ کرکے رکھدیجائین اور
تمام بشپ اسطرح دعا کرین کہ ای خداوند جو کتابین الہامی ہین وہ میز پہ چڑھ جائین اور جو
غیر الہامی ہین وہ نیچے پڑی رہجائین اور اسی کے موافق واقع ہوا انتہے - (آئیسس انویلڈ
صفحہ ۲۵۱ جلد دوم مطبوعہ نیویارک ۱۸۷۷ء مولفہ ایچ پی بلاوٹسکی م) اب پادریصاحب فرماتے ہین
کہ اونکی کتابین رسولونکے ذریعے سے کلیسیا کو دست بدست ملی ہین یا کرشمونکے ذریعے سے
پادری صاحب اسکے جواب مین صفحہ ۵۶ مین لکھتے ہین - ہزار انبار ہو جائین کچھ پروا نہین
دیکھو جب موسیٰ اور محمد صاحب دنیا سے چلے گئے تو اونکی حدیثون کے کیسے انبار ہو گئے
اس سے توریت اور قرآن مجید کے اعتبار مین فرق نہین آیا صاحب جو کتابین رسولون سے
کلیسیا نے دست بدست پائی تھین اونکی حفاظت قدیم سے نسلاً بعد نسلٍ جماعتین کرتی آئی ہین
وہ انبار کبھی کلام الٰہی نہ سمجھے گئے اور ہمیشہ جدا رہے انتہے ملخصاً -

جواب - کئی طور پر یہ کلام مردود ہے اوّل یہ کہ اناجیل کو توریت اور قرآن مجید پر قیاس
کرنا نہایت نادانی یا سخت تلبیس ہے کیونکہ توریت مین گرچہ بعد حضرت موسیٰ کے بوجوہ چند
خلط ملط ہوا مگر پھر بھی وہ ابتدا مین ممیز اور ممتاز تھی کیونکہ حضرت موسیٰ نے اوسے اپنے
سامنے لکھوا کر بنی اسرائیل کے حوالے کردیا تھا اور کاہنونکو اوسکے سنانے اور بنی اسرائیل کو
اوسکے سننے کا حکم دیدیا تھا یہ امر اناجیل مین ہرگز نہین پایا جاتا - اور قرآن مجید کا امتیاز
اور اشتہار تو اسقدر ہے کہ جہان مین کسی کتاب آسمانی کو میسر ہی نہین ہوا کیونکہ وہ برگزیدہ

نبی جسپر یہ کلام مقدس نازل کیا گیا خود اوسی نے اپنے روبرو من اوله الی آخره اسے لکھوا دیا اور بہت صحابیونکو زبانی یاد کرا دیا اور پھر اوسکی تعلیم اور تعلم کی نہایت ترغیبین اور سخت تاکیدین فرمائین اور کسی قدر یاد کرنا تو ہر کہ ومہ پر فرض ٹھہرا دیا اسیواسطے ابتدا سے یہ بات شائع ہوگئی کہ ہر ایک مسلمان اپنے چھوٹے چھوٹے بچون کو پہلے قران شریف ہی کی تعلیم کرنے لگے چنانچہ اب تک یہی دستور اہل اسلام مین جاری ہے پھر صحابۂ کرام کے زمانے مین جو حواریون سے مرتبے مین ہر طرح بلند تھے اسکی نقلین ہوکر مشتہر کی گئین اور پھر اوسکے اشتہار اور امتیاز کا ایک اور عمدہ دستور یہ نکالا گیا کہ ہر سال ہر شہر اور قصبے اور دیہات مین ایک مہینہ برابر جماعت عامہ کے روبرو پڑھا جایا کرے چنانچہ یہ دستور بھی اوسی وقت سے لیکر اب تک جاری ہے جس کتاب کے امتیاز اور شہرت کا یہ حال ہو اوسپر اناجیل کو قیاس کرنا سخت ناانصافی اور ہٹ دھرمی ہے پہلی اور دوسری صدی مین تو اناجیل کے شہرت اور امتیاز کی کوئی سبیل ہی نہین پائی جاتی نہ قطعی طور سے حواریون کا لکھنا ثابت اور نہ اونکا مشتہر کرانا اور نہ کلیسیا کو دینا پھر ایسی حالت مین جھوٹی تحریرون کا انبار کیونکر مضر نہوگا اس صورت مین سچی اور جھوٹی تحریرون مین کیونکر امتیاز ہو ذرا پادری صاحب بیان تو فرمائین یہ کہنا کہ کلیسیا کی حفاظت قدیم سے نسلاً بعد نسلٍ جماعتین کرتی آئین محض غلط ہے پہلی صدی اور دوسری صدی مین کس جماعت نے انکی حفاظت کی اور کنکے پاس یہ کتابین تھین قطعی ثبوت دیجیے (مگر یہ غیر ممکن ہے) دوسرے یہ بھی غلط ہے کہ وہ انبار کلام الٰہی نہ سمجھے گئے اور ہمیشہ جدا رہے کیونکہ ابتدا ہی مین بعض جماعتون نے اون انجیلون کو تسلیم کیا جنھین اب آپ انبار مین شامل کرتے ہین چنانچہ اوپر مذکور ہوا۔ علاوہ اسکے وہ متعدد کتابین جنھین آپ کلام الٰہی نہین سمجھتے چوتھی صدی سے آپ کی تمام

کلیسیا نے اونھین کلام الٰہی سمجھا اور ہمیشہ بائبل مین اونھین شامل رکھا اور رومن کاتھلک کی بائبل مین اب تک شامل ہین پھر اگر وہ کتابین سچی تھین تو آپ کے مرشدون نے کیون اونھین بائبل سے علٰحدہ کیا اور اگر جھوٹی تھین تو آپ کی کلیسیا بموجب آپ کے قول کے قابل اعتبار نرہی پھر آپ کیا اپنی کلیسیا کی حفاظت کو لیے پھرتے ہین آپ نے تو خود اوسکا اعتبار کھو دیا کیونکہ سیکڑون برس تک جسپر تمام کلیسیا متفق تھی اوسی آپکے مقتداؤن نے غیر معتبر ٹھہرا دیا یہانتک انجیل کی اجمالی قدح کا ذکر کیا گیا اسکے بعد منشی صاحب نے مختصر طور سے ہر ایک انجیل پر علٰحدہ علٰحدہ قدح کی ہے

انجیل لوقا کا بیان

تعلیق صفحہ ۳۰ - لوک کے نسبت ظاہر ہے کہ اوسنے جو واقعات لکھے ہین وہ اپنے مشاہدہ سے نہین لکھے کیونکہ یہ حواریون مین شامل نہ تھا اور دیباچہ انجیل سے ظاہر ہے کہ اسکی کتاب اور رسالون سے مستفاد ہے پس اسکے اخبار کے قطعی الصدور اور صحیح النسبت ہونے پر تو کسی طرح یقین نہین ہوسکتا اور چونکہ یہ انجیل بعد محاصرہ یروشلم کے لکھی گئی ہے اور اسمین اپنے ماخذ کا ذکر اور واسطونکی کیفیت نہین لکھی اور وہ خود حواریون کے طبقۂ ثانی کا آدمی تھا اسلیے اسکے اخبار اور قصون پر ایسا وثوق نہین ہوسکتا جیسا کہ سمیعات کے ثبوت کے لیے عقلاً درکار ہے انتہی - اسکا جواب پادری صاحب صفحہ ۵۰ مین اسطرح دیتے ہین -

تقلیعات ہم کب کہتے ہین کہ لوقا حواری تھا مگر اوسنے کوشش کے ساتھ ان باتون کو دریافت کر کے لکھا ہے وہ آپ کہتا ہے کہ کلام کے خادمون سے یعنی حواریون سے اور واقعات کے دیکھنے والون سے مینے کوشش کے ساتھ دریافت کر کے لکھا ہے انتہی ملخصاً

جواب بہت اچھا جناب ہمنے مانا کہ لوقا نے بڑی کوشش سے یہ کتاب لکھی مگر آپکے اقرار سے یہ ثابت ہوا کہ الہامی نہین ہے لہذا ایک تاریخ کی کتاب ٹھہری کیونکہ بہت مورخ

اسیطرح تاریخ کی کتابین لکھا کرتے ہین ــ خوب یاد رہے کہ عیسائیون کے نزدیک نبیون
کی کل تحریرین الہامی نہین ہوتین پھر اونکے شاگردونکی تحریرین اگرچہ اونسے پوچھہ ہی
کر لکھی ہون تو کیونکر الہامی ہو سکتی ہین اور یہان تو یہی ثابت نہین کہ جو کچھہ لوقا نے
لکھا وہ رسولون ہی سے دریافت کرکے لکھا کیونکہ اول تو وہ خود دیباچہ مین لکھتا ہے
کہ جو کچھہ مینے کلام کے خادمون سے سنا اوسے لکھتا ہون اور کلام کے خادم خاص رسولون
ہی کو نہین کہتے بلکہ کل بزرگ اور خادم دین اسمین شامل ہین دوسرے یہ کہ بعض علماے
مسیحیہ نے اسی انجیل کے دیباچے کی شرح مین لکھا ہی ـ اس انجیل مین بہت باتین ہین جو
باقی انجیلون مین نہین پائی جاتین انمین سے پہلے (۱) اون احوال کا بیان ہی جو یسوع
کی پیدایش سے آگے اور عین اسیوقت مین تھے ـ اس بیان کے واسطے معلوم ہوتا ہے
کہ لوقا نے کوئی نوشتہ رکھا جسکا مضمون اغلب ہی کہ یسوع کی مان کیطرفسے ملا ہوگا کہ بعضے
احوال ہین جو فقط وہی بتا سکی (دیکھو شرح فقرہ بائبل ومن مطبوعہ ۱۸۷۶ء نارتھہ ٹراکٹ سوسائٹی الہ آباد)
اس سے معلوم ہوا کہ لوقا نے بعض مضامین تحریرون سے بھی لیے جنکے معتبر ہونے کی کوئی سند
نہین مل سکتی پھر لوقا کی تحریر کیونکر قابل اعتبار ہوگی ـ منشی صاحب نے انجیل لوقا کی غیر معتبر
ہونیکی دلیل اوسکے نفس مضامین کو بھی بتایا تھا مثلاً بعض عجائبات مین لوقا نے بہت مبالغہ کیا ہی
چنانچہ باب ۲۳ ورس ۴۴ مین ہی کہ حضرت مسیح کو صلیب دیے جانیکے وقت ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا الخ
ناظرین ملاحظہ کرین کہ کسقدر یہ مبالغہ ہے اور بعض مقام پر تاریخی واقعات مین غلطی کی
ہی مثلاً حضرت مسیح کی پیدایش قورنیوس کے عہد مین بتاتا ہے (لوقا ۲) حالانکہ وہ
ہیرودیس کے وقت مین پیدا ہوئے ہین اور لسانیاس کو ابلینی کے چوتھائی کا حاکم ہیرود
اور فلپ کے ہم عہد بتاتا ہے (لوقا باب ۳) حالانکہ اوس وقت اس نام کا کوئی حاکم نہ تھا

(دیکھو اعجاز عیسوی کا شاہد سوم و پنجم اور جواب طلب گفتگو) اِن باتون کو پادریصاحب توجہ کے لائق نہین بتاتے اور عذر یہ پیش کرتے ہین کہ مہمل عبارت مین لکھی گئی ہین اور اصلی بات نہین کہتے کہ ہم جواب سے عاجز ہین یہ اُنکی ایمانداری کا تقاضا ہی —

انجیل یوحنّا کا بیان

تعلیق - یوحنا کی انجیل کا آخر باب اسپر دلالت کرتا ہی (اگر الحاقی نہو) کہ وہ کتاب یوحنا کی تصنیف سے نہین ہی - دوسری صدی کے نصف اوّل مین ہیراپولس کا اسقف پیپاس گذرا ہی وہ بقول ارنیوس یوحنا کا شاگرد ہی اور حالات مسیح کے اخبار کے جمع کرنے مین بھی بہت سرگرم تھا مگر کہین پر تذکرہ مسیح کے نسبت جو یوحنا حواری نے لکھا ہو ایک لفظ بھی نہین لکھتا اگر اسکی کتاب مین ایسا کوئی ذکر پایا جاتا تو یوسی بئیس مورخ جو ایسے امور کی تائید مین ہر ایک بات تلاش کرکے لکھتا ہی ضرور لکھتا (دیکھو تذکرہ رینان صفحہ ۱۳)
پولیکارپ بھی یوحنا کا شاگرد تھا اوسکے کلام مین بھی یوحنا کی انجیل یوحنا سے منسوب نہین یہ کہا گیا ہی (مگر یہ قول ضعیف ہی) کہ ارنیوس کے کلام مین اس انجیل کی نسبت یوحنا کی طرف ہی مگر ارنیوس پولیکارپ کا شاگرد تھا اور پولیکارپ کے کلام مین کہین اسکی اسناد نہین ہی تو ارنیوس کی سند ناتمام رہی اور سلسلے مین اتصال نہ پایا گیا انتہے ملخصاً -

پادریصاحب نے اسکے جواب مین صفحہ ۶۰-۶۲ مین کئی باتین لکھی ہین مین ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کرکے جواب دیتا ہون ناظرین بنظر انصاف اور غور ملاحظہ فرمائین -

پہلی بات - عیسائیون مین سے ارنیوس اور تھیوفیلس اور ٹرٹولین اور کلیمنٹ اور ہیپولیٹس اور ارجن اور ڈیونیسیوس اور یوسی بی اس اور مخالفین مین سے جولین اور پورفری نے یوحنا کی انجیل پر گواہی دی ہے -

جواب - پادری صاحب نے یہان کئی گواہون کے نام تو بیان کیے مگر یہ خیال نکیا
کہ بموجب اونھین کے اقرار کے یہ گواہ لائق سماعت نہین ہو سکتے کیونکہ صفحہ ۲۸ مین خود
لکھہ آئے ہین کہ یہان معتبر گواہونکی دید و شنید بلا واسطہ درکار ہے انتہی - پھر یہان تو جتنے
گواہ پیش کیے گئے ہین اونمین سے کوئی بھی اپنی دید و شنید بلا واسطہ بیان نہین کرتا
اسواسطے کہ ارینوس کی پیدایش سنہ ۱۴۰ء مین ہے اور ڈاکٹر انگس اسکی شہادت سنہ ۱۷۸ء مین
بیان کرتا ہے اور تھیوفیلس دوسری صدی کا شخص ہے پہلے بت پرست تھا ڈاکٹر انگس
اسکی شہادت مین سنہ ۱۸۰ء قائم کرتا ہے غرضکہ اخیر دوسری صدی مین شہادت بیان کیجاتی
ہے اور ٹرٹولین کی پیدایش سنہ ۱۶۰ء مین اور وفات سنہ ۲۴۵ء مین ہے اسکی شہادت کے بیان
مین ڈاکٹر انگس سنہ ۱۹۰ء قائم کرتا ہے اور کلیمنٹ اسکندریہ تیسری صدی کا شخص ہے ڈاکٹر
مذکور نے سنہ ۱۹۴ء مین اسکی شہادت قائم کی ہے اور جولیس[۱] سنہ ۲۲۱ء کا شخص ہے اور اریجن بھی
تیسری صدی کا ہے اسکا انتقال سنہ ۲۵۴ء مین ہوا - ڈیونیشی اس سنہ ۲۴۳ء مین بشپ ہوا
اور سنہ ۲۶۵ء مین اسکا انتقال ہوا - اور یوسی بی اس سنہ ۳۱۰ء مین روم کا بشپ ہوا اور
اسی سنہ مین اوسنے انتقال کیا - اور پورفری کی پیدایش سنہ ۲۳۳ء کی اور وفات سنہ ۳۰۴ء کی ہے
اسنے ایک کتاب کتب مقدسہ کے رد مین لکھی تھی جسکو تھیوڈوسیس اعظم نے جلوا دیا بھلا یہ
کیا گواہی دیگا خدا جانے کس کس طرح سے اسنے دھجیان اوڑائی ہونگی —

---

[۱] پادری صاحب نے جو ہیولیس نام لکھا ہے اوسکا پتہ نہین چلتا نہ یہ شخص ایسا مشہور ہے کہ ہر واقف جانتا ہو نہ پادری صاحب کو
علم انگریزی ہے کہ صحیح تلفظ کر کے اوسکا املا لکھین ڈاکٹر انگس نے ایک گواہ جولیس نامی سنہ ۲۲۱ء کا لکھا ہے اس لیے
ہمنے اوسی کو لکھہ دیا کیا عجب ہے کہ پادری صاحب نے اوسی کو غلطی سے ہیولیس لکھا ہو اور اگر کوئی ہیولیس ہی
تو خود بیان کرین کہ وہ کب تھا اور کسنے اوسکی گواہی لکھی ہے اسی طرح جولین کا بھی حال اونھین لکھنا چاہیے البتہ
ایک جولین تیسری صدی مین ہوا ہے جسنے تین برس یعنی سنہ ۳۶۱ء سے سنہ ۳۶۳ء تک قسطنطنیہ کو لوگون کے جبرا عیسائی بنانے سے
روکا اور اسکے عہد مین ہزارون عیسائی اپنے مذہب سے پھر گئے مگر اوسکی گواہی کا حال معلوم نہین ہوتا پادری صاحب کو چاہیے کہ اوسکی مفصل کیفیت لکھین ۱۲

اب خیال کرنا چاہیے کہ انجیل یوحنا کی تالیف پہلی صدی کے آخر مین بیان کیجاتی ہی (یعنی سنہ ۶۸ع یا سنہ ۶۹ع یا سنہ ۹۷ع یا سنہ ۹۸ع مین) پھر ان دوسری اور تیسری اور چوتھی صدی کے گواہون سے اوسکی تصدیق کیسے ہو سکتی ہی جنھون نے نہ یوحنا کو دیکھا نہ یوحنا ذی الشان سے کہا کہ مینے انجیل لکھی واضح ہو کہ ان گواہونکی شہادت مین بہت کچھ بحث ہی جس سے اونکی گواہی ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے مگر مینے اختصار کی وجہ سے صرف اوسی امر پر کفایت کی جسکے پادری صاحب مقر ہین اور ہر ایک شخص بآسانی اوسے سمجھ سکتا ہی ظاہر ہے کہ جس واقعہ کو سو برس یا کچھ کم و بیش گذرے ہون اور اس عرصے کے بعد کوئی اوسکا شاہد پیدا ہوا اور وہ یہ بھی بیان نکرے کہ اس واقعہ کی خبر ہمین فلان راویون کے سلسلے سے پہونچی ہے تو کسی عاقل کے نزدیک اوسکی گواہی قابل سماعت نہین ہو سکتی —

دوسری بات - کلیسیا مین اس انجیل کا دست بدست آنا اور اتنے معتبر اشخاص کی گواہیان اسکے حق مین کافی دلیل نہین ہی تو اس سے زیادہ ہم کچھ کہہ نہین سکتے —

جواب ان کلمات سے ہر ایک عاقل سمجھ سکتا ہے کہ پادریصاحب اس انجیل کی کافی سند دینے سے عاجز ہین اور گواہون کا ذکر کرنا فضول ہی کیونکہ گواہ تو وہ ہونا چاہئین جو واقعے کو اپنی چشم دید بیان کرین نہ کہ سو دو سو برس کے بعد گواہی دینے کو موجود ہون اور پادری صاحب کے سب گواہ دوسری قبیل کے ہین کلیسیا مین دست بدست آنا بھی مسلّم نہین یہ کہنا اوسوقت صحیح ہو سکتا ہی کہ یوحنا نے اس انجیل کو لکھکر کلیسیا کے حوالے کیا ہو اور وہ گواہی دیتی ہو کہ یوحنا حواری سے یہ انجیل ہمین ملی مگر اسکا کہین نشان بھی نہین ملتا پھر کیسے کہ کلیسیا مین دست بدست آنا چہ معنی دارد اور اگر یہ کہیے کہ گرچہ پہلی اور دوسری صدی مین کلیسیا مین دست بدست ہونا ثابت نہین مگر بعد کو ہی تو جناب ایسی بے اصل بات پر

وہی ایمان لائیگا جسے عقل سے کچھ بہرہ نہوگا۔

تیسری بات گرچہ پاپیاس اور پولیکارپ اور برنباس اور کلیمنٹ روم اور اگناشئیس اس انجیل کا ذکر نہین کرتے توبھی سلسلہ متصل ہی گو مسلمانونکی قاعدے کی رو سے نہو سارا جہان اصول حدیث کا غلام نہین

جواب واضح ہو کہ یہ پانچ اشخاص جنکا ذکر پادریصاحب نے کیا یوحنا کے ہمعصر ہین اور انمین سے پاپیاس اور پولیکارپ اور اگناشئیس خاص اوسکے شاگرد اور اوسکے ساتھی ہین انکے کلام مین توضرور تھا کہ انجیل یوحنا کا ذکر ہوتا خصوصًا اونکے شاگردون کے کلام مین پھر جب انکے کلام مین سند نہ ملے اور اونکے کلام سے سند لائی جائے جو یوحنا کی موت کے بہت دنون بعد پیدا ہوے ہون تو کیونکر وہ کتاب مشتبہ نہوگی صاحبو تمہین اس امر مین انصاف کرو ہمین اس سے بحث نہین کہ پادریصاحب اوسے سلسلہ متصل کہین یا نہ کہین اگر وہ دن کا نام رات رکھ لین تو ہمین کیا ہمین غرض ہے

چوتھی بات۔ پاپیاس کی کتاب دنیا مین موجود نہین ہے جس سے اوسکا لکھنا اور نہ لکھنا ثابت ہو ہان یوسی بی اس نے پاپیاس کی باتون کا انتخاب کیا ہی اور پولیکارپ کی بھی کوئی کتاب موجود نہین ہی جس سے لکھنا یا نہ لکھنا ثابت ہو صرف اوسکا ایک چھوٹا سا خط ہی اور خط مین ہر بات کے ذکر کا موقع نہین ہوتا۔

جواب یہ مانا کہ پاپیاس کی کوئی کتاب موجود نہین ہی مگر اسے تو آپ بھی مانتے ہین کہ یوسی بی اس نے اوسکے اقوال کا انتخاب کیا مگر اس بات پر نظر نہین کرتے کہ یوسی بی اس ایسے امور کی تائید مین ہر ایک بات تلاش کرکے لکھتا ہے یعنی جو سوا قع کہ سند کے ہین اونھین ڈھونڈھ ڈھونڈھکر لکھتا ہی پھر اگر پاپیاس کے قول مین کسی مقام پر انجیل یوحنا کی سند پاتا تو ضرور نقل کرتا ایسی صورت مین جب اوسنے پاپیاس سے کچھ نقل نہ کیا تو ثابت ہوا کہ پاپیاس کی تصانیف مین انجیل یوحنا کی کچھ سند نہین ملتی علاوہ اسکے یہ تمام عذرات

آپ کے لیکچر مین ایجناب ہمارا مدعا کہ انجیل یوحنا کی سند اونکے معاصرین کے کلام سے ثابت نہین ہوتی ہر طرح ثابت ہی خواہ آپ یہ وجہ قرار دین کہ اونکی کتاب ناپید ہے یا اونکی ذرا سی تحریر ہے جسمین ہر ایک بات کے لکھنے کا موقع نہین ہی یا اور کوئی وجہ سمجھین۔ تحریر کے موجود نہونے سے کسی مدعی کا دعوی ثابت نہین ہوسکتا اگر کوئی مدعی حاکم کے روبرو یہ بیان کرے کہ میرا گواہ مر گیا ہے یا مدعا علیہ کی دستخطی دستاویز میرے پاس سے گم ہوگئی ہی تو اس عذر سے حاکم مدعی کو ڈگری نہین دیسکتا بلکہ دعوی کو ڈسمس کردیگا۔ حاصل یہ کہ انجیل یوحنا کی ابتدا مین کوئی سند نہین ملتی نہ یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ یہ انجیل یوحنا نے لکھکر کسی کو دی ہو اور نہ کوئی یہ کہتا ہے کہ ہمارے روبرو یوحنا نے یہ انجیل لکھی اور مشتہر کرائی تیسری چوتھی صدی مین عیسائیون نے محض اٹکلون سے اوسے تسلیم کرلیا ہے۔

انجیل متی اور مرقس کا بیان

تعلیق۔ متی اور مرقس کی انجیلون کا حال سند کے نہ پائے جانے مین ویسا ہی ہے جیسے پہلی دو انجیلون کا حال مذکور ہوا بلکہ اونسے بھی کچھ بدتر ہے انکی تصنیف کا زمانہ گرچہ محض قیاس کے طور پر پہلی صدی کے درمیان قرار دیا گیا ہے مگر اوس وقت سے لیکر تیسری صدی کے نصف تک یعنی دو سو برس تک حواریون اور دینداروں اور عالمون اور اونکے شاگردون کی گواہیان برابر نہین پائی جاتین جنسے یہ ثابت ہو کہ یہ انجیلین متی اور مرقس نے لکھین اور فلان فلان اپنے رفیق اور اپنے شاگرد کے حوالے کین اور اونکے ذریعے سے دست بدست رائج ہوتی چلی آئین جو بزرگ اس دو سو برس کے عرصے مین گذرے ہین مثلاً برناس اور کلیمنس اور اگناشس اور پولیکارپ وغیرہم انکے کلام مین ان اناجیل کی کوئی سند نہین پائی جاتی پھر اسکے بعد کی شہرت اور مقبولیت

اگلے فقدان اسناد کی نقصان کو پورا نہین کرسکتی انتہی محصلہ —

واضح ہو کہ یہ بیان ایسا صاف وصریح ہی جسمین کسی عاقل خدا ترس کو تامل نہین ہو سکتا غور کرنیکا مقام ہی کہ انجیل متی کا لکھا جانا سنہ ۳۸ء یا سنہ ۴۱ء یا سنہ ۶۱ء وغیرہ مین بیان کیا جاتا ہی اور انجیل یوحنا کا لکھا جانا بقول معتبر سنہ ۹۶ء یا سنہ ۹۸ء مین اس سے ظاہر ہی کہ متی کی انجیل کو لکھے ہوے پچاس ساٹھہ برس ہوے تھے اوس وقت یوحنا نے انجیل لکھی ہے ایسی صورت مین اگر متی کی انجیل کا وجود ہوتا تو یوحنا اپنی انجیل مین اوسکا ذکر کرتا اور پولوس اور پطرس بھی بیس یا تیس برس تک اس انجیل کے تالیف ہونیکے بعد زندہ رہے یہ بھی کہین اپنی تحریرون مین ذکر نہین کرتے اسیطرح یوحنا نے مرقس کی انجیل کا بھی ذکر نہین کیا باوجودیکہ عرصۂ دراز کے بعد یوحنا نے انجیل لکھی اسکے علاوہ اوس وقت کی کسی اور بزرگ نے بھی ذکر نہین کیا غرضکہ جو لوگ اوس وقت موجود تھے اونکی گواہی سے انکا وجود ثابت نہین ہوتا لہذا باقرار پادریصاحب یہ انجیلین غیر معتبر ٹھہرین کیونکہ وہ لکھہ آئے ہین کہ امر دینی کے ثبوت کے لیے معتبر گواہونکی دیدا ور شنید بلا واسطہ درکار ہی اور انا جیل کے نسبت کوئی گواہ اپنی دید و شنید بلا واسطہ بیان نہین کرتا اسوجہ سے وہ غیر معتبر ٹھہرین اسکے جواب سے پادری صاحب بالکل عاجز ہین صرف دو باتین فضول اسکے جواب مین پیش کرتے ہین جنکو جواب سے کچھہ تعلق نہین ہے —

اوّل منشی صاحب خود ادلہ اربعہ مین قیاس کو شمار کرتے ہین مگر انجیل کے زمانۂ تحریر مین قیاس سے کچھہ کہنے کو برا جانتے ہین کیونکہ انجیل کے لیے ذرا ذرا سی باتین بھی کتاب اللہ سے ثابت ہونی چاہئین —

اسکا مختصر جواب یہ ہی کہ منشی صاحب قیاس کو دلیل نہین قرار دیتے لہذا اونکے سامنے

یہ تقریر لغو وبیکار ہے علاوہ اسکے مسلمانون کے یہان اخبار دینیہ قیاس سی ثابت نہین کیے جاتے احکام مین قیاس کیا جاتا ہی جو نہایت عمدہ اور ضروری ہی مگر اوسکے لیے بھی بہت سے شرائط وضوابط ہین یہ نہین کہ بے تک جہان چاہا قیاس کرلیا اور یہ جو کہا کہ انجیل کے لیے ذرا ذرا سی باتین کتاب اللہ سے ثابت ہونی چاہئین یہ محض افترا ہی ہم یہ نہین کہتے بلکہ یہ کہتے ہین کہ عقلا کے نزدیک دنیا مین جسطرح واقعات کا ثبوت ہوتا ہو اوس طرح آپ انجیل کا ثبوت دیجیے اور تمام دنیا کو جانے دیجیے صفحہ ۲۸ مین جو طریقہ اپنے امور دینیہ کے ثبوت کا بیان کیا ہی اوسی طریقے سے اس بڑے امر دینی کا ثبوت دیدیجیے یعنی معتبر گواہون کی دید وشنید بلا واسطہ پہلی اور دوسری صدی مین اناجیل کا وجود ثابت کردیجیے مگر آپسے نہین ہوسکتا پھر آپ کیون ادھر اودھر کی باتین بناکر عوام کو فریب دیتے ہین

دوم اگرچہ اصطلاح محدثین کے موافق سلسلہ متصل نہو مگر عقل وانصاف کے نزدیک تو ہے جو معنی محدثین نے تصنیف کیے ہین اونمین سقم ہی انتہی آنجناب وہ کونسی عقل وانصاف ہی ذرا عقلاے منصفین کے سامنے تو لائے ۔ اے صاحبو ہم یہ کہتے ہین کہ جس زمانے مین انجیلین لکھی گئین اوس وقت کے لوگ اپنی دید وشنید بیان کرین یعنے پہلی صدی مین اسکی گواہی ہونا چاہیے پھر دوسری صدی کے اول وآخر مین اوسکے وجود بلکہ شیوع کی گواہی ہونا چاہیے اسیطرح علی التواتر گواہیان چلی آئین اسیکا نام ہمارے یہان سلسلہ متصل ہی یا درکھیے جن معنی مین سقم بتاتی ہین مگر سقم کی کوئی وجہ بیان نہین کرتی اور عند العقل بجز اسکے اور کوئی وجہ ہو بھی نہین سکتی کہ ان معنی سے انجیل پر سقم عاید ہوتا ہے یعنی غیر معتبر ٹھہرتی ہی غرضکہ اونکے نزدیک غیر سقیم معنی وہ ہین جنسے انجیل کا پردہ ڈھکا رہے اور اوسکا سقم ظاہر نہو وہ یہ کہ گرچہ سو دو سو برس تک سلسلہ گاؤ خورد رہا ہو اور اس عرصہ دراز تک ایک گواہ کا بھی نشان نملے مگر یہی کہا جاے کہ ہمیشہ گواہ چلے آئے ہین اور سلسلہ

قائم رہا ہی ان معنی مین کوئی سقم نہین (گو جھوٹے ہون) کیونکہ انجیل کا پردہ اس سی ڈھکا رہتا ہی اب اہل انصاف خود غور فرمالین کہ محدثین کے معنی مین سقم ہی یا پادریصاحب کے دماغ مین اب مین ناظرین کو اس طرف توجہ دلاتا ہون کہ وہ اصل اعتراض کو ملاحظہ کرین اور پھر دیکھین کہ پادریصاحب اوسکی جواب کو کیسا اوڑا گئے اور فضول باتین بناکر دفع الوقتی کردی

یہان یہ امر بھی معلوم کرلینا چاہیے کہ عیسائیون سے جب اسناد کے بارے مین دار و گیر کیجاتی ہی اور پہلی اور دوسری صدی کے گواہ طلب کیے جاتے ہین تو اوس وقت کے بعض بزرگون کی تحریرین پیش کرتے ہین جنکا کوئی جملہ یا کوئی مضمون اناجیل مروجہ کے کسی جملہ اور مضمون سے ملجاتا ہے اور کہتے ہین کہ دیکھو یہ جملہ یا یہ مضمون اس انجیل سے لیا گیا ہی اس سے ثابت ہوا کہ اوس وقت مین یہ انجیل تھی اسکا جواب منشی صاحب نے تین طور سے دیا ہی۔

اول یہ کہ وہ جملے یا مضمون انکے تصنیفون مین اسطرح پر نقل نہین ہوے جس سی ثابت ہو کہ انجیلون سے نقل ۵؎ کیے گئے ہین یعنی اون تحریرون مین یہ نہین ہی کہ مثلاً متی کی انجیل مین یون لکھا ہی یا لوک کی انجیل مین اسطرح ہی بلکہ عموماً مسیح کیطرف منسوب کرکے نقل کیا ہی یعنی یہ لکھا ہی کہ مسیح نے یہ فرمایا اس سی یہ بھی ثابت نہین ہوتا کہ یہ کتابین اونکے پیش نظر تھین چہ جائیکہ یہ کتابین جنکی طرف منسوب ہین اونھین کی تصنیف ہین۔

۵؎ پادری صاحب نے اس وجہ کے خلاصہ کرنے مین خوب ہی اقتدا ہی محرفین کیا ہے اس وجہ کا خلاصہ صرف اس قدر ہی کہ مشائخ نے وہ جملے یا مضمون اسطرح نہین لکھے جس سے ثابت ہو کہ متی و مرقس وغیرہما سے نقل کرتے ہین۔ پادریصاحب نے جو اس وجہ کا خلاصہ کیا ہے اوسمین یہ جملہ اپنی طرف سے بڑھا دیا ہی معلوم نہین کہ وہ کہان سے کہتے ہین۔ لہذا دوسری وجہ کے جواب مین جو کچھ اعتراض منشی صاحب پر کیا ہے وہ محض بیجا ہے کیونکہ اوسکا منشا وہی زیادتی ہے جو پادریصاحب نے اپنی طرف سے کی ہی منشی صاحب کی تحریر اس اعتراض سے پاک و صاف ہے۔ ناظرین پادری صاحب کی دیانت پر غور فرمائین کہ مخالف کی مشہور کتاب مین تحریف کرکے کس دلیری سے اوسپر اعتراض کرتے ہین یہ وہی مثل ہی ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ۱۲ چودھری مولی بخش عفی عنہ

دوم کیونکہ حواریون کی تعلیم زبانی ہوا کرتی تھی اور اوس وقت مین روایتین بہت مشہور تھین اور پےپیاس کے قول (مندرجہ تاریخ یوسی بیئس) سے ظاہر ہے کہ اوس وقت زبانی روایتون کو ترجیح دیجاتی تھی اور مسیح کے بعض کلمات اعمال حوارئین اور مشائخ قدیم کی تحریرون مین ایسے منقول ہین جو ان چارون انجیلون مین نہین ہین اسیطرح وہ اقوال بھی کلیمنس یا اگناشیس وغیرہ تک زبانی روایت کے ذریعے سے پہونچے نہ یہ کہ کسی کتاب سے اونھون نے نقل کیے -

سوم بعض تحریرین ان مشائخ اور معلمون کی بھی تو موضوعی ہین پس اگر امنین صریح حوالے بھی ہو تو بھی لائق اعتبار نہین ہوسکتا انتہے -

پادریصاحب پہلی وجہ کے جواب مین کہتے ہین - ہمین معلوم ہے کہ اون کتابون مین سے کہتے ہین جو اونکی پیدایش سے پہلے لکھی گیئین انتہے - سبحان اللہ کیا جواب ہی ہمین معلوم کی بھی خوب کٹھری ایجناب یہ مناظرہ ہی من مانی بات نہین یہان اپنے معلوم کو مشن کی میز پر رکھہ دیجیے اور دلیل پیش کیجیے مگر یہ آپسے غیر ممکن ہی اسلیے تبرعاً مین بیان کیے دیتا ہون اونکے علم کی دو صورتین ہوسکتی ہین ایک یہ کہ پادریصاحب کسی اگلے جنم مین (پہلی و دوسری صدی مین) اون لوگون کے پاس موجود ہونگے اور اونکو نقل کرتے ہوے دیکھا ہوگا - دوسرے یہ کہ پادری صاحب کی خاطر سے اون بزرگون نے اسوقت جنم لیکر اونکے کان مین کہدیا ہوگا کہ ہمنے انہین اناجیل سے نقل کیا ہی مگر مشکل یہ ہے کہ پادریصاحب کے معتقد جنم لینے کے قائل نہین پھر اب تو پادریصاحب کے علم کی کوئی سبیل نہین معلوم ہوتی لہذا منشی صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ ٹھیک ہے -

دوسری وجہ کا جواب پادریصاحب اس طرح دیتے ہین - بالفرض اگر زبانی اقوال سے کہتے ہین تو کیسی خوبی کی بات ہی کہ تحریری اقوال زمانۂ قدیم کی زبانی اقوال کی بعینہ مطابق ہین یا نہے

پادریصاحب ذرا ہوش کیجیے آپ خوبی لیے پھرتے ہین یہان تواناجیل کا وجود ہی نہ ہوا اور دیا گیا کیونکہ پہلی اور دوسری صدی مین انکے وجود کی دلیل یہی قرار دیگئی تھی کہ اوسوقت کے مشائخ نے انسے نقل کیا ہے اور جب آپ نے یہ مان لیا کہ اونھون نے زبانی روایت سے لیا ہی تواناجیل کے وجود پر کوئی دلیل باقی نرہی - پھر اگر کسی بعد کی تحریر کو اون مشائخ کے کلام سے کسی جگہ مطابقت ہوجاے جیسے اناجیل مروجہ مین ہوگئی تو اس سے یہ ثابت نہوجائیگا کہ یہ تحریر حواریونکی ہی بلکہ یہ ثابت ہوگا کہ وہ بعض مواعظ اور کلمات جو زبان زد تھے اور اگلے مشائخ نے اپنی تحریرون مین داخل کیے تھے وہ مواعظ انجیل کے مولفون نے بھی اپنی تالیف مین داخل کردیے اس سے خوبی یا عدم خوبی جو کچھ پادریصاحب ثابت کرین مگر اناجیل کا بے سند ہونا تو بخوبی ثابت ہوگیا -

تیسری وجہ کا جواب پادریصاحب یہ دیتے ہین کہ اگر کوئی شریر آدمی ایک حدیث بناکر ابوہریرہ صحابی کیطرف منسوب کردے اور علمای محمدیہ کہین کہ فلان فلان وجہ سے یہ حدیث اوسکی نہین تو اس سے ابوہریرہ کی اور صحیح حدیثین غیر معتبر نہین ہوسکتین انتہی مشائخ مسیحیہ کی موضوع تحریر کو حدیث موضوع پر قیاس کرنا ناواقفی یا تلبیس پر مبنی ہی کیونکہ عیسائیون کے یہان تو موضوع اور اصلی تحریرین خلط مبحث کردیا ہی جسطرح اپنی طرف سے تحریر کرکے بزرگون کے نام لگادینا ابتدا سے عیسائیون مین رائج تھا اسی طرح سے بزرگون کی تحریرین دخل در معقول کرنا اور اپنی طرف سے اوسمین کچھ ملادینا بھی رائج تھا اور پھر ایسی مخلوط تحریرین مقبول اور رائج رہتی تھین مثلاً اگناشس کی تحریرات کے نسبت اگرچہ خود عیسائیون مین بہت کچھ گفتگو ہی اور اسکے خطونکے دو نسخے قرار دیے گئے ہین ایک بڑا دوسرا چھوٹا بڑے نسخے مین چونکہ بہت سی زائد عبارتین بعد کو ملائی گیئن ہین اسلیے وہ غیر معتبر ٹھہرا ہے اور

چھوٹا نسخہ معتبر گنا جاتا ہی حالانکہ وہ بھی الحاق سے خالی نہین چنانچہ فاضل برکس نے
پیلی کی کتاب الاسناد کے حاشیہ پر (صفحہ ۱۰۵ نسخہ مطبوعہ ۱۸۵۳ء) لکھا ہی کہ ایک سُریانی
ترجمہ اِن خطون کا حال مین ظاہر ہوا اور مسٹر کیورٹن نے اسے چھپوایا اسی نسخے سے یہ بات
قریب بہ یقین ہو گئی کہ نسخہ صغیر یونانی مین بھی جب آشر نے درست کیا تھا الحاق ہوا ہی انتہی
مگر باانیہمہ وقت بیان سند کے دونون نسخون سے استدلال کیا جاتا ہی کیونکہ کہا جاتا ہی کہ
متی کے باب ۳ ورس ۱۵ و باب ۱۰ ورس ۱۶- اور انجیل یوحنا کا باب ۳ ورس ۸ و باب ۱
ورس ۹ کے فقرون سے اگناشس کے چند فقرے کسیقدر ملتے ہین اس سے یہ بات ثابت
کیجاتی ہی کہ اگناشس نے انجیل متی اور یوحنا سے نقل کیا- اب دیکھیے کہ یہان چار حوالون سے
استدلال کیا ہی مگر چھوٹے نسخے مین صرف ایک ہی حوالہ یعنی متی کے باب ۱۰ ورس ۱۶ کا ملتا ہے
اور دوسرے حوالے نہین ملتے چنانچہ فاضل برکس کتاب پیلی کے حاشیہ پر لکھتا ہی کہ دوسرا
فقرہ جو متن مین نقل ہوا ہی سریانی نسخے مین ہی الا اور فقرے اون خطون سے ہین جو سمرنا اور
اور فلاڈلفیا کو لکھے گئے اور اونکا سریانی نسخے مین نپایا جانا انکے اعتبار کو بہت ہی مشتبہ
کر ڈالتا ہی انتہی- اب ناظرین ملاحظہ کرین کہ عیسائی خود ہی خلط ملط اور الحاق کے قائل
ہین اور اوس سے سند بھی لیے جاتے ہین بڑے نسخے کو غیر معتبر ٹھہرایا مگر وقت بیان سند کے
پھر معتبر ہو جاتا ہی چھوٹے نسخے مین الحاق مانتے ہین مگر پھر بھی معتبر جانتے ہین ہمارے یہان
حدیث موضوع کا یہ حال نہین ہی بلکہ جس حدیث مین جھوٹ کا احتمال بھی پایا گیا وہ اوسی وقت
ساقط الاعتبار کر دی گئی یہان تک کہ اوسکا ذکر کرنا بھی حرام ہی پھر بھلا حدیث موضوع پر عیسائیون
کی تحریر موضوع کو قیاس کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہی- الغرض منشی صاحب نے ابطال سند
مین جو تین وجہین قائم کی تھین اونکی صحت اظہر من الشمس ہو گئی اب مین دو باتین اور عرض

کیا چاہتا ہون ایک یہ کہ اگر مضمون ملجانے سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ایک نے دوسرے سے نقل کیا ہی تو انجیل کی عمدہ اخلاقی تعلیم کا حکما اور بودہشٹ کی کتابون سے منقول ہونا ثابت ہوگا کیونکہ مریدیت اور اکیسھو مو وغیرہ ہمانے دونون کی تعلیمونکو ملاکر دکھا دیا ہی اور اناجیل سے ان لوگونکی کتابین بہت پہلے ہین لہذا عیسائیون کو ماننا پڑیگا کہ اناجیل کی تعلیم انھین کتابون سے ماخوذ ہے۔ دوسرے یہ کہ جن مشائخ کے کلام سے اناجیل مسلمہ کے بعض مضمون ملجاتے ہین اسی طرح جعلی انجیلون کے بھی بعض مضمون اونکی تحریرون سے ملجاتے ہین مثلاً جسٹن شہید کے کلام سے اناجیل مسلمہ پر سند پکڑی جاتی ہی وہ ایک جگہ اپنی تصنیف مین لکھتا ہی کہ جب مسیح اصطباغ کے واسطے یردن مین آئے تھے تو ایک آگ روشن ہوگئی تھی یہ قصہ اناجیل مروجہ مین نہین ہی اپی فانیس کہتا ہی کہ عبرانیونکی انجیل مین یہ قصہ ہے۔ اب فرمایئے کہ عبرانیون کی انجیل کو کیون جعلی قرار دیا جاتا ہی غرض یہ کہ اگر مشائخ کے بعض کلام کی مطابقت سی اناجیل مسلمہ مستند ہوگئین تو اون انجیلونکو بھی مستند ہونا چاہیے جنھین جعلی کہا جاتا ہی کیونکہ مطابقت دونون مین ہی اور اگر مطابقت سی مستند نہونگی تو اناجیل مسلمہ کو بھی جعلی اناجیل مین داخل کرنا چاہیے کیونکہ پہلی اور دوسری صدی مین کوئی سند اونکی نہین ملتی۔ اب مین اس بحث کو ختم کرتا ہون پیغام محمدی مین مینے انجیل کی سند کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہی شائقین وہان ملاحظہ کرسکتے ہین یہانتک تقلیعات کے ضروری مباحث کا جواب دیا گیا اور شروع مین جو چند ورق اونھون نے لکھے ہین اونکے جواب مین مصروف ہونا اوقات کو ضائع کرنا ہے مگر صفحہ ٦ مین جو چند فقرے لکھے ہین اون سے تعرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی لہذا مختصر طور سے کچھ لکھا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ منشی صاحب نے محققین علماے مسیحیہ کے اقوال سے ثابت کیا تھا کہ مذہب

اسلام ایک زندگی بخش چیز ہے اور ہزارون سودمند جواہرون سے بھرا ہوا ہی - پادریصاحب کو اسے دیکھکر کچھ بن تو نہ پڑا آپے سے باہر ہو گئے اور غصے مین آکر کہنے لگے کہ اہل اسلام نے تو کبھی زندگی کا منہ بھی نہین دیکھا - چونکہ غصے مین انسان کی عقل درست نہین رہتی اسلیے وہ منشی صاحب سے دریافت کرتے ہین کہ مین آپ ہی کو منصف بناکر پوچھتا ہون کہ کیا یہ بات صحیح ہے اور آپکی تمیز اسے قبول کرتی ہے کہ اسلام ایک زندگی بخش چیز ہے اہل اسلام مین کچھ زندگی آپ کو نظر آتی ہے عرب - ترک - ایران وغیرہ ممالک اسلام کا کیا حال ہی ہندوستان مین مشائخ وعلماے محمدیہ کا کیا حال ہے (صفحہ ۶ تقلیعات) -

اب مین پادریصاحب کو اونکے خدا کی قسم دیکر دریافت کرتا ہون کہ آپکا یہ استفسار عوام کے فریب دینے کو تجاہل عارفانہ ہی یا واقعی آپ چمگادر کیطرح آفتاب کو دیکھ نہین سکتے یا ہشن کے روپیون کی چمک اور جھنکار نے آپکی بصارت اور سماعت دونون کو کھو دیا - اور حضرت مسیح کے اوس قول کا مصداق بنا دیا کہ دیکھتے ہوے نہین دیکھتے اور سنتے ہوے نہین سنتے خیر جو وجہ ہو اللہ آپکو ہدایت کرے خوب یاد رکھیے کہ ایکدن مرنا ہی اور خدا کو منہ دکھانا ہی آپ اتنا بھی خیال نہین کرتے کہ اگر منشی صاحب کو زندگی نظر نہ آتی تو اوسکے پابند کیون رہتے اور یہ تائید کیون کرتے مگر ہان سچ ہے المرء یقیس علی نفسہ پادریصاحب اپنے اوپر قیاس کرتے ہین کہ باوجودیکہ عیسائی مذہب مین کچھ زندگی نہین دیکھتے مگر طمع دنیاوی کی وجہ سے اوسے نہین چھوڑتے بلکہ اورون کو اوس تاریکی مین ڈالنا چاہتے ہین پھر یہ تو سوچیے کہ یہان اسلام کی تعریف منشی صاحب نے اپنی زبان سے نہین کی تھی بلکہ محققین علماے مسیحیہ کی زبان سے آپ کو سنائی تھی جو آپ کے پیر مرشد ہین پس اسلام کی خوبی تو اس مرتبے کو پہونچی کہ مخالفون نے بکشادہ پیشانی اوسکا اقرار کرلیا

اب اگر ایک بندۂ درہم و دینار اقرار نکرے اور چاند پر خاک ڈالے تو کیا ہوتا ہی ممالک اسلام و علماے اسلام کا حال دکھا کر اسلام پر حرف گیری کرنا کسی عاقل کا کام نہین ہی دیکھو تین سو برس کے پیشتر تمام دنیا کے عیسائی رومن کاتھلک تھے جنھین پادریصاحب بت پرست اور مکار و فریبی جانتے ہین اور اب بھی اکثر دنیا مین وہی ہین پھر کیا پادریصاحب یہ کہینگے کہ پندرھوین صدی تک تو دین عیسوی زندگی بخش نہ تھا بعد کو ہوگیا یا یہ کہ کسی مقام پر تو یہ مذہب زندگی بخش ہی اور کسی مقام پر نہین ہی یہ سب خام خیالیان ہین مذہب کے ماننے والون کی برائی یا تنزل سے مذہب مین برائی نہین آسکتی علاوہ اسکے بہت سے علماے محمدیہ کا تو وہی حال ہی جو حضرت مسیح اور حواریون کا تھا کہ اونکو خدا ہی سے واسطہ ہی دنیا سے کچھ مطلب نہین ہی بعض نوکری کرکے اپنی گذر اوقات کرتے ہین اور اگر کسی مین کوئی برائی بھی ہو تو انسان ہین فرشتے نہین ہین پھر آپ حال کیا دریافت کرتے ہین یہ فرمائیے کہ پادریون مین کونسی بات نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ پادریصاحب اہل اسلام کی حالت تنزل اور عیسائیون کے دنیاوی عروج کو دکھا کر اسلام پر حرف گیری کرتے ہین ایجناب یہ تو ہم بالیقین جانتے ہین کہ عیسائیون کی دنیاوی جاہ و ثروت اور ظاہری شان و شوکت نے آپکو فریفتہ کر رکھا ہی۔ چونکہ آپ علماے عیسائیہ کو دیکھتے ہین کہ عمدہ عمدہ اور ہوادار مکلف بنگلون مین رہتے ہین ہر روز انڈا مرغی وغیرہ عمدہ غذائین تناول فرماتے ہین جو نفسانی خواہشونکو برانگیختہ کرنیوالی ہین اور میم صاحب کے ہمراہ دونون وقت فٹن پر ہوا کھانے تشریف لیجاتی ہین اور یہ زندگی علماے محمدیہ مین نہین پاتے اسلیے علماے محمدیہ پر طعن کرتے ہین مگر خوب یاد رکھین کہ جسطرح آپ مسلمانون کی حالت تنزل کو دکھا کر مذہب اسلام پر حرف گیری کرتے ہین اسیطرح یہود حضرت مسیح اور اونکے حواریون کی مسکینیت دیکھکر کیا کرتے تھے افسوس ہی کہ حضرت مسیح

تو دولتمند کی نجات کو محال بتاتی ہین چنانچہ فرماتے ہین کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذر جانا اوس سے آسان ہی کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت مین داخل ہو (دیکھو متی ۱۹/۲۴) اور پادری صاحب عیسائیون کی دولت دکھا کر اہل اسلام پر فخر کرتے ہین خوب یاد رکھین کہ ان دولتمندون کی نجات تو حضرت مسیح محال بتا چکے ہین جو کچھہ اس دنیاے چند روزہ مین چین کرنا ہو کر لین پھر تو اونکے لیے وہ دن آتا ہی کہ حضرت مسیح انسے فرماینگے کہ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو (متی ۷/۲۳) اسی قسم کی تحریرات پادریصاحب کی اصلی حالت کو ظاہر کردیتی ہین گو وہ کیسا ہی چھپائین اونکا عیسائی ہونا اور اسلام کے مقابلہ مین کتابین لکھنا سب حصول دنیا کی غرض سے ہی اونکی تصانیف اس امر کی خود شاہد ہین اور میرا کہنا تو شاید کوئی مخالفت پر محمول کرے خود اونکے ہم مشرب اونکے برادران کے ہمراز جو کچھہ اونھین اور اونکی تالیفات کو کہتے ہین اوسے ناظرین ملاحظہ کرین —

پادری رجب علی صاحب کی منصفانہ راے ہدایت المسلمین پر

۱۸۶۸ء کے درمیان ہمارے معزز اور بزرگ برادر مولوی پادری عماد الدین لاہزنے اعجاز عیسوی کا جواب دیا جسکا نام مولوی صاحب نے ہدایت المسلمین رکھا ہے ہمنے اپنے بزرگ بھائی کا شکریہ ادا کیا تھا جنھون نے کسی نہ کسی نیت سے جسکا تذکرہ ہم یہان مناسب نہین سمجھتے (اس مجمل جملے کو ناظرین ملاحظہ کرین کہ پادری صاحب کی کس حالت پر شہادت دیتا ہی) اپنا ولولہ تو دکھایا اگرچہ ہمارے مولویصاحب نے انگریزی زبان سے نابلد محض ہونیکی وجہ سے بعض انگریزی دان کششون سے بھی اوسمین مدد لی تسپر بھی قطع نظر اہل انصاف اور صاحب نظر اہل اسلام کے خود مسیحی محققون کے نزدیک الزامی جوابون کے سوا تحقیقی جوابونکو

اوسمین پتہ تک نہین ہی علاوہ اسکے ہمارے لاہر برادر نے جہان کہین تحقیقی جواب کے لیے
قلم اوٹھایا ہی وہان بجاے تحقیقی جواب کے غلط جواب (جسکو بی سر و پا کہنے مین ذرا بھی تامل
نہین ہو سکتا) دیے ہین جو لوگ حکیمانہ مزاج رکھتے ہین وہ ہدایت المسلمین کے شاندار نام
کو ایشیائی گپ سی کچھ زیادہ نہین سمجھتے (دیکھو مقدمہ اظہار عیسوی مین پادری رجب علی
صاحب کا ریمارک) اور پادری کریونصاحب کے اہتمام سے جو شمس الاخبار نکلتا تھا اوسمین
پادریصاحب کی تصانیف کو صاف نفرتی لکھا ہی جسمین گالیان لکھی ہوئی ہین اور یہ بھی
لکھا ہی کہ اگر ۱۸۵۷ء کے مانند پھر غدر ہو تو اسی شخص کی بدزبانیون اور بیہودہ گوییون سے
ہوگا جب اونکو ماہر پندرہ روپیہ کو بھی کوئی نہ پوچھے اور مشن مین ستر روپیہ ماہواری (اور اب
ڈیڑھ سو روپیہ ماہواری) اور کوٹھی ملے جسکے احاطہ کے اندر چاہین تو تیل نکالنے کا کولھو بھی
بنالین ایسے لالچیون کو کیا کہنا چاہیے (دیکھو شمس الاخبار لکھنو مطبوعہ امریکن مشن پریس ۱۵
اکتوبر ۱۸۷۵ء نمبر ۱۵ جلد ۷) ان منصف مسیحیون کے کلام سے جو کچھ پادریصاحب اور اونکی
تصانیف کی حالت معلوم ہوتی ہی اوسے ناظرین خود دریافت کرسکتے ہین میرے بیان
کی حاجت نہین خیال کرنے کا مقام ہی کہ جب اونکے ہم مشربون نے اونکی تصانیف کو
نفرتی اور غلط اور بے سر پیر بتایا تو واقع مین اونکا کیا حال ہوگا۔ الغرض جو کچھ اونھون
نے تقلیعات مین لکھا ہی وہ محض غلط اور بے سر و پا اور ناکارہ ہے اور جو کچھ منشی صاحب نے اثبات
نبوت محمدی اور ابطال سند انجیل مین لکھا ہی وہ نہایت صحیح اور درست ہی جیسا کہ ناظرین
کو اس رسالے کے دیکھنے سے ظاہر ہو گیا ہوگا مگر چونکہ پادریصاحب کو حق جوئی منظور
نہین ہی اسلیے بیفائدہ جھگڑا کر کے حق بات کو چھپاتے ہین۔ دیکھیے ہدایت المسلمین
مین اونھون نے جسقدر اعتراض قرآن مجید پر کیے تھے اونکا جواب مولوی سید محمد صاحب

ذی تنزیہ الفرقان مین کس عمدگی سے دیا ہی کہ پادریصاحب سے اوسکے جواب الجواب مین کچھ
نہین ہوسکا بجز اسکے کہ کہین کہین آمین بائین شائین کردی ہی جسکا جی چاہے دونون
کتابون کا مقابلہ کرکے دیکھہ لے مگر پھر بھی عنوان کتاب مین جواب دینے کا جھوٹا دعوی کرد
ہین - حافظ ولی اللہ صاحب نے صیانۃ الانسان ہین ونکی تحقیق الایمان کا جواب کس شدومد
سے دیا ہے جسکے جواب مین آجتک پادریصاحب قلم نہین اوٹھا سکے مگر پھر وہی مردود
باتین جابجا اس طرح لاتے ہین کہ گویا انکا جواب ہی نہین ہوا - مجتہد لکھنوی صاحب سے
آپ نے چند سوالات کیے جب دیکھا کہ انکے جوابات ضعیف ہین اور مناظرہ کے فن
سے مجتہد صاحب ناواقف ہین تو اونکا جواب لکھکر جھٹ پٹ چھپوا دیا اور جب اون سوالون کا
جواب ملنے اور مولوی غلام دستگیر صاحب نے لکھا تو کانون مین تیل ڈالکر بیٹھہ رہے میرا
رسالہ جسکا نام ترانۂ حجازی ہی ١٢٩٥ھ ہجری مین طبع ہوا ہی اور مولوی غلام دستگیر
صاحب کا رسالہ جسکا نام مخرج عقائد نوری ہی ١٢٩٦ھ ہجری مین چھپا ہے مگر
اس وقت تک کسیکا نہ جواب ہی نہ تسلیم ہے حالانکہ یہی کام کیا کرتے ہین پھر یہ حق پوشی
نہین تو کیا ہے - اگر اونھین سچائی منظور ہے اور جھگڑا نہین چاہتے تو مجمع عام مین بیٹھکر
اپنے سب شکوک رفع کرلین مین موجود ہون یہ کیا کہ عوام کے فریب دینے کو اوراق سیاہ
کیے اور خاموش ہو رہے اور سمجھہ لیا کہ کوئی تو انھین دیکھکر بہکے ہی گا ورنہ مشن مین ہماری سرخروئی تو
کسی طرح نہین گئی - اب مین طالبین حق کی خدمت مین عرض کرتا ہون اے حیات ابدی
کے طالبو ہوشیار رہو اور ان پرچرون اور پادریون کی ابلہ فریب باتون پر ہرگز کان
نہ دھرو یہ اپنا دوزخ بھرنے کے لیے خلقت کو جہنم مین ڈھکیلتے ہین اور ہر وقت انکو
یہی خیال رہتا ہی کہ جس فن وفریب سے ہو کسی نہ کسی کو جال مین پھانسیے تاکہ کمیٹی مین

کارکن اور لائق مشہور ہون ترقی تنخواہ اور انعام کے مستحق ٹھہرین خیال کرو جسے کوئی ہنڈا
روپیہ کو نہ پوچھتا ہو اوسے ڈیڑھ سو روپے ماہوار ملے وہ کیا کچھ نہ جال بچھاتا ہو گا جس کسیکو
اوس دہکتی آگ سے بچنا منظور ہے جسکے روبرو انسان کا جسم مثل ایک تنکے کے ہیٔ وہ بلا طرفداری
اول تو دین محمدی اور دین عیسوی کے اصول کو بنظر انصاف خوب دل مین غور کرے
اسی سے اوسکو حق بات کا سراغ لگ جائیگا اور اگر فروعات مین مقابلہ کیا چاہے تو میرے
رسالہ پیغام محمدی کو ملاحظہ کرے یہ میری عرض اسلیے ہے کہ بالیقین دین محمدی
خدا کیطرف سے ہے اور خدا تعالے نے اسے تمام ادیان سابقہ کا مکمل ٹھہرایا ہے بغیر
اسے اختیار کیے نجات غیر ممکن ہی ایسا نہو کہ کوئی شیطانی وسوسہ تمھارے دل مین
ڈال کر سیدھی راہ سے پھیر دے اور حیات ابدی سے محروم رکھے—

اب مین اس حصۂ اوّل کو دعا پر ختم کرتا ہون ای ارحم الراحمین تو تمام سامعین اور
ناظرین رسالۂ ہذا پر اپنا فضل کر اور اپنے سچے مذہب کی حقیت کو اونپر منکشف اور اونکے
دل مین راسخ کردے اور پادری صاحب کے دل سے تعصب کی تاریکی دور کر اور
اسلام کی روشنی سے اونکے سینے کو منور کردے— آمین ربنا تقبل منا انک
انت السمیع العلیم بحرمۃ سید الاولین والاخرین محمد واٰلہ
واصحابہ اجمعین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

اعلان

ای پیروان دین محمدی و ای خواستگاران حیات ابدی تمکو بشارت ہو
کہ حصہ اول کتاب لاجواب دفع التلبیسات ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۲ھ مین میان
علی بھائی بن احمد بھائی راندیری کی علو ہمتی سے چھپکر تیار ہوا اس نادر
کتاب مین جس عمدگی اور پر زور دلائل سے پادری عماد الدین کی تلبیسونکو دفع کرکے اثبات
نبوت محمدی کیا ہے اوسے ناظرین حق شناس بخوبی جان سکتے ہین واقعی یہ رسالہ
طالبان حق کا عمدہ مطلوب اور متلاشیان دین کا کامل رہنما ہے اس گوہر گرانمایہ کی قیمت
فائدۂ عام کے لیے نہایت ارزان کردی گئی ہے معمولی کاغذ کے ۶ر عمدہ اور دبیز کاغذ کے
۸ محصول ۲ جن صاحب کو خریداری منظور ہو قیمت نقد بھیجکر اس احقر سے یا منشی سید
محمد ابراہیم صاحب ساکن کانپور محلہ بوچڑخانہ خورد متصل مسجد دولا ہی سے طلب فرمائین
ہم یہ بھی مژدہ دیتے ہین کہ نیاز نامے کا کامل جواب پیغام محمدی ہمارے مطبع مین زیر طبع ہے
اور کتب مندرجہ ذیل تیار ہین جو صاحب خواستگار ہون طلب فرمائین

تکمیل لادیان مع محصول ۹ر مرآۃ الیقین مع محصول ۲

العبد
محمد رحمت اللہ رعد مالک مطبع نامی
کانپور